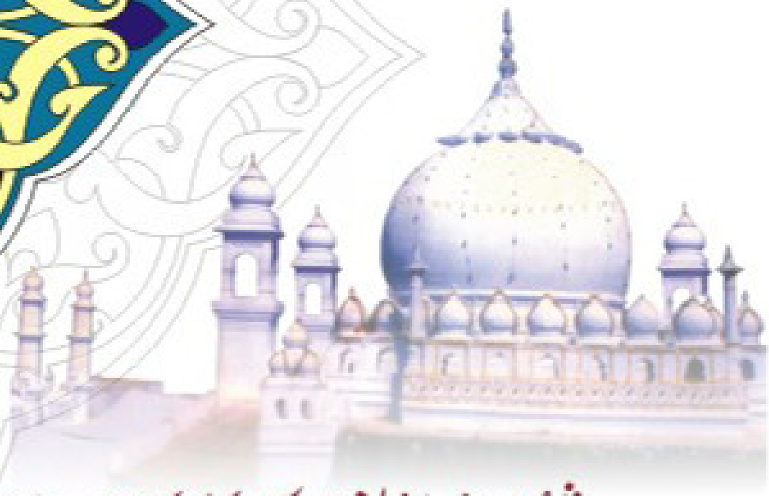


شمس الدین ابو الفضل آل احمد اچھے میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ
کے آثار مبارکہ اور کرامات پر مشتمل اولین فارسی کتاب

ہدایت المخلوق

۱۲ ۲۷

کا اردو ترجمہ مع اضافہ موسوم بہ

تنبیہ المخلوق

تصنیف

مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی

ترتیب وتحقیق

صاحبزادہ مولانا افضل رسول محمد عزام قادری

شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ
کے آثار مبارکہ اور کرامات وکمالات پر مشتمل اولین فارسی کتاب

هدایت المخلوق

۷ ۲ ھ ۲ ۱

(مصنفہ مولوی افضل احمد صدیقی قادری برکاتی)

کا اردو ترجمہ مع اضافہ موسوم بہ

تنبیہ المخلوق

تصنیف

مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی

ترتیب و تحقیق

صاحبزادہ مولانا فضل رسول محمد عزام قادری

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات (۱۱۱)

کتاب: تنبیہ المخلوق
مؤلف: مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی
ترتیب: صاحبزادہ مولانا فضل رسول محمد عزام قادری
طبع اول: محرم الحرام ۱۴۳۵ھ/نومبر ۲۰۱۴ء

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in

Distributor
Maktaba Jam-e-Noor
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418
Mob. : 0091-9313783691

Distributor
Khwaja Book Depot.
Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9313086318

انتساب

مصنف کتاب کے پیر طریقت، صاحب **تذکرہ** **فخر** خاندان برکات، **شمس** مارہرہ

شمس الدین ابوالفضل **آل احمد اچھے میاں** قادری مارہروی **قدس** سرہٗ العزیز

کے

تربیت یافتہ، آپ کے روحانی فضائل وکمالات کے وارث وجانشین

اور آپ کے سب سے چہیتے **مرید** وخلیفہ

خاتم الاکابر **حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی** مارہروی **قدس** سرہٗ العزیز

کے نام

موروثی خادم

فضل رسول عزام قادری

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر و اشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۱۰ رکتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جو شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری کی نگرانی اور ان کی قائدانہ کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد اب نشر و اشاعت کا یہ سارے امور بحمد اللہ صاحبزادۂ گرامی مولانا عطیف قادری بدایونی کی نگرانی میں بحسن و خوبی انجام پا رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات ابتدا ہی سے شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف کے اکابر و علما کی تصانیف کے علاوہ اپنے دیگر اکابر و مشائخ کی عظیم شخصیات، ان کے علوم و معارف اور ان کی حیات و خدمات پر بھی تصنیفی و اشاعتی کام کیا جائے۔ اس سلسلے میں اکیڈمی نے اکابر خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ شریف کی تصانیف اور ان سیرت سوانح پر بعض اہم کتابوں کی اشاعت کا منصوبہ بنایا تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنا رہی ہے۔ سب سے پہلے حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ کی کتاب **تحقیق التراویح** کی اشاعت عمل میں آئی۔ اس کے بعد ۲۰۱۳ء کے عرس نوری میں **تذکرۂ نوری** اور شمس مارہرہ کے دوسو سالہ عرس کے موقعے پر ۲۰۱۳ء عرس قادری میں **آداب السالکین** (مصنفہ شمس مارہرہ) **برکات مارہرہ** اور **تذکرۂ شمس مارہرہ** (مرتبہ عالم ربانی علیہ الرحمہ) کا شایان شان اجرا عمل میں آیا۔ اب تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۴ء میں عرس قاسمی کے موقعے پر شمس مارہرہ کی اولین فارسی سوانح **ہدایت المخلوق** کا اردو ترجمہ بنام **تنبیہ المخلوق** اہل عقیدت و محبت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مسرت محسوس کر رہی ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات

مقام دوم: ہدایت الخلق کے مطابق کرامات کے بیان میں

66.....144

مقام سوم: ثقہ حضرات کی زبانی سنی ہوئیں کرامات کے بیان میں

☆☆☆

تقریظ مبارک

(از: شرف ملت حضرت سید محمد اشرف قادری مارہروی)

حضور شمس مارہرہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی نورانی شعاؤں سے فیض یاب بدایوں شریف کے مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ کے علمی اور روحانی فیضان کا سلسلہ کئی صدیوں پر محیط ہے۔ حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہٗ العزیز سے لے کر عالم ربانی علامہ اسید الحق محمد عاصم قادری قدس سرہٗ العزیز تک یہ سلسلہ دراز ہے۔ اسید میاں نے اپنے خانوادے اور خانقاہ کی علمی روایت کو وہ تازگی بخشی کہ ان کے مختصر دورِ حیات کو ہم خانقاہ قادریہ اور مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ کہہ سکتے ہیں۔ ان کے پردہ فرمانے کے بعد دل میں ایک خلش تھی کہ کیا اب خانوادۂ قادریہ اور مدرسہ قادریہ کے علمی کام اسی نہج پر جاری رہ سکیں گے جو عزیزی اسید میاں کی حیات میں تھے؟ دو خبروں نے اس خلش کو ختم کر دیا۔ پہلی تو یہ کہ صاحب سجادہ مولانا سالم میاں قادری دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے خانوادے کے علمی وقار کی توسیع کے استحکام کے واسطے اپنے لخت جگر مولانا عطیف میاں سلمہ کو مزید سے مزید تعلیم کے لیے الازہر روانہ کر دیا۔ دوسری خبر یہ تھی کہ اپنے نور نظر مولانا عزام میاں کو تصنیف وترتیب وتالیف کے ضروری کام کے لیے آمادہ کیا۔

عزیزی عزام میاں سلمہ نے اس آمادگی کے ثبوت میں اپنے اجداد کے پیر خانے کی محبوب ترین شخصیت حضرت شمس الملۃ والدین سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات وکرامات پر مبنی اولین تصنیف ''ہدایت الخلوق'' (مصنفہ مولانا افضل صدیقی بدایونی، خلیفہ شمس مارہرہ) کا اردو ترجمہ بنام ''تنبیہ الخلوق'' از مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی کو ایک عمدہ

ترتیب وتحقیق کے ساتھ تیار کیا اور اس کام میں ان کے برادر کلاں مولانا عطیف میاں کا دست تعاون انھیں حاصل رہا۔ یہ کام اشاعت کا مرحلہ طے کر کے قارئین ومتوسلین کے سامنے آرہا ہے۔

یہ فقیر برکاتی اپنے بزرگوں کی بے شمار کرامتوں سے تصانیف وتقاریر کے ذریعے واقف ہے، لیکن اپنے والد ماجد سراج العرفا احسن العلما قدس سرہٗ العزیز کا یہ قول کبھی نہیں بھولتا کہ ''خانقاہ برکاتیہ اور خانوادۂ برکات کرامت سے زیادہ استقامت فی الدین پر زور دیتا ہے''۔ لیکن اس موقعے پر حضرت شمس مارہرہ کی تازہ ترین روحانی کرامت اور فیض کا ذکر ضرور کروں گا کہ ابھی عالم ربانی شیخ اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی جیسے جید عالم، باوقار مصنف اور بے شمار صلاحیتوں کے حامل بیٹے کی رحلت کا صدمہ تازہ ہی تھا کہ حضرت سالم میاں صاحب نے ردائے غم اتاری اور قبائے صبر زیب تن کی اور ایک فرزند کو اعلی دینی تعلیم کے لیے ازہر روانہ کیا اور ایک فرزند کو علمی وتصنیفی کاموں میں مصروف کر دیا۔ صبر جمیل کی اس سے بہتر کیا مثال ہوگی؟ ایسا پر جمال صبر کسی کرامت کے بغیر ممکن نہیں۔

دعا کرتا ہوں کہ مالک حقیقی اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے میں خانقاہ قادریہ اور مدرسہ قادریہ کے روحانی کمالات اور علمی وقار کو روز افزوں فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ۔

سید محمد اشرف قادری برکاتی
عاشورۂ مبارک ۱۴۳۶ھ
خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ

☆☆☆

ابتدائیہ

فخر خاندان برکات غوث زماں قبلہ جسم و جاں شمس مارہرہ حضرت سید شمس الدین ابوالفضل آل احمد حضور اچھے میاں مارہروی قدس سرہ العزیز ہندوستان میں غوث اعظم شیخ الکل فی الکل سید الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وارث و نائب ہیں۔ آپ کی ذات بابرکت شان غوثیت مآب کی آئینہ دار تھی۔ آپ کے دست حق پرست سے فیض قادریت کا جو دریا رواں ہوا تو ہر ادنی و اعلی نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق فیض حاصل کیا اور ایک زمانہ آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوکر دنیا و آخرت میں نیک انجام کا حق دار رہا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ ؍رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ کو مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔ ''سلطان مشائخ'' سے سنہ ولادت برآمد ہوتا ہے۔ بانی سلسلہ برکاتیہ حضور صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا:

> ہماری اولاد میں ایک صاحبزادے ہوں گے جن سے رونق خاندان دو چند ہو جائے گی اور اپنا خرقہ مبارک اپنی بہو (والدہ ماجدہ حضرت سیدنا شاہ حمزہ) کو عطا فرما کر حکم دیا کہ یہ ان صاحبزادے کے واسطے ہے۔

جب حضور شمس مارہرہ کی عمر شریف ۴ ؍سال کی ہوئی تو آپ کے دادا حضور حضرت سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ نے آپ کو اپنی گود میں بٹھا کر ارشاد فرمایا ''وہ صاحبزادے یہی ہیں جن کی حضور والد ماجد نے بشارت دی تھی''۔ دنیا گواہ ہے کہ حضور صاحب البرکات کا یہ فرمان عالی شان کس طرح صادق آیا۔

آپ کی ذات بابرکت سے کرامات کا صدور ویسا ہی ہوا جیسا کہ غوث اعظم کے نائب و وارث اور فخر خاندان برکات سے ہونا چاہیے۔

زیرنظر کتاب ''تنبیہ الخلوق'' ان ہی کرامات وکمالات کا مجموعہ ہے جو مولانا افضل صدیقی بدایونی کی فارسی زبان میں لکھی گئی کتاب ''ہدایت الخلوق'' کا اردو ترجمہ ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کتاب کو ۱۲۷۴ھ میں شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ کے مرید حافظ علی اسداللہ مجیدی بدایونی کی فرمائش پر تالیف کیا گیا۔ گویا اس کتاب کے محرک خانقاہ عالیہ قادریہ کے ارادت مند بنے اور آج ۱۴۳۶ھ میں یہ کتاب مجیدی غلاموں کی خدمت اور ان کے توسط سے ہی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ شمس مارہرہ کو یہ منظور ہے کہ ان کے خدمت گزاروں میں ان کے چہیتے مرید وخلیفہ محرم اسرار خادم خاص شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ کے چاہنے والے ہی سرِ فہرست رہیں۔

والد گرامی قدر حضرتِ اقدس الشیخ عبدالحمید محمد سالم قادری دام ظلہ العالی (صاحبِ سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ) کے حکم پر عالم ربانی شہیدِ بغداد رحمہ اللہ نے اس کتاب پر کام شروع کیا تھا، الحمدللہ آج حضرت اقدس کی دعاؤں اور توجہات کے نتیجے میں غلامانِ شہیدِ بغداد نے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اس سے قبل بھی تاج الفحول اکیڈمی اکابر خانوادۂ برکاتیہ کے احوال وآثار پر کئی اہم کتابیں شائع کر چکی ہے، جن میں **تذکرۂ نوری، برکات مارہرہ** اور **تذکرۂ شمس مارہرہ** (مصنفہ عالم ربانی رحمہ اللہ) خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

مؤلف ہدایت الخلوق:

مولانا افضل صدیقی بدایونی بن مولانا تاج الدین صدیقی بدایوں کے ایک معزز صدیقی خاندان کے فرد تھے۔ ان کے آبا واجداد سنبھل ضلع مرادآباد سے تعلق رکھتے تھے اور وہاں کے ذی اقتدار اور باوقار لوگوں میں ان کا شمار کیا جاتا تھا۔ مولانا کے دادا مولانا وجیہ الدین صدیقی بارھویں صدی ہجری میں سنبھل کو ترک کر کے مستقل بدایوں میں سکونت پذیر ہو گئے۔ لہٰذا بدایوں میں ہی مولانا افضل صدیقی کی پیدائش ہوئی۔ سنہ تاریخ ولادت کا علم نہیں ہو سکا۔ تعلیمی مراحل حضرت مولانا مفتی عبدالغنی عثمانی کی آغوش میں طے کیے۔ سید شہید حسین شہید رقم طراز ہیں:

> فارسی انشاپردازی میں کمال حاصل تھا۔ قوت حافظہ بہت اچھی تھی۔ منکسر المزاج حلیم الطبع، بامروت، مہمان نواز، صاحب زہد وتقویٰ، پابند شرع صوفی تھے۔☆

☆ تذکرۂ شعرائے بدایوں: ج ا/ص ۱۰۲/مطبوعہ ۱۹۹۷ء، کراچی

حضور شمس مارہرہ کے دامن کرم سے وابستہ تھے اور شمس مارہرہ نے آپ کو اجازت وخلافت سے بھی سرفراز کیا تھا۔ شمس مارہرہ کی آپ پر خاص نگاہ لطف وکرم تھی جس کا جابجا اظہار کتاب میں مندرج واقعات سے ہوتا ہے۔ شمس مارہرہ سے بے پناہ محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور اکثر بارگاہ میں حاضر ہوکر سعادت قدم بوسی حاصل کیا کرتے تھے۔ بہت سے لوگوں کو شمس مارہرہ کے دامن کرم سے وابستہ کیا۔ شمس مارہرہ سے سچی اور خالص محبت ہی کے نتیجے میں آپ نے ہدایت الخلوق تصنیف فرمائی، سوائے ہدایت الخلوق کے کسی اور کتاب کا ذکر نہیں ملتا۔ افضل تخلص فرماتے تھے۔ شاعری کے نمونے خود ہدایت الخلوق میں موجود ہیں۔ حضور شمس مارہرہ کی منقبت میں کئی کلام لکھے ہیں۔

نمونے کے بطور چند اشعار حاضر ہیں:

السلام اے آل احمد السلام — السلام اے رہنمائے خاص و عام
السلام اے قدوۂ سادات دیں — السلام اے مقتدائے عارفین

☆

خیال کعبہ ودیرم نباشد جبہ سائی را — زخاک نقش نعلینش سریرے کردہ ام پیدا
زظلمت خانہ گورم نباشد ہیچ غم افضل — کہ از نور خدا مہر منیرے کردہ ام پیدا

چار فرزند سلطان احمد، نیاز احمد، ریاض احمد اور محمد اجمل اپنی یادگار چھوڑے۔ ذی الحجہ ۱۲۵۹ھ میں وصال فرمایا۔ آخری آرام گاہ بدایوں میں قاضی حوض کے قریب واقع ہے۔

مؤلف تنبیہ الخلوق:

مؤلف کتاب مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایوں کے مشہور ومعزز خاندان متولیان کے ایک رکن رکین تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت عبداللہ مکی مکہ سے بدایوں آئے اور اس وقت سے لے کر اب تک یہ خاندان بدایوں میں آباد ہے۔

عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری لکھتے ہیں:

> تیرہویں اور چودھویں صدی کے تناظر میں اگر اس گھرانے (خاندان متولیان) کا جائزہ لیں تو اس کی دو نمایاں خصوصیات پر ضرور نگاہ رکتی ہے، ایک تو یہ کہ اس گھرانے کا کم وبیش ہر صغیر وکبیر شاعر نظر آتا ہے، دوسری یہ کہ اس

خاندان کے اکثر افراد خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے نسبت بیعت وارادت رکھتے تھے۔☆

چناں چہ دیگر افرادِ خاندان کے علاوہ خود مولوی صاحب کے والد مولانا مبارز الدین قادری برکاتی اور عم محترم منشی ذوالفقار الدین قادری برکاتی حضور شمس مارہرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

مولوی صاحب کی ولادت بدایوں میں ۱۲۵۱ھ/ ۱۸۳۶ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم بدایوں میں حاصل کی۔ اس کے بعد لکھنؤ میں حکیم غلام دست گیر خاں سے علم طب حاصل کیا۔ علاوہ ازیں خواجہ فراق ناسخی سے بھی آپ نے اکتساب علم کیا۔ مولوی صاحب کو حکمت میں کافی دسترس تھی اور آپ کا ذریعہ معاش بھی تاعمر حکمت ہی رہا۔ خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ سے بیعت وخلافت حاصل کی۔ اولاد میں دو فرزند حکیم خلیل الدین (م: ۱۳۰۸ھ) اور حکیم کفیل الدین عالؔی (م: ۱۳۸۰ھ) شامل ہیں۔☆☆ ذاکؔر تخلص فرماتے تھے۔ ۲۸ ؍صفر ۱۳۳۴ھ کو وصال ہوا۔ نبی خانہ محلّہ سوتھ میں آخری آرام گاہ بنی۔

کئی کتابیں یادگار چھوڑیں، جن میں سے اب تک کوئی بھی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوسکی۔

[۱] تنبیہ الخلوق (جو فی الوقت آپ کے ہاتھوں میں ہے)
[۲] تنویر المحافل (منظوم معجزات رسول اللہ ﷺ)
[۳] نخلہ قریشی
[۴] ذریعہ نجات (مجموعہ نعت ومناقب وغیرہ)
[۵] تہذیب المحافل
[۶] بیاض الحکمت
[۷] مظہر الاسلام
[۸] دیوان نعت ومنقبت (راقم نے کتابوں کی یہ فہرست ''تذکرۂ طیب'' کے آخری صفحے سے نقل

☆ مقدمہ برکات مارہرہ: ص۱۲/ مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۳ء

☆☆ ہم نے مولوی صاحب کے حالات کے سلسلے میں جن مآخذ کی جانب رجوع کیا تمام میں مولوی صاحب کے دو فرزندوں کا ذکر ملتا ہے، تعجب ہے کہ اس کے باوجود بھی مصنف تذکرۂ شعرائے بدایوں نے حکیم کفیل الدین عالؔی کے تذکرے کے ضمن میں لکھا ''بانی نبی خانہ کے اکلوتے فرزند تھے''۔ دیکھیے: تذکرۂ شعرائے بدایوں ج۲، ص۶۷/ مطبوعہ ۱۹۸۷ء

کی ہے۔)

مولوی صاحب ایک سچے اور پکے عاشق الرسول، عابد و زاہد اور متقی و مخلص انسان تھے۔

ڈاکٹر شمس بدایونی لکھتے ہیں:

> ذاکر حب رسول سے سرشار، عابد و زاہد، شب بے دار بزرگ تھے۔ طب ذریعہ معاش تھا، لیکن زیادہ وقت ذکر و شغل میں بسر کرتے۔ تمام عمر نعت و منقبت کہتے، پڑھتے اور سنتے بسر کی۔☆

مولوی صاحب کے سچے عاشق الرسول ہونے کا عملی اظہار ان کی زندگی سے ہوتا ہے۔ چناں چہ ۱۲۹۳ھ میں آپ نے بدایوں کے محلّہ سوتھ میں ایک مکان کی بنیاد رکھی جسے ''نبی خانہ'' کے نام سے موسوم کیا۔ اس مکان میں ہر سال ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ سے بارھویں تاریخ تک ہر روز محافل میلاد منعقد ہوا کرتی تھیں، مولوی صاحب کے علاوہ بہت سے شعرا اپنے کلام پیش کیا کرتے تھے۔ ابتدا سے لے کر تادم زیست آپ نے ان محافل میں شرکت کی اور تمام انتظام و انصرام کے امور انجام دیے۔ چوں کہ اس ''نبی خانہ'' کا مقصد صرف اظہار عقیدت و محبت تھا، لہٰذا مولوی صاحب کو اس کے آداب ہر وقت ملحوظ خاطر رہتے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب محفل کا کوئی بھی کام بغیر وضو کے انجام نہیں دیتے تھے، حتیٰ کے نبی خانے کی جاروب کشی بھی بغیر وضو کے گوارا نہیں فرماتے تھے۔

مولوی طفیل احمد صدیقی تحریر کرتے ہیں:

> حضرت ممدوح مرحوم مغفور (مجاہد الدین ذاکر) کا یہی شعار عقیدت تھا کہ یوم انعقاد محفل سے تا زمانۂ وفات محافل نبی خانہ کا کوئی کام بلا وضو نہ آپ نے کیا، نہ کسی دوسرے کو کرنے دیا۔ حتیٰ کہ جاروب کش اور خدام کو تاکید تھی کہ بلا وضو محفل کی جاروب کشی تک نہ کریں۔☆☆

ان محافل کے لیے روزانہ مولوی صاحب ایک غزل کہا کرتے تھے۔

مولوی طفیل احمد صدیقی رقم طراز ہیں:

> آغاز محافل نبی خانہ سے وصال شریف تک مسلسل یہ معمول رہا کہ نبی خانہ کی ہر

☆ شعرائے بدایوں دربار رسول میں: ص ۴۲

☆☆ تذکرۂ طیب: ص ۱۱/ مطبوعہ ۱۳۴۶ھ

محفل کے لیے تازہ غزل شب میں تصنیف فرماتے تھے اور صبح کو محفل میں پڑھا کرتے تھے۔ عمر بھر یہ معمول ناغہ نہ ہوا۔☆

''تذکرۂ طیب'' میں نبی خانہ کی محافل میں سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی کی شرکت کا بھی ذکر ملتا ہے۔

مولوی طفیل احمد صدیقی لکھتے ہیں:

> ۱۲۸۵ھ میں یہ مکان بھی (جو آج نبی خانہ شریف) کے نام سے بدایوں محلّہ سوتھ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ حافظ صاحب کی ملکیت اور قبضے میں آیا، لہٰذا امسال ارادہ کیا گیا کہ محفلیں اسی مکان میں کی جاویں۔ مکان اس وقت نہایت گندہ اور خراب حالت میں تھا، بانیٔ محافل (مجاہد الدین ذاکر) نے اپنے ہاتھ سے اس کو صاف کیا اور قلعی کرائی اور اس سال کی محافل مولود مکان میں ہوئی اور حضرت فخر المشائخین افتخار العلما حکیم الامۃ مولانا شاہ حکیم محمد فضل رسول صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ خلف حضرت قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین حضرت مولانا شاہ محمد عبدالمجید صاحب عین حق قادری بدایونی بھی اس سال روزانہ شریک محافل ہوئے۔☆☆

مولوی صاحب پر حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ خاص نگاہ عنایت فرماتے تھے۔ آپ اور دیگر صاحبزادگان نے بزرگان مارہرہ کے کئی تبرکات مولوی صاحب کو عطا کیے۔

مؤلف ''تذکرۂ طیب'' نے ان تبرکات کی درج ذیل فہرست شمار کی ہے۔

[۱] گلاس جست مع سرپوش وتھالی حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ: عطیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ

[۲] پارچہ دوشالہ شاہ سید آل محمد: عطیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ

[۳] پارچہ پیراہن حضرت شاہ حمزہ: عطیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ

[۴] کلاہ شریف حضور شمس مارہرہ: عطیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ

☆ مرجع سابق: ص۸۔

☆☆ مرجع سابق: ص۱۶۔

[۵] پرچہ برزخ قلب مومن جو حضور شمس مارہرہ کے زمانے کا ہے: عطیہ حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ
[٦] دعا برائے حفظ کلام اللہ: عطیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ
[۷] ردائے اطہر خاتم الاکابر: عطیہ حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں قدس سرہٗ
[۸] تسبیح خاتم الاکابر: عطیہ حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں قدس سرہٗ
[۹] میرزئی خاتم الاکابر: عطیہ حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں قدس سرہٗ
نبی خانہ میں ہر سال ماہ ربیع الاول میں ان تبرکات کی زیارت کرائی جاتی تھی۔

ہدایت المخلوق:

گزشتہ سطور سے معلوم ہوا کہ مولانا افضل صدیقی بدایونی نے فارسی زبان میں ہدایت المخلوق کے نام سے شمس مارہرہ کی سوانح اور کمالات و کرامات پر مشتمل کتاب تصنیف کی تھی اور مولوی مجاہد الدین ذاکر نے چند اضافات کے ساتھ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کیا۔

ہدایت المخلوق ۱۲۲۷ھ میں تالیف کی گئی جیسا کہ خود مؤلف نے تاریخی قطعہ نظم کیا ہے:

دل من خواست نام و تاریخش   گفت ہاتف <u>ہدایت المخلوق</u>

مولانا افضل صدیقی اس کتاب کی وجہ تالیف کے سلسلے میں رقم طراز ہیں:

> تا کہ محبان صادق را بکار آید و مریدان راسخ را فیضے افزاید و ازیں احقر الناس یادگار بر صفحہ روزگار بماند کہ موجب ہدایت عامہ خلائق و واسطہ نجات ایں قلیل البضاعت گردد۔☆
>
> ترجمہ: تا کہ محبان صادق کے لیے یہ کارگر ثابت ہو، راسخ العقیدہ مریدین کو پہنچنے والے فیض میں اضافہ کرے اور اس کم ترین کی صفحہ حیات کے لیے یادگار ثابت ہو اور اس قلیل البضاعت کے لیے ذریعہ نجات بن سکے، کیوں کہ یہ کتاب عام لوگوں کی ہدایت کا موجب ہے۔

ہدایت المخلوق تاریخی اور اسنادی دونوں لحاظ سے کافی اہمیت کی حامل ہے۔ چوں کہ اس کتاب کو خود صاحب تذکرہ حضور شمس مارہرہ کی نگاہِ فیض نے ملاحظہ فرمایا اور مصنف کو دعا دی۔ علاوہ ازیں اس میں درج کرامات کے روایوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کرامات کے

☆ ہدایت المخلوق: مخطوطہ، مخزونہ کتب خانۂ قادریہ ص۳

بیان کرنے والے بڑے بڑے اولیاو مشائخ رہے ہیں، بلکہ اکثر شمس مارہرہ کے خلفا ہیں۔
خود مولانا افضل صدیقی لکھتے ہیں:

جناب معلیٰ نسخہ ہذا از ابتدا تا انتہا بنظر کیمیا اثر ملاحظہ فرمودند☆

ترجمہ: جناب معلیٰ (حضور شمس مارہرہ) نے اِس نسخے کو از اول تا آخر نظر کیمیا اثر سے ملاحظہ فرمایا۔

آگے لکھتے ہیں کہ ملاحظہ فرما کر حضور شمس مارہرہ نے ارشاد فرمایا:

عوض آں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماید مردمان سلف ملفوظات و حالات بزرگاں نوشتہ اند فیضے یافتہ اند و دیگراں مستفیض گشتند چونکہ اعتقاد و حوصلہ شما برایں آورد او تعالیٰ و تقدس شما و دیگر خوانندگان را فیض و برکت نصیب کند☆☆

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ پہلے لوگوں نے بزرگوں کے ملفوظات و حالات لکھے ہیں، خود بھی فیض اٹھایا ہے اور دوسرے بھی مستفیض ہوئے ہیں۔ چونکہ تمہارا اعتقاد و حوصلہ اس پر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ تمہیں اور دیگر پڑھنے والوں کو فیض و برکت نصیب فرمائے گا۔

کتب خانۂ قادریہ میں ہدایت الخلوق کا جو نسخہ موجود ہے وہ اصل مخطوطہ نہیں، بلکہ اس کا عکس ہے جو عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری نے کراچی کے ایک کتب خانے سے حاصل کیا تھا۔ متوسط سائز کا یہ نسخہ ۸۵ر صفحات پر مشتمل ہے۔ جسے صرف ۱۱ر دن کی قلیل مدت میں مولانا غلام شبر قادری بدایونی نے مولوی عطا احمد فرشوری کے نسخے سے ۱۳۳۸ھ میں نقل کیا۔

تنبیہ الخلوق:

مولوی مجاہد الدین ذاکر نے تنبیہ الخلوق کو مولانا اسد اللہ مجیدی بدایونی کی درخواست پر ۱۲۷۴ھ میں تصنیف کیا۔ کتاب کے نام سے سنہ تالیف برآمد ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے کتاب کے مقدمے میں بالتفصیل مشمولات کا ذکر کیا، اس کے باوجود یہاں چند باتیں عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

❁ مصنفِ تنبیہ الخلوق نے تمام بزرگان سلسلہ کے مختصر حالات درج کیے ہیں۔ علاوہ ازیں

☆ مرجع سابق: ص ۸۷

☆☆ مرجع سابق: نفس صفحہ

بہت سے شجروں کا مولوی صاحب نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے جب کہ ہدایت الخلوق میں صرف منظوم شجرۂ قادریہ نقل کیا گیا ہے۔غرض کہ ہدایت الخلوق کی صحیح طور پر موافقت ''اوقات لیل ونہار مرشدی ومولائی'' ص(64) سے ہوتی ہے۔

❁ مولوی صاحب نے ہدایت الخلوق میں درج ہر ہر کرامت کا لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں کیا، بلکہ اپنے انداز میں کہیں اجمال اور کہیں تفصیل سے کام لیا ہے۔

❁ کرامات کے ذیل میں جن بزرگ کا ذکر آیا مولوی صاحب نے اسی کے آخر میں ان بزرگ کا چند سطور میں ذکر کر کے ان کی جائے مدفن کا بھی ذکر کیا۔

❁ ہدایت الخلوق میں کرامات کی جو ترتیب ہے تنبیہ الخلوق کی ترتیب اس سے مختلف ہے۔

❁ ہدایت الخلوق کے مصنف نے ہر کرامت کو ذکر کرنے کے بعد یہ شعر نقل کیا:

سایۂ اش کم مباد از سرِ ما   **بسط اللہ ظلھم ابداً**

جب کہ صاحب تنبیہ الخلوق نے یہ شعر ذکر کیا ہے:

خداوندا برائے آل احمد   نصیبم کن لقائے آل احمد

❁ مولوی صاحب نے ہدایت الخلوق کے ترجمے کے علاوہ بطور ضمیمہ تقریباً ۵۸؍ واقعات و کرامات کا اضافہ کیا ہے۔جنھیں مصنف نے کتاب کے مقام سوم میں ذکر کیا ہے۔ان کرامات میں سے بقول مصنف کرامت ۱۹؍ تا ۳۹؍ آثار احمدی سے منقول ہے۔

تنبیہ الخلوق کا جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے وہ مولانا محمد احمد حسن نے ۱۹؍ شعبان ۱۳۴۲ھ میں نقل کیا۔نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:''من نمانم ایں بماند یادگار'' یہ نسخہ بھی اصل مخطوطہ نہیں ہے، بلکہ مخطوطے کا عکس ہے۔کتابی سائز کا یہ نسخہ ۱۳۵؍ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے بعد ۱۳؍ صفحات میں حضرت سیدنا زید شہید رضی اللہ عنہ کے حالات مرقوم ہیں۔

اس کتاب کو پڑھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور شمس مارہرہ کا کیا مقام ہے اور کیسے کیسے عظیم لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا ہے اور حضور شمس مارہرہ کی نگاہِ کیمیا اثر نے کس طرح خادم کو مخدوم بنا دیا۔میاں بے فکر شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ اس بات کا واضح ثبوت ہے۔☆

اس کتاب کے مطالعے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب تذکرہ کی جو نگاہ کرم بدایونی

☆ دیکھیے کتاب ہٰذا: ص 78

غلاموں پر تھی کسی دوسرے پر نہ تھی اور جو عقیدت و محبت بدایونی خادموں کو حاصل ہوئی اس کی مثال بھی آسانی سے ملنا مشکل ہے۔ ہماری اس بات کو دو وجہوں سے تقویت ملتی ہے، ایک تو حضور شمس مارہرہ کا یہ فرمانا کہ ''بدایوں غوث اعظم نے مجھے جاگیر میں دے دیا''، اور دوسری یہ کہ آپ کے جاں نثار مرید اور احب الخلفا خادم خاص محرم اسرار اور خزینہ دار حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ بھی بدایوں کے تھے۔

شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی:

شاہ عین الحق فنا فی الشیخ کے مرتبے پر فائز تھے۔ تمام مریدوں اور ارادت مندوں میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ شمس مارہرہ کی جتنی بھی سوانح تحریر کی گئیں سب میں حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ کا تذکرہ خوب ملتا ہے۔

''برکات مارہرہ'' میں مولوی طفیل احمد صدیقی متولی نے حضور شمس مارہرہ کا جو فرمان نقل کیا ہے اس کو پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے اور آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے ہیں، عقل سوچتی رہ جاتی ہے کہ اس قدر بھی کوئی پسندیدہ ہو سکتا ہے؟!

مولوی طفیل احمد صدیقی تحریر کرتے ہیں:

> اپنے مریدین و خلفا کو جو اس وقت حاضر حضور تھے مخاطب کر کے فرمایا کہ جو مولوی عبدالمجید اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دوست رکھے گا وہ مجھے دوست رکھے گا اور جس نے ان سے اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے عناد رکھا اس نے مجھ سے اور میرے پیران طریقت سے عناد رکھا۔ پس جو شخص مولوی عبدالمجید اور ان کے گھرانے سے بیزار ہے آل احمد اور آل احمد کے پیران طریقت اس سے بیزار ہیں۔ لہٰذا مولوی عبدالمجید کا اور ان کے گھر کا مخالف قیامت کے دن آل احمد اور اس کے پیران سلسلہ سے کسی قسم کی دست گیری کی امید نہ رکھے۔☆

اس فرمان عالی شان سے جو بھی ظاہر ہوتا ہے وہ شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی اور ان کے گھرانے کے لیے سرمایۂ افتخار ہے۔

زیر نظر کتاب میں مصنف لکھتے ہیں:

☆ برکات مارہرہ ص: ۷۷

جناب والد ماجد قبلۂ دو جہاں[مولوی مبارز الدین بدایونی] فرماتے تھے کہ مَیں حالت صغرسنی میں مرید حضرت مرشد اعلیٰ کا ہوا تھا، اپنے والد ماجد کے ہم راہ گیا تھا۔ بعد پہنچنے اور مرید ہونے کے عارضہ درد چشم میں مبتلا ہوا۔ ایک رات یہ شدت درد کی ہوئی تو چلانے لگا۔ اس وقت مولانا عبدالمجید صاحب کو میرا حال معلوم ہوا، انھوں نے جا کر حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا ''ہماری سبوچہ[گھڑا] سے پانی لے جاؤ اور اس سے آنکھیں دھو، اللہ تعالیٰ شفا دے گا''۔ مولوی صاحب حسب الارشاد پانی لائے اور اپنے دست شریف سے آنکھیں دھوئیں، فوراً درد جاتا رہا اور تمام رات با آرام سویا۔ جب صبح ہوئی ہم راہ والد ماجد کے حضور میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا ''مبارز الدین کیا حال ہے؟'' مَیں نے عرض کیا ''اب تو بالکل اچھا ہوں''۔ جناب والد ماجد نے عرض کیا جو حضور سے پانی عطا ہوا تھا اس کے دھونے سے بالکل درد جاتا رہا، تمام رات چین سے سویا۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''بھائی وہاب الدین! پانی[میں] کچھ برکت نہیں تھی، مولوی عبدالمجید کے ہاتھ کی برکت ہوئی، مولوی صاحب کے ہاتھ میں بڑی تاثیر ہے''۔☆

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ عین الحق کو حضور شمس مارہرہ کی بارگاہ میں کیا مقام حاصل تھا اور الحمدللہ آج بھی خانقاہ قادریہ بدایوں کا مارہرہ مطہرہ سے وہی رشتۂ غلامی قائم ہے اور یہی خانقاہ قادریہ کے لیے سرمایۂ صد افتخار ہے۔ زیر نظر کتاب اسی عقیدت اور وفاداری کا ثبوت ہے۔

کتاب کی ترتیب جدید:

❁ کتاب میں قواعد املا کے سلسلے میں موجودہ رائج طریقے کا لحاظ رکھا گیا ہے اور قدیم طرز کو ترک کیا گیا ہے۔

❁ عام طور سے قدیم کتابوں میں عبارتوں کے درمیان جملہ معترضہ یا کوئی وضاحتی فقرہ آجاتا ہے جس سے عبارت کا تسلسل اور روانی متاثر ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ایسے مقامات کو ایک خاص بریکٹ (......) میں کردیا گیا ہے۔

❁ کتاب میں قدیم اردو اور فارسی کے بے شمار ایسے الفاظ تھے جن کا استعمال اب شاید بالکل متروک ہے اور عام طور سے عوام کو ان کے معانی بھی پتہ نہیں ہوتے لہٰذا ایسے الفاظ کا ترجمہ کردیا گیا ہے۔ ایسے الفاظ کو ایک بریکٹ[......] میں کردیا گیا ہے۔

☆ دیکھیے کتاب ہذا، ص: 149

❁ کتاب میں دوتین مقامات کے علاوہ ذیلی سرخیوں اورعناوین کا بالکل التزام نہیں تھا، بلکہ ہر کرامت سے پہلے اس کا نمبر درج تھا۔ مرتب نے ہر کرامت کو ایک سرخی اور عنوان سے مزین کردیا تاکہ قارئین کے لیے دشواری نہ ہو۔ ایسی سرخیوں اور عناوین کے لیے بھی بریکٹ [......] کا استعمال کیا گیا۔ اس کے علاوہ جہاں بھی مرتب نے کسی وضاحتی جملے یا کسی اور عبارت کا اضافہ کیا ہے ان کو بھی بریکٹ [......] میں کردیا ہے تاکہ اصل کتاب کے متن اور مرتب کی عبارتوں کے درمیان امتیاز برقرار رہ سکے۔

❁ کتاب میں نئے سرے سے پیراگرافنگ کی گئی ہے اور ساتھ ہی فہرست مشمولات کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

منت شناسی:

مخدوم محترم شرف ملت حضرت سید اشرف میاں قادری مارہروی دام ظلہ نے اس کتاب کو از اول تا آخر ملاحظہ فرمایا، اس کی اشاعت پر خوشی کا اظہار کیا، مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب پر تقریظ مبارک رقم فرما کر کتاب کی اہمیت، وقعت اور استناد میں اضافہ فرمایا۔ اس کرم فرمائی اور عنایت پر ہم سراپا سپاس ہیں۔

کتاب کی ترتیب وتصحیح کی ذمہ داری برادر عزیز مولانا عزام میاں قادری سلمہ نے انجام دی ہے جو حضرت اقدس حضور صاحبِ سجادہ خانقاہ قادریہ مدظلہ کی تربیت اور ان کی توجہات کا نتیجہ ہے۔ اللہ ان کو مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے ساتھ ساتھ کتاب کی پروف ریڈنگ مفتی دلشاد احمد قادری (مدرس مدرسہ قادریہ) اور عزیزم مولوی عبدالعلیم قادری مجیدی (متعلم مدرسہ قادریہ) نے کافی محنت اور لگن سے کی ہے۔ اللہ رب العزت انہیں دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

اللہ رب العزت اکیڈمی کی اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے، مشائخ مارہرہ اور اکابر بدایوں کے فیوض وبرکات سے ہمیں مالا مال فرمائے اور ہمیں دین متین کی مزید خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم ﷺ۔

عطیف قادری بدایونی
خانقاہ قادریہ بدایوں شریف
۲۹؍ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

[تقدیم از مصنف]

حمد نہایت اور ثنائے بے غایت اس واحد حقیقی کو سزاوار ہے جس نے پردۂ عدم سے شاہد نازنین حضرت خاتم المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو جلوہ گر کیا اور ان کے باعث بے بضاعی گوناگوں کونین کو خلعتِ وجود سے سرفراز کیا۔ سبحان اللہ! کیا صانع چوں و چگوں ہے کہ افراد انسان کو بہ تشریف شریف لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰاھُمْ فِی الْبَرِّوَالْبَحْرِ کے مشرف فرمایا۔ اللہ اللہ کیا مرتبہ خالقِ کُنْ فَیَکُوْن ہے کہ جس نے افرادِ بشر کو جہت افتخار احمد مختار و علی آلہ الا برار واصحابہ الکبار کے ادراک کامل بخشا۔

مرحبا شان معبودیت کہ فَرْدٌ مِنَ الْاَفْرَادِ وَ شَیْءٌ مِنَ الْاَشْیَاء اس کی عبادت اور طاعت سے باہر نہیں۔ حَبَّــــذا رتبۂ مسجودیت کہ نباتات اور حیوانات کے نزدیک سر اطاعت زمین پر جھکانے سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ زہے مرتبۂ الوہیت کہ اپنی یکتائی بے ہمتائی قرآن شریف میں بیان فرمائی۔ زہے عظمتِ ربوبیت کہ سنگ تک کو بھی اپنی رزاقی علی الاطلاق سے رزق دے کر مضمون یَــرْزُقُ مَنْ یَّشَـاءُ کا ظاہر فرمایا اور یہ کمالِ مہربانی ہم پر فرمائی جوامتِ حضرت ﷺ کیا اور حضرت ﷺ کو شافعِ امت کیا اور حضرت ﷺ کی امت میں ہزاروں ولی اور قطب اور غوث بنائے اور ان کی کرامات اور خوارقِ عادات ظاہر کر کے اپنی قدرت کے تماشے دکھائے۔ اگر سر موئے بدن زبان ہو کر حمد الٰہی بیان کرے تو بھی ایک شمہ نہ بیان ہو سکے۔

اپنی زبان لائق حمدِ خدا نہیں مخلوق سے بیاں ہو یہ وہ ثنا نہیں
فرمایا خود جناب رسالت مآب نے حمد خدائے پاک کی کچھ انتہا نہیں

درود نامحدود برروح منور ومطہر سید کائنات، باعث وجود موجودات، باغبان گلشن طریقت، گل چین بوستانِ حقیقت، خورشیدِ سمائے رسالت، سروِ گلستانِ نبوت، خطبہ خوانِ منابر ارتفاعِ پیش رو، لشکر انتفاعِ سایۂ رب جلیل، دوحہ بوستان خلیل، بدرالدجی، نور الہدیٰ، خواجۂ کونین، نبی

الحرمین، رسول الثقلین، جد الحسن والحسین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واولیاء امتہ اجمعین۔

واہ واہ! کیسے سردار رسل ہیں تابع انبیا علیہم السلام کل ہیں، آدم علیہ السلام دم بھرتے تھے، یوسف علیہ السلام ان کے حُسنِ اَحسن پر مرتے تھے، نوح علیہ السلام ان کی امت کے کشتی بان تھے، خضر علیہ السلام عشق میں بادیہ پیا و سرگرداں تھے، سلیمان علیہ السلام دربانِ دربار تھے، یعقوب علیہ السلام تپِ ہجر کے بیمار تھے، ادریس علیہ السلام گلزار کے نگہبان تھے، ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کے میزبان تھے، لقمان علیہ السلام مطب میں نسخہ نویس تھے، جبرئیل علیہ السلام پیغام گزار و انیس تھے، موسیٰ علیہ السلام عصا بردار تھے، اسحاق علیہ السلام مشتاقِ دیدار تھے، اسماعیل علیہ السلام تابعِ احکام تھے، یونس علیہ السلام غریقِ بحر احسان لاکلام تھے، عیسیٰ علیہ السلام بیمارِ فرقت تھے، یحییٰ علیہ السلام طالبِ زیارت تھے، عرشِ معلیٰ بالاخانہ کا سائبان ہے، آفتاب ومہتاب چراغ شبستاں ہے، بہشت ان کے دوستوں کا کاشانہ ہے، دوزخ دشمنوں کا بندی خانہ ہے، افلاک تسلیم خم ہے، ملائکہ خدام سے رتبے میں کم ہیں، آپ سب سے افضل واعلیٰ ہیں، ہر بات میں دوعالم سے بالا ہیں، سب سے شان وشوکت میں جدا ہیں، خدا نہیں مگر محبوبِ خدا ہیں۔

اے صل علیٰ کیا ہی عجب شانِ نبی ہے　　　خورشید دو عالم رخِ تابانِ نبی ہے
کچھ اور نہیں حق کی قسم ہے وہی کامل　　　جو اپنے دل و جان سے قربانِ نبی ہے

جو جو کمالات اور معجزات خداوند کریم نے انبیا علیہم السلام کو عنایت فرمائے وہ سب بلکہ اس سے زیادہ اور بڑھ کر حضرت ﷺ کو عنایت فرمائے۔ کوئی فعل حضرت کا خالی از اعجاز نہیں ہے اور بڑا معجزہ حضرت کا یہ ہے کہ حضرت کی امت میں ایسے ولی اور قطب اور غوثِ عالم ہوئے جن کی شان میں خود زبان دربار احمد مختار پر جاری ہوا : عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل [میری امت کے علما، انبیائے بنی اسرائیل کی مانند ہیں۔]

ایک جناب قطب الکونین، غوث الثقلین پیشوائے اولیائے کرام، مقتدائے جملہ انام، قدوۃ الابرار، زبدۃ الاخیار، محبوبِ سبحانی، سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایسے کامل و عارف بزرگ ہوئے کہ دینِ محمدی کو از سرنو زندہ کیا اور غرق شدہ برات بست سالہ کو دریائے ذخار سے مع ساز و سامان نکال کر ساحل مراد پر لگایا، مشتاقوں کو اہل کمال کیا، چور کو ابدال کیا۔

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے　　　قبلہ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

امابعد:

خویدم الاطبا مجاہد الدین ذاکر احمد غفر اللہ الصمد بدایونی حنفی المذہب، قادری المشرب برادرانِ دینی

میں عرض کرتا ہے در ینولا کہ ۱۲۷۴ھ جناب مخدومِ معظم، مطاعِ مکرم، حافظِ کلام کبریا، مونس فقراو غربا، معتقد مرشدان عالی، بارگاہ حافظ علی اسداللہ مجیدی قادری رئیسِ بدایوں نے فرمایا کہ:

کتاب 'ہدایت المخلوق' جو حضرت فخر الاکابر، افتخار الصلحا مولانا محمد افضل مرحوم مغفور بدایونی نے دربارہ خرقِ عادات قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، خلاصہ خاندانِ مصطفوی، نقادہ دودمان مرتضوی، آفتاب سپہر کرم و احسان، و دُرّ دریائے بحرعرفان، مجتہد میدان مجاہدہ، مجاہد ایوان، مشاہدہ سرحلقہ مشائخِ کبار، سردفتر اتقیاوابرار، ہادیٔ شریعت احمدی، مہدی طریقت محمدی جناب فیض مآب حضرت سیدنا سید شاہ شمس الملۃ والدین ابوالفضل آلِ احمد اچھے میاں صاحب قادری برکاتی قدس سرہ العزیز ورحمۃ اللہ علیہ کے زبانِ فارسی میں لکھی ہے اس زمانے میں اکثر معتقد اِس زبان سے ناواقف ہیں تو اس کتاب کی کراماتِ مندرجہ اور دیگر کرامات اُس جنابِ معلیٰ کی سلیس اردو میں لکھ کر مریدانِ خاندان کو سنادے تاکہ ہر ایک مرید اور معتقد خوب واقف ہوجائے۔

اگرچہ اپنے نزدیک یہ امر نہایت دشوار تھا، مگر چوں کہ جناب فیض مآب حضرت مرشد اعلیٰ سے مجھ کو بھی عقیدتِ کامل ہے اور ان کے خلیفہ برحق اور جانشینِ مطلق سے دولت بیعت حاصل ہے، اس واسطے اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِ تْمَامُ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ [کوشش کرنا ہمارا کام ہے اور تکمیل اللہ رب العزت کے دست قدرت میں ہے] پر نظر کر کے ارشاد حافظ صاحب کا قبول کیا اور جناب فیض مآب پیر، مرشد برحق ہادیٔ مطلق، قبلہ و کعبہ دو جہاں، ماحی کفر و حامیٔ دین و ایمان زبدۃ العارفین، قدوۃ الکاملین، غوثِ زماں، قطبِ جہاں، گوہر یکتائے بحر طریقت و دریائے حقیقت، عالم باعمل، فاضل بے بدل، عاشقِ نبی خاصہ غفور "ظاہرہ کالحنفیہ و باطنہ کالمنصور" واقف رموز قرین واصول حضرت سیدنا و مولانا سید شاہ آل رسول صاحب زینت سجادۂ برکاتی دام ظلہم العالی سے عرض کیا کہ کتب خانہ سرکاری سے 'ہدایت المخلوق' برائے چند دن عنایت ہو تو مَیں ارشادِ حافظ صاحب کی تعمیل کروں۔ اس وقت حضور نے 'ہدایت المخلوق' اور 'آثار احمدی' کتب خانے سے نکلوا کر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ "خدا تجھ کو جزائے خیر دے" اور ایک ایسی دعا دی جس کا شروعِ تالیف میں ظہور ہوا۔ حقیقت میں ذات بابرکات ہمارے حضرت کی جامۂ شریعت میں جیسی ہوئی افتخار الاکابر ہے۔

سلامی تو کیا ہے مقام آل رسول   کھڑے ہیں اولیا بہر سلام آلِ رسول

یہ حکم حق ہے پئے احترامِ آل رسول　　نہ لے بغیر وضو کوئی نامِ آلِ رسول
خدا علیم ہے جو ہے مقام آلِ رسول　　ملا ہے لامِ الٰہی سے لام آلِ رسول
سنا تھا فتنۂ محشر جو دیکھا آنکھوں سے　　تو کچھ بھی بات نہیں ہے خرام آلِ رسول
فضائے وادیٔ ایمن ہے دشت مارہرہ　　ہے کوہِ طور کے مانند بامِ آلِ رسول
غلافِ خانۂ کعبہ ہے سائبانِ مزار　　حرم سے قبہ عالی مقامِ آلِ رسول
نگاہ جس پر پڑی ہو گیا وہ قطبِ جہاں　　یہ خاص ادنیٰ ہے اک لطف عامِ آلِ رسول
ادب سے دور نہ ہوتا تو میں یہ ہی کہتا　　سنیں کلیم بھی آ کر کلام آلِ رسول
بغیر اذن نہ چومیں ملائکہ کبھی قدم　　یہ دبدبہ ہے یہ ہے احتشامِ آلِ رسول
نہ ہووے کچھ بھی مریدوں سے پرسش اعمال　　بروز حشر جو ہو اہتمامِ آلِ رسول
زبانِ قلب پہ جاری ہے نعرۂ اللہ　　خدا کے ذکر سے تر ہے مشامِ آلِ رسول
الٰہی آل رسولی رہیں ہمیشہ شاد　　معین ان کے رہیں خود امامِ آلِ رسول
شمیم لطف سے تیرا کہے گا غنچۂ دل　　صبا یہ لائی ہے مجھ کو پیامِ آلِ رسول
مقیم چرخ چہارم کو یہ تمنا ہے　　بنائیں ہم مہ تاباں کو جامِ آلِ رسول
اٹھوں گا قبر سے کہتا ہوا یہ ہی ذاکر　　نہ چھیڑے مجھ کو کوئی، ہوں غلامِ آلِ رسول

جو کہ مولف 'ہدایت المخلوق' نے تاریخی نام اپنی کتاب کا 'ہدایت المخلوق' قرار دیا ہے۔ مَیں نے بھی 'تنبیہ المخلوق' نام رکھا اور کل کتاب کے تین مقام مقرر کیے۔

مقامِ اول میں پشت نامہ اور شجر ہائے آبائی اور خلفائی حضرت مرشدِ اعلیٰ تحریر کروں گا۔ مقامِ دوم میں کرامات مندرجۂ 'ہدایت المخلوق' تحریر کروں گا۔ مقامِ سوم میں جو کراماتِ خلفا اور مریدانِ با اعتقاد اور معتقدانِ اہل وِلا سے سنی ہیں وہ رقم کروں گا۔

التماس اخوانِ دینی سے یہ ہے جو اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں درصورت پانے خطا اور سہو کے کلک اصلاح سے بنائیں اور واسطے دعائے بخشش اس خطا شعار کے ہاتھ اٹھائیں اور اصل مطلب سے غرض رکھیں، بے ربطیٔ عبارت اور خامیٔ زبان پر نظر نہ فرمائیں، بندہ لیاقتِ تالیف سے کوسوں دور ہے۔ ارشادِ جناب حافظ صاحب سے مجبور ہے، یہ بحر بے کنار ہے اس میں غواصی دشوار ہے اللہ معین و مددگار رہے، مرشدوں کی دستگیری سے بیڑا پار ہے۔

یا سید حمزہ کن مددی　　یا آل احمد خذ بیدی

☆☆☆

مقامِ اول

در بیانِ نسب نامہ و شجرہا

[مختصر حالات بزرگان سلسلہ]

جناب سید العالمین، خاتم المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ بارھویں ربیع الاول روز دوشنبہ وقت صبح صادق بصد اعجاز مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔ جب عمر شریف چار برس کی ہوئی، آمنہ خاتون آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور جب آٹھ برس کے ہوئے جد امجد آپ کے عبد المطلب راہئ ملکِ بقا ہوئے۔ پچیس سال کی عمر میں خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح ہوا، سالِ چہل یکم میں مرتبہ نبوت سے سرفراز ہوئے، سالِ دوازدہم نبوت میں مرتبہ معراج سے اختصاص پایا، تیرھویں سالِ نبوت سے ہجرت مدینے کو فرمائی، دس برس مدینے شریف میں چشم ظاہر سے خاص و عام کو زیارت کرائی، اسی مدت میں سریہ اور غزوات واقع ہوئے۔ آخر کار دین کو تمام و کمال فرما کر بقول صحیح روز دوشنبہ تاریخ بارھویں ربیع الاول کو ۱۱ھ حضرت محمد ﷺ حیات النبی چشم ظاہری مردم سے پوشیدہ ہو کر واصل بحق ہوئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

فخر الواصلین کے مؤلف فرماتے ہیں: از محمد ﷺ زمانہ خالی ماند

حجرۂ عائشہ میں دفن ہوئے۔

خدا پھر شہ دیں کا روضہ دکھا دے، سنہری کلس سبز قبہ دکھا دے۔

'روضۃ الاحباب' میں لکھا ہے کہ جناب سرورِ عالم کے چار پسر اور چار دختر تھیں۔

ابنا میں اول قاسم، دوم حضرت عبد اللہ، سوم حضرت ابراہیم۔ طیب و طاہر لقب عبد اللہ کا ہے کہ وہ عہدِ اسلام میں پیدا ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ طیب و طاہر دو پسر علیحدہ ہیں۔ اس قول پر پانچ پسر ہوئے۔ حضرت قاسم ابینِ اولادِ حضرت محمد ﷺ تھے، بایں سبب حضرت محمد ﷺ مکنی بہ ابوالقاسم ہوئے۔ حضرت قاسم مکہ میں در ایامِ جاہلیت پیدا ہوئے اور سن طفولیت میں وفات پائی اور حضرت ابراہیم مدینے میں بماہ ذی الحجہ ششم ہجری میں از بطن ماریہ قبطیہ تولد ہوئے اور قریب یک و نیم

سال زندہ رہے پھر وفات پائی یا اس سے کم زندہ رہے۔

دختر کلاں زینب تھیں، ولادت ان کی ایامِ جاہلیت میں ہوئی اور حیاتِ حضرت محمد ﷺ میں سال دوم ہجری میں وفات پائی۔ دوم ام کلثوم تھیں، مکہ میں پیدا ہوئیں۔ سوم رقیہ تھیں مکہ میں پیدا ہوئیں۔ چہارم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کنیت ان کی ام محمد اور لقب ان کا طاہرہ اور زاکیہ راضیہ اور مرضیہ اور بتول ہے اور تولد ان کا پیش از پنج سالِ نبوت ہے اور بقولِ بعض سالِ چہل یکم میں واقع ہوا اور سالِ دوم ہجری میں بماہِ رجب یا بماہِ صفر نکاح ساتھ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہوا۔ اسی مہینے میں یا مابعد، زفاف واقع ہوا اور اس وقت عمر جناب مخدومہ کی اٹھارہ سال کی تھی اور سوم رمضان شبِ شنبہ کو بعد چھ مہینے وصالِ رسول اللہ کے مخدومۂ دوعالم کا انتقال ہوا۔ عمر شریف اٹھائیس سال کی تھی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پیش از ہفت سالِ نبوت پیدا ہوئے اور سن چالیس میں وفات پائی۔ مدفن میں اختلاف ہے، بقول مشہور کوہِ نجف پر ہے۔

اور جناب امیر المومنین کے از بطن مخدومہ تین پسر اور تین دختر تھیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت محسن علیہ السلام اور دختر اول حضرت زینب، دوم کلثوم اور سوم رقیہ تھیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام ۳ھ میں پندرھویں شعبان کو پیدا ہوئے، سال وفات میں اختلاف ہے۔ بعض انچاس بعض پچاس بعض اکیاون کہتے ہیں۔ لیکن اکثر قولِ ثانی پر ہیں اور سنینِ عمر بھی مختلف ہیں بعض چھیالیس، بعض سینتالیس، بعض اڑتالیس کہتے ہیں۔

'عجائب القصص' میں لکھا ہے کہ:

> پینتالیس برس کچھ کم چھٹے مہینے کی عمر تھی، سبب فوت اسہال کبدی تھا۔ بسبب دینے زہر جعدہ بنت اشعث زوجہ حضرت امام حسن کے لاحق ہوا تھا۔ مدت مرض چہل روز تھی، مدینے میں دفن ہوئے بمقام جنت البقیع۔

اور حضرت امام حسین علیہ السلام چہار دہم شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے اور شہادت پائی بروز عاشورہ سنہ اکسٹھ میں بمقام کربلا اور نعش مبارک وہیں دفن ہوئی اور جو کچھ امام ہمام پر ظلم وستم اہلِ شام کے ہوئے وہ مشہور ومعروف ہیں۔ سن شریف حضرت کا اس دن بہ قولِ صحیح چھپن سال اور پانچ مہینے کا تھا۔ مرقد منور حضرت کا کربلا معلیٰ میں زیارت گاہ خلائق ہے اور حضرت محسن علیہ السلام

شش ماہ کے فوت ہوئے اور حضرت امام حسین کے، سوائے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے کوئی فرزند باقی نہیں رہا تھا۔ سب ہمراہ حضور کے کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ امام زین العابدین ۳۸؍ ۴۱ھ میں تولد ہوئے اور چورانوے یا پچانوے میں وصال ہوا۔ عمر باون برس کی ہوئی۔ بمقام جنت البقیع مدینے میں مدفون ہوئے۔

امام زین العابدین کے دو بیٹے تھے، ایک حضرت امام محمد باقر، دوسرے حضرت زید شہید جدِّ حضرت مرشد و مولائی آلِ رسول احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت زید شہید ۸۹ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۱ھ یا ۱۲۲ھ میں اہل کوفہ پر خروج کیا اور دعوت بہ بیعت کی، چناں چہ اکثر لوگ داخلِ دائرۂ بیعت ہوئے اور ان ایام میں والی کوفہ ہشام بدانجام کی جانب سے عمر ثقفی تھا، اس نے لشکر پر لشکر جمع کر کے حضرت زید سے جنگ کی۔ اتفاقاً ایک تیر پیشانیٔ نورانی حضرت پر کاری لگا، لوگ اٹھا کر دولت خانے میں لے گئے۔ جب تیر پیشانی سے نکالا، روح مبارک روضۂ رضوان کو پرواز کر گئی۔ جب والی کوفہ کو یہ خبر پہنچی اس نے جسد مبارک کو منگوا کر سر مبارک کو تن سے جدا کر کے ہشام کے پاس بھجوایا اور تن مبارک کو بالائے دار کھینچا، تا حیاتِ ہشام وہ جسم مبارک اسی طرح رہا، جب وہ مرا تو اس کا بیٹا ولید خلیفہ ہوا، اس نے نعش مطہر کو جلوا دیا۔ عمر حضرت زید کی ہنگامِ شہادت چالیس سال کی تھی۔ ان کے بیٹے حضرت سید عیسیٰ المقلب بموتم الاشبال، ان کے بیٹے سید محمد، ان کے بیٹے سید علی، ان کے بیٹے سید حسین، ان کے بیٹے سید علی عراقی، ان کے بیٹے سید زید دوم، ان کے بیٹے سید زید سوم، ان کے بیٹے سید یحییٰ، ان کے بیٹے سید حسین، ان کے بیٹے سید داؤد، ان کے بیٹے سید ابوالفرح حسینی زیدی ہوئے۔

'ہدایت الخلوق' میں لکھا ہے کہ:

جب مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں اولاد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پر ظلم اہل عناد کا زائد الحد ہوا۔ کچھ سادات وطن قدیم سے ہجرت کر کے واسط کو آئے، من جملہ ان کے سید ابوالفرح بھی تھے۔ سید ابوالفرح کسی جہت سے ہمراہ چار پسر سید ابوالفضائل اور سید داؤد، سید ابوالفراش اور سید معز الدین شہر غزنی میں آئے۔ بعد چند روز سید ابوالفرح نے مع پسر خورد معز الدین نامی بہر واسط مراجعت کی اور باقی ہر سہ پسر ہند کو آئے۔

سید ابوالفرح جد سادات بلگرام نے جارضیر میں قیام کیا اور سید ابوالفضائل نے جہان رو میں

رہنا اختیار کیا اور سید داؤد تہن پور میں مسکن گزیں ہوئے۔ سید ابوالفراش کے بیٹے سید ابوالفرح ثانی ہوئے، ان کے بیٹے سید حسین ہوئے، ان کے بیٹے سید علی ہوئے، ان کے بیٹے محمد صغری ہوئے، یہ حضرت جارضیر سے بلگرام میں تشریف لائے۔ ان ایام میں مالک بلگرام راجہ سری رام متعصب تھا، ۶۱۴ھ میں سلطان شمس الدین التمش کی فوج نے راجہ کو قتل کر کے ملک فتح کیا، تاریخ اس فتح کی لفظ خداداد ہے۔

بعد اس فتح کے سید محمد صغریٰ نے مع شیوخِ فرشور اور ترکمان وہیں اقامت اختیار فرمائی، اکیس سال زندہ رہے۔ چہارم شعبان کو ۶۴۵ھ میں انتقال فرمایا، مرید حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے تھے، مرقد منور بلگرام میں ہے۔ حضرت سید محمد صغری کے بیٹے تھے حضرت سید محمد، ان کے بیٹے ہوئے سید کمال، ان کے بیٹے ہوئے سید حسین، ان کے بیٹے ہوئے سید قاسم، ان کے بیٹے ہوئے سید کمال، ان کے بیٹے ہوئے سید ہدیٰ، ان کے بیٹے ہوئے سید ماہرو، ان کے بیٹے ہوئے سید قطب الدین، یہ اولیائے کرام سے تھے۔ ۹۰۴ھ راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔ ان کے بیٹے سید ابراہیم ہوئے، انھوں نے ۹۲۴ھ میں وفات پائی، یہ حضرت صاحبِ ہدایت وارشاد تھے۔

ان کے بیٹے حضرت سید عبدالواحد ہوئے، یہ حضرت مارہرہ تشریف لائے بعد چندے پھر بلگرام تشریف لے گئے اور وہیں سوم رمضان کو ۱۰۱۷ھ میں واصل بخدا ہوئے، وہیں زیارت شریف ہے، عارف کامل اور عالم متبحر تھے، صاحب تصانیف ہیں، چناں چہ کافیہ کی شرح تصوف میں لکھی ہے۔

ان کے بیٹے سید عبدالجلیل ہوئے، یہ حالت جذب میں مارہرہ تشریف لائے اور وہیں رہے، تاریخ ہشتم صفر ۱۰۵۷ھ میں انتقال فرمایا، مارہرہ مقدسہ میں مشہور ہے، ولی اللہ اکمل الکاملین سے تھے۔

ان کے بیٹے سید اویس مثل اب وجد صاحب رشد وہدایت ہوئے، یہ بھی مارہرہ میں آئے مگر ٹھہرے نہیں، بلگرام چلے گئے، وہیں انتقال فرمایا، تاریخ وصال ۲۰؍رجب المرجب ۱۰۵۷ھ ہے، مزار مقدس بلگرام شریف میں ہے۔

ان کے بیٹے سلطان الموحدین، قطب العاشقین، قدوۃ الکاملین، زبدۃ العارفین، سید شاہ محمد

برکت اللہ قادری ہوئے، یہ حضرت مارہرہ میں داداصاحب کی زیارت کوآئے اور وہیں اقامت اختیار فرمائی۔ اب جس جگہ روضۂ اقدس بنا ہے وہاں عمیق تالاب تھا اور گرد اس کے ان کے کھیت تھے۔ حضرت کی قدم کی برکت سے اب وہ جگہ فردوس ثانی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اول جناب قطب العاشقین سید برکت اللہ صاحب زیارت جدامجد خود حضرت سید الواصلین سید عبدالجلیل میں مقیم ہوئے تھے اور قریب اس زیارت کے افغانانِ کوندل کے گھر تھے۔ اس قوم نے حضرت کورنج پہنچایا۔ بدیں جہت حضرت رنجیدہ ہوکر کنارۂ تالاب پر آبیٹھے۔ وزیر خاں نامی کمبوہ جو والیٔ شہر تھا، خدمت شریف میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ اگر حضور بلگرام تشریف لیے جاتے ہیں تو ہم سب اپنا وطن چھوڑ کر حضور کے ساتھ چلیں گے، ورنہ حضور یہاں تشریف رکھیں اور ہم کو ارشاد فرمائیں وہ ہم بجالائیں۔ حضرت نے پاس خاطر وزیر خاں وہیں اقامت اختیار فرمائی۔

دوسرے روز بعد عصر مراقبہ کیا، دیکھا کہ جناب رسول مقبول اور حضرت غوث الثقلین تشریف لائے ہیں، تھوڑی دیر تعلیم فرما کر متوجہ اور جانب کے ہوئے۔ انھوں نے دامن حضرت غوث الاعظم کا پکڑ کر عرض کیا کہ ''مَیں بھی ہمراہ حضور کے چلوں گا''، ارشاد ہوا کہ ''تم یہیں رہو، تم کو صاحبِ ولایت اس مقام کا کیا''، انھوں نے عرض کیا ''اگر مَیں یہاں رہا تو میری اولاد کیسے منزل مقصود پر پہنچے گی؟'' فرمایا ''اولاد ہوگی، ہم ضامن ہیں''۔ پس حضرت نے وہیں رہنا اختیار کیا اور ایک فقیر کو پانی تپ کرنال کو بھیجا کہ قبر بوعلی شاہ قلندر پر مراقب ہوکر دریافت کرے کہ کیا حکم ہے؟ جب وہ قبر پر مراقب ہوا، معلوم ہوا کہ فلاں جنگل میں حال معلوم ہوگا۔ یہ فقیر اس جنگل میں گیا، ایک قلندر حالتِ جذب میں پایا، اس نے اس فقیر کو دیکھ کر فرمایا برکات مارہرہ والا یہی ہے، پیغام یہ ہے، رسالا اور سات منکے پتھر کے دیے اور کہا جاؤ۔ اس فقیر نے آکر سب حال سے حضرت کو مطلع کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ''سات پشت تک کو تو مارہرہ والا فرمادیا''۔

جس وقت ایک سجادہ نشیں کا انتقال ہوتا ہے ایک منکا شق ہو جاتا ہے۔ اِس وقت ایک منکا سلامت ہے، خدا سلامت رکھے۔ پھر وزیر خاں نے وہاں ایک مکان خس و پوش بنوادیا پھر اور بزور آبادی کی ترقی ہوئی، یہاں تک کہ ایک محلّہ پیم نگر اور میاں کی بستی مشہور ہوگیا۔

آخرش ۱۱۴۲ھ میں دسویں محرم کو بموجب حدیث شریف اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ

یَـنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ (یقیناً اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں) دار فانی سے طرف عالمِ جاودانی کے انتقال فرمایا، مزار شریف مارہرہ مقدسہ میں فیض دہ خلائق ہے، ہزارہا کرامتیں حضرت سے ظاہر ہوئیں۔

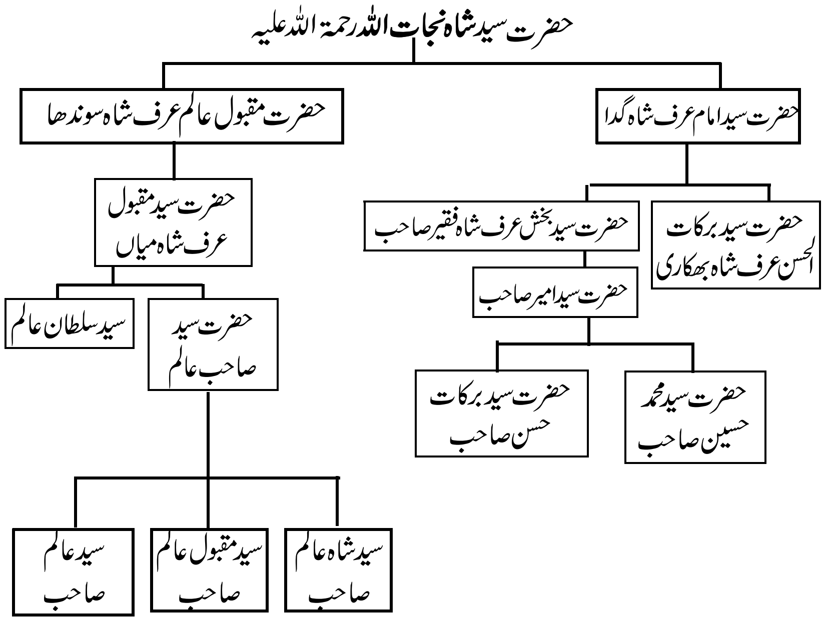
حضرت [سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی] کے دو بیٹے تھے، ایک حضرت استاذ المحققین سید العارفین حضرت سید شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ سرکار کلاں، دوسرے حضرت سیادت پناہ شاہ نجات اللہ رحمۃ اللہ علیہ خورد۔ بعد رحلت حضرت قطب العاشقین، حضرت سید آل محمد مسندِ خلافت پر مسند افروز ہوئے۔ یہ ۱۱۶۴ھ میں سولہ رمضان کو رونق افزائے خلد بریں ہوئے، مرقد شریف ملحق روضۂ حضرت قطب العاشقین ایک حریمِ عمدہ میں زیارت گاہ خلائق ہے اور ان حضرت نے دو فرزند چھوڑے۔ ایک حضرت سید الاولیا، برہان الاصفیا، قدوۃ الابرار، زبدۃ الاخیار، حضرت سید شاہ حمزہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت مقبول ربانی شاہ حقانی۔

حضرت سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ کی جگہ ۱۱۶۴ھ میں مسند نشیں ہوئے، فضل و کمال میں شہرۂ آفاق ہوئے، آخر ۱۱۹۸ھ میں جنت کو تشریف لے گئے، مزار مقدس مابین مقبرۂ اب وجد ایک ہشت دری خورد میں مارہرہ مقدسہ میں ہے اور شاہ حقانی صاحب مجرد رہے، [یعنی آپ نے شادی نہیں کی] آخر ۱۲۱۰ھ میں سترہ ذی الحجہ کو راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔

اور حضرت سید شاہ حمزہ کے تین فرزند تھے۔ بڑے جناب قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت سید ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں قدس سرہ العزیز، منجھلے حضرت عابد و عارف سید شاہ آل برکات رحمۃ اللہ علیہ، چھوٹے جناب امارت مآب سید آل حسین خان صاحب بہادر۔ ان کو ان کے ماموں نے (کہ وہ حاکم کوانٹ تھے) خوردسالی سے فرزندی میں لیا تھا، وہیں رہے اور حضرت مرشد اعلیٰ سید شاہ آل احمد اچھے میاں اپنے والد ماجد کی جگہ مسندِ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے اور جو کرامات ان سے ظاہر ہوئیں اس کا شمہ اس کتاب سے ظاہر ہوگا۔ ۱۲۳۵ھ میں واصل بحق ہوئے، مزار ملحق حضرت قطب العاشقین جانب مشرق ہے۔

بعدہٗ حضرت شاہ آل برکات رحمۃ اللہ علیہ مسند نشیں ہوئے، سنہ ۱۲۵۱ھ میں وصال ہوا۔ چار بیٹے چھوڑے، ایک مصدر فیوضِ انام سید شاہ آل امام، ان کی کچھ اولاد کوانٹ میں ہے، دو فرزند مارہرہ میں ہیں۔ یہ شیعۃ المذہب تھے، اولاد بھی اسی مذہب پر تھی۔ ایک فرزند سید آل امام کے

ابن امام اور دوسرے آل محمد ہیں۔ دوسرے فرزند شاہ آل برکات کے حضرت پیرومرشد برحق سید شاہ آل رسول صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بعد اپنے والد کے بجائے پیرومرشد خود مسند نشیں ہوئے، خدا سلامت رکھے۔ حضرت کے دو فرزند ہوئے، ایک فخر الابرار، قطب زمن، سید ظہور حسن طاب ثراہ ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے ایک فرزند سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب ہیں اور دوسرے فرزند پیرومرشد کے حضرت ابلغ البلغاء، افصح الفصحاء مقبول کونین سید شاہ ظہور حسین چھوٹے میاں سلمہ الواہب ہیں۔ ان کے دو فرزند ایک حضرت ابوالحسن میر صاحب میاں، دوسرے سید مہدی میاں صاحب اور تیسرے فرزند سید آل برکات کے حکیم سید اولاد رسول تھے، ۱۲۶۸ھ میں راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ پائیں شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک ہے۔ انھوں نے چار فرزند چھوڑے، سید محمد صادق صاحب، سید محمد جعفر صاحب، سید محمد باقر صاحب، سید محمد عسکری صاحب، چاروں موجود ہیں۔ چھوٹے بیٹے حضرت شاہ آل برکات رحمۃ اللہ علیہ کے جناب امارت مآب جائے دین متین مولانا غلام محی الدین حی القایم سلامت ہیں۔ ایک صاحبزادے ہیں فقط سید شاہ نجات اللہ کی اولاد کا شجرہ یہ ہے:



شجرۂ طیبہ قادریہ خلفائی

[۱] جناب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

[۲] بعدہٗ حضرت امیر المومنین امام المتقین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہٗ

[۳] بعدہٗ حضرت امام ہمام شہید کربلا جناب حسین علیہ السلام

[۴] بعدہٗ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

تاریخ ولادت اور سنین عمر ہر چار حضرات پشت نامے میں تحریر ہو چکے۔

[۵] بعدہٗ حضرت سید السادات امام محمد باقر: ۵۷ھ میں بروز شہادتِ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تین برس کے تھے۔ ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ میں وفات پائی، سن شریف بہتر ۷۲ برس سے کم ہوئی ہے، بقیع میں مدفون ہوئے۔

'عجائب القصص' میں لکھا ہے کہ: ''بسبب تبحرِ علم موسوم بہ باقر ہوئے''۔

[۶] بعدہٗ امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ: کنیت ان کی ابو عبداللہ اور لقب صادق تھا۔ علوم ظاہر و باطن میں بے ہمتا تھے۔ ۷۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰ھ میں وفات ہوئی، عمر شریف اڑسٹھ سال کی ہوئی، مدینہ منورہ میں نزدیک قبورِ آب وجد کے مدفون ہوئے۔

[۷] بعدہٗ حضرت سید السادات امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صاحب 'مخبر الواصلین' ان کی شان میں فرماتے ہیں:

خلق را ہادئ خفی جلی است — سالِ مولودِ او امام ولی است
روزِ جمعہ امام نقل نمود — از رجب ماہِ بست و پنجم بود
در فکرِ سالِ فوتِ حزیں — سالِ نقلش بگفت عمدۂ دیں
مرقدانِ امام در بغداد — ہشت بے شبہ ایں بلند نزاد

[۸] بعدۂ حضرت سید السادات صاحب الکرامات امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

سالِ مولود آں شہِ باجود	والیٔ اہل دیں خرد فرمود
روزِ آدینہ بود نیم صفر	کہ ز دنیا امام کرد سفر
سالِ ترحیل آں امامِ جہاں	خردم گفت صاحبِ ایماں
سالِ نقلش باختلافِ انام	گفتہ ام صاحبِ جہاں تا بام

روضہ شریف مشہد مقدس میں ہے۔

[۹] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ: کنیت ان کی ابومحفوظ تھی اور نام ان کے والد کا فیرما فیروان تھا۔ بعض کہتے ہیں حضرت امام موسیٰ رضا کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ دوسری محرم کو ۲۰۰ھ میں وفات پائی، قبر بغداد میں ہے۔

[۱۰] بعدۂ شیخ المشائخ خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ: سوم رمضان کو وقت صبح صادق ۲۵۳ھ میں راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔

[۱۱] بعدۂ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ: کنیت ان کی ابوالقاسم ہے، ۲۹۹ھ میں وفات پائی۔

[۱۲] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ حضرت امام ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ: اسمِ مبارک جعفر بن یونس ہے، عمر ان کی ستاسی برس کی ہوئی، ۳۳۴ھ کو راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ کذا فی نفحات الانس۔

[۱۳] بعدۂ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۴] بعدۂ حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۵] بعدۂ حضرت ابوالحسن علی محمد یوسف قریشی الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

[۱۶] بعدۂ حضرت قطب الاولیا ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۷] بعدۂ حضرت غوث الثقلین قطب الکونین قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین محبوب سبحانی سید محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی علیہم السلام رحمۃ اللہ علیہ: خرقِ عادات اور کراماتِ حضرت اظہر من الشمس اور سنینِ ولادت وعمر ووفات اس شعر سے ظاہر ہے۔

ستیش کامل وعاشق تولد	وفاتش باقت معشوقِ الٰہی
۱ ۷ ۴ ھ	۴ ۶ ۵ ھ

[۱۸] بعدۂ حضرت سید السادات سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

[۱۹] بعدۂ حضرت سید ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ

[۲۰] بعدۂ حضرت محی الدین ابونصر رحمۃ اللہ علیہ
[۲۱] بعدۂ حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
[۲۲] بعدۂ حضرت سید السادات جامع الکمالات سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
[۲۳] بعدۂ حضرت سید السادات مخزن البرکات میر سید حسن رحمۃ اللہ علیہ
[۲۴] بعدۂ حضرت سید احمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
[۲۵] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ بہاء الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ
[۲۶] بعدۂ حضرت ابراہیم ایرچی رحمۃ اللہ علیہ
[۲۷] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ محمد بھکاری رحمۃ اللہ علیہ
[۲۸] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ قاضی جیا رحمۃ اللہ علیہ: مرقد مبارک نوتنی ضلع لکھنؤ میں ہے۔
[۲۹] بعدۂ شیخ المشائخ شیخ جمالِ اولیا رحمۃ اللہ علیہ: مزار شریف کوڑہ جہان آباد میں ہے۔
[۳۰] بعدۂ حضرت سید العارفین سید المحققین سید محمد رحمۃ اللہ علیہ: مرقد مبارک فتورہ، متعلقہ کالپی میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔
[۳۱] بعدۂ حضرت سید السادات سید احمد رحمۃ اللہ علیہ، قبر برابر مزارِ سید محمد کے ہے اور یہ ان کے فرزند ہیں۔
[۳۲] بعدۂ حضرت سید السادات منبع الکمالات شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ: یہ فرزند و جانشیں ہیں حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے۔ مرقد ان ہی کے مقبرے میں ہے۔
[۳۳] بعدۂ حضرت سید السادات سید شاہ محمد برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
[۳۴] بعدۂ حضرت سید السادات سید آل محمد رحمۃ اللہ علیہ
[۳۵] بعدۂ حضرت سید السادات سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ
[۳۶] بعدۂ حضرت قدوۃ الکاملین، زبدۃ العارفین، سید ابوالفضل آل احمد شمس الدین اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ
[۳۷] بعدۂ حضرت سیدنا و مولانا وہادینا و مخدومنا، اولادِ جناب بتول، جناب آل رسول احمدی قادری زیب سجادۂ برکاتی دام ظلہم العالی

☆☆☆

شجرۂ [قادریہ] منظوم

یا ذوالجلالِ حضرتِ خیر الانام را ◇ ہم زہد بو تراب علیہ السلام را
بہرِ حسین و عابد و باقر امامِ دیں ◇ ہم کانِ صدق جعفر صادق را
بہرِ امام موسیٰ کاظم و ہم رضا ◇ معروف پاک کرخی امامِ ہمام را
بہرِ سرّی و شیخ جنید فلک وقار ◇ شبلی و عبدِ واحد گردوں مقام را
بوالفرح شیخ بوالحسن و شیخ بو سعید ◇ ہم محی الدین ماحیِ کفر و ظلام را
بہرِ جناب سید رزاق خوش سیر ◇ صالح امام ابنِ رسولِ کرام را
ہم میر محی الدین دگر سید علی ◇ موسیٰ طورِ علم ذوی الاحتشام را
بہرِ جناب فخر زماں سید حسن ◇ احمد امام ساکنِ دارالسلام را
بہرِ بہاءِ دین و براہیم ایرچی ◇ شیخ بھکاری حاجی بیت الحرام را
ہم بہرِ شیخ قاضی ضیا و جمالِ دیں ◇ ہم سید محمد ذو الاحترام را
بہرِ جناب سید احمد حبیبِ رب ◇ مخدومِ جن و انس شبہ نیک نام را
فضلِ اللہ و صاحبِ برکات ذوالکرم ◇ ہم قطبِ دیں آلِ محمد امام را
بہرِ جناب حمزہ و بوالفضل شمس دیں ◇ آلِ رسول سید عالی مقام را
در دہر لابقائے زِ سیئات مطلقاً ◇ محفوظ دار جملہ خواص و عوام را

☆☆☆

شجرۂ چشتیہ خلفائی

[۱] جناب سرورِ عالم خواجۂ بنی آدم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ
[۲] بعدۂ امیر المومنین امام المسلمین واقف رازِ خفی وجلی جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
[۳] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

در سن بست و یک ولادت او	در صد و دہ وفات رحلت او
عمر او شہسوار عرصۂ دین	ہم ثمانین نوشتہ ہم تسعین
جمعہ و پنجم رجب بودہ	کہ ز دنیاش نقل فرمودہ

[۴] بعدۂ شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

سالِ نقلش باتفاق سند	ہادئ اہل دین بگفت خرد

[۵] بعدۂ حضرت خواجہ عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ
[۶] بعدۂ حضرت خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ: خراسان میں آپ پیدا ہوئے، ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔
[۷] بعدۂ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ: بادشاہت ترک کر کے فقیری اختیار کی تھی۔
[۸] حضرت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ
[۹] بعدۂ حضرت ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ
[۱۰] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ: یہ علم اور کرامات اور ولایت میں یکتائے عصر تھے، ۲۹۹ھ میں راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔
[۱۱] بعدۂ حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۲] بعدۂ حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۳] بعدہٗ شیخ المشائخ حضرت ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۴] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ محمد ناصرالدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۵] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ خواجۂ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ: انھوں نے سات برس کی عمر میں قرآن یاد کرلیا تھا، جب سن اٹھائیس برس کا ہوا، والدان کے راہیٔ ملکِ بقا ہوئے، یہ ان کی قائم مقام مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ہزار ہا آدمی ہر روز مرید ہوتے تھے۔ بہت بڑے عارف و کامل تھے، یکم رجب ۵۲۷ھ میں وفات پائی۔

[۱۶] بعدہٗ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۷] بعدہٗ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ: قطبِ وقت تھے اور زبان میں یہ تاثیر تھی جو کہتے تھے وہ ہوجاتا تھا۔

[۱۸] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی ولی الہند رحمۃ اللہ علیہ

آفتابِ ممالک ہند است　　بادشاہِ مسالک ہند است
جمعہ وار ششم رجب بودہ　　کز جہاں خواجہ نقل فرمودہ
سالِ نقلش بہ عزت و تمکین　　گو سراجِ جناں معین الدین

مقبرہ اجمیر میں ہے۔

[۱۹] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

[۲۰] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ فریدالملۃ والدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ: بڑے کامل تھے، عمر شریف ۸۰ر برس کی ہوئی، تاریخ وصال اہل خلد (۶۷۰ھ) ہے، روضۂ مطہرہ پاک پٹن شریف میں ہے۔

[۲۱] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیا بدایونی رحمۃ اللہ علیہ: بہت بڑے کامل تھے، سن شریف ۹۴ر برس کا ہوا، سترھویں ربیع الآخر کو ۷۲۵ھ میں وصال فرمایا، مزار شریف دہلی میں ہے۔

[۲۲] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ: عمر شریف ۶۶ر برس کی ہوئی۔ سال وصال مہ بہشت (۷۵۲ھ) ہے، مزار مقدس دہلی میں ہے۔

[۲۳] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ

[۲۴] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ شیخ فتح اللہ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ: مزار شریف بدایوں میں محلّہ سوتھہ

کے دروازے پر ایک برج میں ہے۔

[۲۵] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۶] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ شیخ بہاء الدین جون پوری رحمۃ اللہ علیہ

[۲۷] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ شیخ سالار بہڑ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۸] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ شیخ بہاء الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ

[۲۹] بعدہٗ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

[۳۰] بعدہٗ حضرت شیخ المشائخ جمالِ اولیا رحمۃ اللہ علیہ

[۳۱] بعدہٗ حضرت عاشق عشاق اللہ میر سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

[۳۲] بعدہٗ حضرت میر سید احمد رحمۃ اللہ علیہ

[۳۳] بعدہٗ حضرت سید شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۳۴] بعدہٗ حضرت مقبول اللہ سید شاہ محمد برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۳۵] بعدہٗ حضرت شاہ سید آلِ محمد رحمۃ اللہ علیہ

[۳۶] بعدہٗ حضرت سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

[۳۷] بعدہٗ حضرت مقبول احمد سید شاہ آلِ احمد رحمۃ اللہ علیہ

[۳۸] بعدہٗ حضرت جناب پیر و مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی سجادۂ برکاتی دام ظلکم

☆☆☆

شجرۂ منظومہ چشتیہ خلفائی

یا الٰہی بہر حضرت مصطفیٰ   بہرِ شیرِ حق علی مرتضیٰ
بہرِ قطب دین حسن بصری لقب   بہرِ آں شیخ حبیب خاص رب
کہ عجب را داد رونق از وجود   قفل باطن از در ظاہر کشود
بہرِ حضرت خواجۂ عبداللہ   صاحبِ ارشاد عالی بارگاہ
بہرِ شیخ فضیل محترم   بہرِ ابراہیم ادہم ذوالکرم
بہرِ آں خواجہ حذیفہ مرعشی   شد ازاں سرِ حقیقت منجلی
بہرِ حضرت خواجۂ بصری ہبیر   بہرِ ممشاد علو عرش سیر
بہرِ حضرت بو محمد باکمال   بہرِ بو اسحاق شامی اہل حال
بہرِ بو احمد رئیس العارفین   بہرِ خواجہ ناصرِ دین متین
بہرِ حضرت خواجہ مودود نظیف   بہرِ حضرت خواجہ حاجی شریف
بہرِ عثمان پیشوائے خاص و عام   بہرِ شاہِ دین معین الدین نام
بہرِ خواجہ قطبِ دین سنجری   غوثِ عالم مرشدِ جن و پری
بہرِ زہد حضرت شیخ فرید   مثل او در زہد و تقوی کس نہ دید
بہرِ آں سید نظام الدین نام   بود محبوب الٰہی لا کلام
بہرِ شیخ دیں نصیر الدین ولی   بود بے شک او چراغ دہلوی
بہرِ صدر الدیں حبیب خاص رب   بہر فتح اللہ بدایونی لقب
بہرِ عیسی و بہاء الدین پیر   و ز پئے سالار مقبولِ قدیر
بہرِ شیخ دین بہاء الدیں دگر   بہر مخدومِ جہاں خوش سیر

بہرِ آں شیخ جمال اولیا
گشت از وے دین احمد را ضیا

بہرِ آں سید محمد ذوالکرم
بہر سید احمد عالی ہمم

بہرِ فضل اللہ عالی دست گاہ
بہر سید شاہ برکات الٰہ

بہرِ آں آل محمد خوش صفات
مثل خود کاندر جہاں ہم سرنداشت

بہرِ حمزہ کاشف سرِّ خدا
بہر سید آل احمد رہنما

بہرِ حضرت سید آل رسول
کن دعائے ذاکر احقر قبول

بہرِ ما بندان جملہ سلسلہ
دولت دارین مارا کن عطا

☆☆☆

شجرۂ نقشبندیہ خلفائی

[۱] جناب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

[۲] بعدہٗ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

[۳] [بعدہٗ] جناب مقبول کونین حضرت امام حسین علیہ السلام

[۴] بعدہٗ حضرت سید الزاہدین، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

[۵] بعدہٗ جناب عالم الخفیات والظواہر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

[۶] بعدہٗ جناب مظہر الکمالات والخوارق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

[۷] بعدہٗ جناب بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ: اسم مبارک ان کا طیفور بن عیسیٰ ہے۔ دادا ان کے ایمان لائے تھے۔ حضرت جنید فرماتے تھے "بایزید درمیان ہمارے مانند جبرئیل علیہ السلام کے ہے، درمیان ملائکہ کے"۔ عمر اُن کی ۷۲ رسال ہوئی۔ بسطام میں پندرھویں شعبان کو ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

[۸] بعدہٗ جناب خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ: انتساب ان کا طریقت میں بطریق اویس روحانی ساتھ بایزید بسطامی کے ہے۔ شب سہ شنبہ روز عاشورہ ۴۵۶ھ میں وفات پائی۔

[۹] بعدہٗ جناب شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ

[۱۰] بعدہٗ جناب ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ولادت ان کی ۴۴۴ھ میں ہوئی اور ۵۱۱ھ میں وفات پائی، تاریخ وصال چہارم ربیع الاول ہے۔ استفادۂ باطنیہ بطریق اویسیہ روح ابوالحسن خرقانی سے رکھتے تھے۔

[۱۱] بعدہٗ جناب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ: کنیت ان کی ابو یعقوب ہے، اولیائے کاملین سے ہیں، سنین عمر کے ۹۵ تھے۔ یہ ۴۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۳۵ھ میں وفات پائی۔

[۱۲] بعدہٗ جناب خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ: یہ بڑے عالم و کامل تھے، بارھویں ربیع الاول کو ۶۱۵ھ میں وفات پائی۔ مولد اور مسکن ان کا عجدوان ہے۔

[۱۳] بعدہٗ جناب خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ: یہ کبار خلفائے عبدالخالق سے تھے، فیض باطنی ان ہی سے حاصل ہوا ہے، ۷۱۶ھ میں بماہ شوال راہیٔ ملک بقا ہوئے، مدفن شریف ریوگری میں ہے۔

[۱۴] بعدہٗ جناب خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ: مولد ان کا فغنہ الخیر میں ہے ہفت دہم ربیع الاول کو انتقال فرمایا، سال معلوم نہیں۔

[۱۵] بعدہٗ جناب خواجہ علی رامنی رحمۃ اللہ علیہ: یہ قطب وقت تھے، عمر شریف بیسویں ذیقعدہ ۷۱۵ھ یا ۷۲۱ھ میں راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ مولد ان کا رامنیں میں ہے، مرقد انور خوارزم میں ہے۔

[۱۶] بعدہٗ خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ: دہم جمادی الاول کو انتقال فرمایا۔

[۱۷] بعدہٗ خواجہ امیر کلالی رحمۃ اللہ علیہ: یہ بڑے کامل و عارف تھے۔ تاریخ یازدہم جمادی الثانی کو ۷۷۶ھ میں انتقال فرمایا۔ مولد اور مدفن قریہ سنجار میں ہے۔

[۱۸] بعدہٗ جناب قطب عالم خواجہ بزرگ بہاء الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ: سرتاج اولیائے زمانہ اور قطب یگانہ تھے، اسم مبارک آپ کا محمد بن البخاری ہے اور تعلیم ادب طریقت کی سب ظاہر خواجہ اللہ کلاں سے حاصل تھی، لیکن حقیت میں وہ اویسی تھے، تربیت روحِ عبدالخالق عجدوانی سے پائی تھی۔ ۷۹۱ھ میں وفات پائی۔ ماہِ محرم ۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے تھے، عمر ۷۸ برس کی ہوئی، دو مہینے زیادہ۔

[۱۹] بعدہٗ شیخ المشائخ بلخی حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ: یہ بڑے عامل اور فاضل تھے۔ پنجم صفر کو انتقال فرمایا۔

[۲۰] بعدہٗ جناب خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ: قطب وقت تھے، شب دوشنبہ یکم ربیع الاول کو ۷۹۵ھ میں وصال ہوا۔

[۲۱] بعدہٗ خواجہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

[۲۲] بعدہٗ خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۳] بعدۂ خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۴] بعدۂ جناب صاحب نور وضیا حضرت خواجہ ابوالعلی رحمۃ اللہ علیہ، مرقد انور اکبرآباد [دہلی] میں ہے۔

[۲۵] بعدۂ جناب سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ

[۲۶] بعدۂ جناب سید احمد رحمۃ اللہ علیہ

[۲۷] بعدۂ جناب شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۸] بعدۂ جناب شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۹] بعدۂ جناب شاہ آل محمد رحمۃ اللہ علیہ

[۳۰] بعدۂ جناب سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

[۳۱] بعدۂ جناب سید شاہ شمس الدین ابوالفضل آل احمد ملقب بہ اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ

[۳۲] بعدۂ جناب مولانا ومرشدنا سیدنا شاہ آل رسول مدظلہ العالی، زیب سجادہ برکاتی۔

☆☆☆

شجرۂ نقشبندیہ منظوم خلفائی

خدایا بہ حق رسولِ خدا — جناب محمد شفیع الورا
بہ حق جناب علی بو تراب — بہ شاہ شہیداں و زین العبا
بہ باقر بہ جعفر امامان دین — کہ بودند نور نظر مصطفا
بہ طیفور بسطامی بایزید — بہ خرقانی بوالحسن پیشوا
بہ بوالقاسم و بو علی فارمد — بہ یوسف ملقب حبیب خدا
بداں عبد خالق کہ در عجدوان — بہ صد جاہ مسند جلوہ نما
بہ عارف بہ محمود خواجہ علی — بابا سماسی امام الہدی
بہ آں قطب عالم امیر کلاں — کہ جاں داد درعشق رب العلا
بہ خواجہ بہاء الحق نقشبند — ضیا بخش برم ہمہ اولیا
بہ یعقوب چرخی کہ درعلم دین — وحید زماں بود آں مقتدا
بہ احرار خواجہ عبید الہ — بہ عبد حق عاشق کبریا
بہ یحییٰ و عبداللہ عالی لقب — بہ شاہ علی سید بوالعلا
بہ سید محمد شہِ کالپی — بہ احمد لقب سید دوسرا
بہ فضل اللہ و برکت اللہ شاہ — بہ آلِ محمد شہِ اتقیا
بہ حمزہ و آلِ احمد ولی — بہ آلِ رسولِ شہِ اصفیا
بہ اکرام حضرات ابن سلسلا — نگہ دار مارا ز راہِ خطا

☆☆☆

شجرۂ طیبہ سہروردیہ خلفائی

[۱] حضرت شفیع محشر حبیب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ
[۲] بعدۂ حضرت شیر خدا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ
[۳] بعدۂ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
[۴] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ
[۵] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
[۶] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
[۷] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
[۸] بعدۂ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
[۹] بعدۂ حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ: انھوں نے ۲۹۵ھ میں وفات پائی۔
[۱۰] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ عمویہ رحمۃ اللہ علیہ
[۱۱] بعدۂ شیخ المشائخ شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ
[۱۲] بعدۂ شیخ المشائخ شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۳] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ: یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے، اولیائے کاملین سے تھے، شرف صحبت حضرت غوث الثقلین حاصل ہوا تھا۔ ولادت ان کی ۵۴۹ھ میں ہوئی تھی، ۶۳۲ھ میں راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔
[۱۴] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ: انھوں نے قلیل عرصے میں فراغ علم ظاہر سے کرلیا تھا۔ تیرہ برس کی عمر میں درس وتدریس میں مشغول رہے۔ ۷۰/آدمی کو ہر روز سبق پڑھاتے تھے۔ من بعد عزیمتِ حج فرمایا، وقت مراجعت بغداد میں داخل ہو کر خانقاہ

حضرت شہاب الدین سہروردی میں ٹھہرے اور ان ہی سے بیعت کی اور دولت باطنی حاصل کی، قطب زمانہ غوث یگانہ تھے، پھر ملتان میں تشریف لائے، وہیں قبر ہے۔

[۱۵] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ رکن الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ

[۱۶] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ مخدوم رکن الدین ابوالقیام رحمۃ اللہ علیہ

[۱۷] بعدۂ حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ

[۱۸] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ

[۱۹] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

[۲۰] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ بہاء الدین جون پوری رحمۃ اللہ علیہ

[۲۱] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ ادھن رحمۃ اللہ علیہ

[۲۲] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

[۲۳] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ

[۲۴] بعدۂ حضرت جمال الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

[۲۵] بعدۂ حضرت سید السادات میر سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

[۲۶] بعدۂ حضرت شاہ سید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۷] بعدۂ حضرت شاہ سید برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۲۸] بعدۂ حضرت شاہ سید آل محمد رحمۃ اللہ علیہ

[۲۹] بعدۂ حضرت سید حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

[۳۰] بعدۂ حضرت شاہ سید آل احمد رحمۃ اللہ علیہ

[۳۱] بعدۂ حضرت سید آل رسول (زیب سجادہ برکاتی دام ظلہ العالی)

☆☆☆

شجرۂ منظومہ سہروردیہ خلفائی

یا رب برائے رتبہ علیائے مصطفیٰ
یا رب برائے دبدبہ شیر کبریا

یارب برائے خواجہ حسن بصری وحبیب
یا رب برائے خواجہ داؤد خوش نصیب

یا رب برائے خواجہ معروف کرخوی
یا رب بحق خواجہ سری سقطی ولی

بہر جنید و خواجہ بغداد نامور
یا رب برائے خواجہ ممشاد دینور

یا رب بحق عمویہ شیخ وجیہ الدین
بہر نجیب دین شہشاہ عابدین

یارب برائے شاہ مشائخ شہاب دین
محبوب حق حبیب شہنشاہ مرسلین

بہر بہاء الملۃ والدین مصطفیٰ
یا رب بہ صدر دین محمد شہِ ہدا

یا رب برکن دین پئے سید جمال
یارب برائے خواجہ دین راجوی قتّال

یارب بہ حق شیخ مشائخ علائے دین
یارب بہ حق شیخ مشائخ بہائے دین

یارب بہ شیخ ادھن دوز بہر قطب دین
بہر قیام دیں شہنشاہ عابدین

یا رب برائے شیخ جمال اولیا لقب
سید محمد و شہِ احمد حبیب رب

یا رب برائے فضل الہ برکت الہ
یا رب برائے آل محمد امام راہ

یارب برائے حمزہ وبوالفضل شمس دیں
مشہور آل احمد و اچھے بہ کاملین

یا رب برائے سید آل رسول نام
دین دار و متقی و محبّ شہِ انام

یا رب برائے جملہ بزرگان اتقیا
ما را ز قید رنج و غم و فکر کن رہا

☆☆☆

شجرۂ طیبہ مداریہ خلفائی

[۱] جناب محمد رسول اللہ ﷺ
[۲] بعدہٗ جناب مولا علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ
[۳] بعدہٗ جناب آس الدین رحمۃ اللہ علیہ
[۴] بعدہٗ شیخ عبدالاول رحمۃ اللہ علیہ
[۵] بعدہٗ شیخ عبداللہ شامی رحمۃ اللہ علیہ
[٦] بعدہٗ شاہِ عالی جاہ مقبولِ پروردگار سید بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ: مرقد مبارک مکن پور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ سترھویں جمادی الاول کو عرس ہوتا ہے، بڑا میلہ اہل حاجت کا جمع ہوتا ہے، عمر شریف ایک سو بیس سال کی ہوئی۔ ۸۴۰ھ میں انتقال ہوا۔
[۷] بعدہٗ سید مبارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ
[۸] بعدہٗ سید جلال عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
[۹] بعدہٗ شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ
[۱۰] بعدہٗ شیخ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ
[۱۱] بعدہٗ شیخ جمال اولیا رحمۃ اللہ علیہ
[۱۲] بعدہٗ میر سید محمد رحمۃ اللہ علیہ
[۱۳] بعدہٗ میر سید احمد رحمۃ اللہ علیہ
[۱۴] بعدہٗ میر سید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ
[۱۵] بعدہٗ سید برکت اللہ عشقی رحمۃ اللہ علیہ
[۱٦] بعدہٗ میر سید آل محمد رحمۃ اللہ علیہ
[۱۷] بعدہٗ میر سید حمزہ عینی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۸] بعدہٗ سید ابوالفضل آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ
[۱۹] بعدہٗ حضرت پیر و مرشد سید شاہ آل رسول (زیب سجادہ برکاتی دام ظلکم العالی)

☆☆☆

شجرۂ منظوم مداریہ خلفائی

مرشد جن و بشر حضرت محمد مصطفیٰ　　بعدہٗ خیر البشر یعنی علی مرتضیٰ
بعدہٗ حضرت امین الدین امام اہل دیں　　بعدہٗ شیخ المشائخ عبدالاول رہنما
بعدہٗ شیخ المشائخ شیخ عبداللہ شام　　بعدہٗ شیخ بدیع الدین مدار حق رسا
بعدہٗ سید مبارک بعدہٗ سید جلال　　بعدازاں قطب المشائخ قطبِ دیں باصفا
بعدہٗ شیخ قیام الدین قطبِ روزگار　　بعد ازاں مقبولِ حق شیخِ جمالِ اولیا
بعد ازاں سید محمد سید احمد را گریں　　شاہ فضل اللہ را بعدش بخواں صبح ومسا
بعد ازاں قطب زمانہ شاہ برکات اللہ　　بعد ازاں آلِ محمد خاصہ رب العلا
بعدہٗ شیخ المشائخ شاہ حمزہ قادری　　بعد ازاں غوثِ دو عالم آل احمد رہنما
بعدہٗ مقبولِ خالق سید آل رسول　　پیر و مرشد ابن حیدر عاشقِ ذاتِ خدا
یا الٰہی از طفیل جملہ اسمائے کرام　　کن عطا دیدار خود را عفو کن جرم و خطا

☆☆☆

شجرۂ قادریہ آبائی

[۱] حضرت خیرالانام محمد مصطفیٰ ﷺ
[۲] بعدۂ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
[۳] بعدۂ حضرت خواجہ حسن بصری
[۴] بعدۂ حضرت حبیب عجمی
[۵] بعدۂ حضرت داؤد طائی: ۱۶۵ھ میں وفات پائی، قبر بغداد میں ہے۔
[۶] بعدۂ حضرت معروف کرخی
[۷] بعدۂ حضرت خواجہ سری سقطی
[۸] بعدۂ جنید بغدادی
[۹] بعدۂ شیخ عبداللہ خفیف
[۱۰] بعدۂ ابوالعباس نہاوندی
[۱۱] بعدۂ شیخ ممشاد دینوری
[۱۲] بعدۂ شیخ احمد الود دینوری، ۳۶۷ھ میں وصال ہوا، شیخِ وقت تھے۔
[۱۳] بعدۂ حضرت غوث الثقلین قطب الکونین محبوب سبحانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم اجمعین
[۱۴] بعدۂ شیخ سعدالدین ابن ابوالفتوح
[۱۵] بعدۂ شیخ کمال الدین کوفی
[۱۶] بعدۂ شیخ صالح ترمذی
[۱۷] بعدۂ شیخ مجذوب

[۱۸] بعدۂ شیخ نورالدین اعلیٰ بن عبداللہ طوسی
[۱۹] بعدۂ مخدوم جہانیان [جہان گشت]
[۲۰] بعدۂ راجو قتال
[۲۱] بعدۂ شیخ سارنگ
[۲۲] بعدۂ شیخ ابومحمد شاہ مینا
[۲۳] بعدۂ شیخ سعد بڈھن
[۲۴] بعدۂ شیخ صفی
[۲۵] بعدۂ شیخ حسین
[۲۶] بعدۂ شیخ سید عبدالواحد
[۲۷] بعدۂ سید عبدالجلیل
[۲۸] بعدۂ سید اویس
[۲۹] بعدۂ سید شاہ برکت اللہ
[۳۰] بعدۂ سید شاہ آل محمد
[۳۱] بعدۂ سید شاہ حمزہ
[۳۲] بعدۂ حضرت شاہ سید آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
[۳۳] بعدۂ حضرت سیدنا مرشدنا سید شاہ آل رسول احمدی (زیب سجادہ برکاتی دام ظلکم)

☆☆☆

شجرۂ منظومہ قادریہ آبائی

سرور عالم محمد مصطفیٰ   شیر حق یعنی علی مرتضیٰ
شیخِ دین خواجہ حسن بصری لقب   خواجہ عجمی حبیب خاص رب
حضرت داؤد طائی با صفا   خواجہ معروف کرخی رہنما
حضرت خواجہ سری نامور   اور بغدادی جنید مشتہر
خواجہ عبداللہ خفیف با وقار   شیخ بوالعباس شاہ نامدار
قطبِ دیں عالی نسب عالی وقار   شیخ ممشاد علو دین دار
شیخ احمد الود عالی مقام   اور محی الدین غوث خاص و عام
شیخ سعد الدین فتوحی باکمال   اور کمال الدین صاحب اہل حال
اور حضرت شیخ صالح ترمذی   اور حضرت شیخ مجذوب ولی
شیخ نور الدین علی صاحب کمال   اور مخدوم جہاں سید جلال
شیخ راجو شیخ سارنگ ولی   بو محمد شیخ مینا لکھنوی
شیخ بڈھن سعد اور شاہ صفی   حضرت شیخ حسین منجلی
سید عبدالواحد وحدت گزیں   سید عبدالجلیل مسکِ دیں
اور اویس و شاہ برکات اللہ   سید آلِ محمد دین شاہ
شاہ حمزہ کاشف سر خفی   اور سید آلِ احمد قادری
خاصۂ رب سید آلِ رسول   رہنمائے ہر ظلوم و ہر جہول
ہیں یہ اپنے پیر و مرشد سب کے سب   ان کے باعث بخش دے ہم سب کو رب

☆☆☆

شجرۂ چشتیہ آبائی

[۱] حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

[۲] بعدہٗ حضرت اسداللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[۳] بعدہٗ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

[۴] بعدہٗ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

[۵] بعدہٗ حضرت خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ: ۱۸۷ھ میں وفات پائی، مزار شریف مکہ میں ہے۔

[۶] بعدہٗ حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ: ۱۶/ جمادی الاول کو انتقال فرمایا، مزار بغداد ناحیہ شام میں ہے۔

[۷] بعدہٗ حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ: یوم وفات ۱۴/ شوال ہے۔

[۸] بعدہٗ حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ: یوم وفات ۱۳/ شوال ہے۔

[۹] بعدہٗ حضرت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

[۱۰] بعدہٗ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ: تاریخ وفات ۱۴/ ربیع الآخر ہے۔

[۱۱] بعدہٗ حضرت ابو احمد ابدال رحمۃ اللہ علیہ: اولیائے مشاہیر سے ہیں۔ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۵۵ھ میں وفات پائی۔

[۱۲] بعدہٗ حضرت خواجہ احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۳] بعدہٗ شیخ خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۴] بعدہٗ حضرت مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۵] بعدہٗ حضرت حاجی زندنی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۶] بعدہٗ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

[۱۷] بعدہٗ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
[۱۸] بعدہٗ حضرت خواجہ قطب الدین حسن اوشی سنجری رحمۃ اللہ علیہ
[۱۹] بعدہٗ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
[۲۰] بعدہٗ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ
[۲۱] بعدہٗ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
[۲۲] بعدہٗ حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ
[۲۳] بعدہٗ حضرت راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ
[۲۴] بعدہٗ حضرت شیخ سارنگ رحمۃ اللہ علیہ
[۲۵] بعدہٗ حضرت شیخ ابو محمد مینا رحمۃ اللہ علیہ: مزار مقدس لکھنؤ میں ہے۔
[۲۶] بعدہٗ حضرت شیخ بڈھن رحمۃ اللہ علیہ
[۲۷] بعدہٗ حضرت شاہ صفی رحمۃ اللہ علیہ
[۲۸] بعدہٗ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ
[۲۹] بعدہٗ حضرت شاہ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ
[۳۰] بعدہٗ حضرت سید عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ
[۳۱] بعدہٗ حضرت سید اویس رحمۃ اللہ علیہ
[۳۲] بعدہٗ حضرت سید برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
[۳۳] بعدہٗ حضرت سید آل محمد رحمۃ اللہ علیہ
[۳۴] بعدہٗ حضرت سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ
[۳۵] بعدہٗ حضرت سید ابو الفضل سید آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ
[۳۶] بعدہٗ حضرت سید شاہ آل رسول احمدی (زیب سجادہ برکاتی دام ظلکم العالی)

☆☆☆

شجرۂ چشتیہ آبائی منظوم

اے خداوندِ دو عالم مصطفیٰ کے واسطے — اور شیر حق علی مرتضیٰ کے واسطے
واسطے خواجہ حسن بصری کے اے ربِ رحیم — اور خواجہ عبدالواحد رہنما کے واسطے
اور بہرِ حضرت خواجہ فضیل خوش سیر — اور ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے
واسطے حضرت حذیفہ مرعشی کے اے خدا — اور ہبیرہ صاحبِ حلم و حیا کے واسطے
واسطے ممشاد اور خواجہ ابو اسحاق کے — اور ابو احمد حبیبِ کبریا کے واسطے
بہر خواجہ احمد و عالی نسب یوسف ولی — خواجہ مودود چشتی اتقیا کے واسطے
واسطے حاجی شریف زندنی کے اے خدا — اور عثمان منبعِ جود و سخا کے واسطے
واسطے خواجہ معین الدین ولی ہند کے — اور قطب الدین ذوالمجد والعلی کے واسطے
واسطے حضرت فریدالدین کے اے کردگار — اور بدایونی نظامِ اولیا کے واسطے
واسطے شیخ نصیر الدین عالی جاہ کے — اور مخدوم جہاں کے اتقیا کے واسطے
راجوئے قتال اور سارنگ عالی جاہ کے — اور مینا کاشفِ سرِ خدا کے واسطے
بہر شیخ سعد بڈھن اور پئے شاہ صفی — اور حسین و عبد واحد رہنما کے واسطے
واسطے عبدالجلیل بلگرامی کے خدا — اور اویس پیر و مرشد رہنما کے واسطے
بہر شاہ برکت اللہ قطب دیں خاص الٰہ — اور شہ آل محمد کی دعا کے واسطے
اے خدا حمزۂ و سید آلِ احمد کے لیے — اور اس آلِ رسولِ دوسرا کے واسطے

جن کا ذاکر ہے مرید قادری خوش اعتقاد
ملتجی ہوں تجھ سے مَیں عفو خطا کے واسطے

☆☆☆

شجرۂ طیبہ سہروردی آبائی

[۱] حضرت پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ ﷺ

[۲] بعدۂ حضرت بوتراب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

[۳] بعدۂ حضرت حسن بصری

[۴] بعدۂ حضرت خواجہ حبیب عجمی

[۵] بعدۂ حضرت خواجہ داؤد طائی

[۶] بعدۂ حضرت خواجہ معروف کرخی

[۷] بعدۂ حضرت خواجہ سری سقطی

[۸] بعدۂ خواجہ جنید بغدادی

[۹] بعدۂ خواجہ ممشاد دینوری

[۱۰] بعدۂ خواجہ احمد دینوری

[۱۱] بعدۂ خواجہ محمد مشہور بہ عمویہ

[۱۲] بعدۂ شیخ خواجہ وجیہ الدین: مرقد بغداد میں ہے۔

[۱۳] بعدۂ حضرت ابوحفص

[۱۴] بعدۂ حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی: یہ علم ظاہری اور باطنی میں بے مثل اور لاثانی تھے، نسب ان کا بارہ واسطے سے حضرت صدیق اکبر تک پہنچتا ہے۔ ۵۶۳ھ میں راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔

[۱۵] بعدۂ حضرت شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین سہروردی

[۱۶] بعدۂ حضرت بہاء الدین زکریا، ولادت ان کی ۵۶۶ھ میں ہوئی، ہفتم صفر بروز جمعہ بعد ظہر

۶۶۶ھ میں انتقال فرمایا، قبر شریف ملتان میں ہے۔

[۱۷] بعدہٗ شیخ صدرالدین: انھوں نے روز سہ شنبہ ۲۳/ذی الحجہ کو ۶۸۴ھ میں انتقال فرمایا، قبر ملتان میں ہے۔

[۱۸] بعدہٗ شیخ رکن الدین، نویں جمادی الاول ۷۳۵ھ میں وصال ہوا۔

[۱۹] بعدہٗ حضرت سید جلال بخاری جہانیان [جہاں گشت]

[۲۰] بعدہٗ سید راجو

[۲۱] بعدہٗ شیخ سارنگ

[۲۲] بعدہٗ شیخ ابومحمد مینا

[۲۳] بعدہٗ شیخ سعد بڈھن

[۲۴] بعدہٗ شاہ صفی

[۲۵] بعدہٗ سید حسین

[۲۶] بعدہٗ سید عبدالواحد

[۲۷] بعدہٗ سید عبدالجلیل

[۲۸] بعدہٗ سید اویس

[۲۹] بعدہٗ سید برکت اللہ

[۳۰] بعدہٗ سید آل محمد

[۳۱] بعدہٗ سید حمزہ

[۳۲] بعدہٗ سید آل احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

[۳۳] بعدہٗ حضرت پیرومرشدِ برحق سید شاہ آلِ رسول (زیب سجادۂ برکاتی دام ظلکم العالی)

☆☆☆

شجرۂ منظومہ سہروردیہ

ہیں نخستیں پیشوا حضرت حبیب کبریا ۔۔۔ بعد ان کے ہیں علی مرتضیٰ شیر خدا
بعدۂ ہیں خواجہ عالی حسن بصری فقیر ۔۔۔ بعدۂ ان کے ہیں حبیب عجمیؒ روشن ضمیر
بعدۂ ہیں خواجہ داؤد طائی وقار ۔۔۔ بعدۂ ہیں حضرت معروف کرخی نامدار
بعد ان کے ہیں سری واقف سر اللہ ۔۔۔ بعد ان کے ہیں جنید محترم عالی سپاہ
بعدۂ ممشاد ہیں زیب زمین دینور ۔۔۔ بعد ان کے خواجہ احمد الودی ہیں نامور
پس ازاں عمویہ ہیں من بعد خواجہ وجہ دین ۔۔۔ بعدۂ حضرت حفص سلطانِ جملہ عارفین
بعدازاں حضرت ضیاء الدین عالی بارگاہ ۔۔۔ بعدۂ حضرت شہاب الدین مقبولِ الٰہ
پس بہاء الحق والدین عاشقِ ذاتِ خدا ۔۔۔ پس ہیں صدرالدیں صاحب نائب خیرالورا
پس ہیں رکن الدین حسن سید جلال وقار ۔۔۔ بعدۂ قتال پس سارنگ شاہ روزگار
بعد اس کے شیخ مینا بو محمد خوش لقب ۔۔۔ بعدازاں ہیں سعد بڈھن عاشقِ محبوبِ رب
بعدہ شاہ صفی عالی نسب والا صفات ۔۔۔ بعدۂ شاہ حسین مقتدائے کائنات
بعدازاں ہیں عبدالواحد بعدازاں عبدالجلیل ۔۔۔ بعدازاں سید اویس رہنمائے بے قال وقیل
پس ابوالبرکات پس آلِ محمد دستگیر ۔۔۔ پس ازاں ہیں شاہِ حمزہ مرشد روشن ضمیر
پس ازاں ہیں پیشوائے عارفاں وکاملاں ۔۔۔ آلِ احمد شمسِ دیں اچھے میاں قطب زماں
پس ہیں حضرت پیر ومرشد سید آلِ رسول ۔۔۔ مقتدائے جن وانس رہنمائے ہر جہول

ہیں ہمارے پیر و مرشد سب کے سب یہ رہنما
فضل کر ان سب کے باعث ہم پر اے رب العلا

الٰہی بطفیل جملہ بزرگانِ سلاسل عاقبت مجھ گنہ گار اور جملہ مریدان سلاسل ہذا کی بخیر فرما کر اپنا دیدار نصیب کر۔ آمین آمین ثم آمین۔

☆☆☆

اوقات لیل ونہار حضرت مرشد اعلیٰ قدس اللہ تعالیٰ

حضرت پیر مرشد کی زبانی سنا ہے کہ حضرت مرشد اعلیٰ [حضور شمس مار ہرہ] شب آخر میں اٹھ کر بیت الخلا سے فارغ ہوتے تھے، بعدۂ وضو فرما کر نماز تہجد ادا فرماتے تھے، بعد نماز صبح تک اوراد و اشغال میں مشغول رہتے تھے، قریب صبح صادق کے مسجد میں تشریف لاتے تھے اور آتے ہی تحیۃ المسجد پڑھ کر سنت فجر کی پڑھتے تھے، قریب سحر فرض فجر بجماعت ادا فرماتے تھے، بعد فراغِ نماز دستِ حق پرست اٹھا کر بآواز بلند ترقیٔ دین اور بخشش مومنین کی دعا فرماتے تھے، جب حضور دعا سے فارغ ہوتے تھے، یازدہ مرتبہ ذکر کلمہ شریف بہ جہر کرتے تھے۔

بعدۂ حضرت خانقاہ شریف کو تشریف لاتے تھے اور دن چڑھے تک اوراد اور اشغال میں مشغول رہتے تھے، اس وقت دروازہ بند ہو جاتا تھا، کوئی اس خلوت میں باریاب نہیں ہوسکتا تھا۔ بعد فراغِ وظائف پھر دن چڑھے محل سرائے میں تشریف لے جاتے تھے اور گھر میں سب کی خیریت دریافت فرما کر فوراً ہی واپس آ کر خانقاہ میں جلوہ فرما ہوتے تھے اور درویشوں کو طلب فرما کر استفسار وارادت شبینہ کا فرماتے تھے اور حال مشغولی سن کر اس کی اصلاح فرماتے تھے اور پھر اٹھ کر استنجا فرماتے تھے اور بعد کو وضو کرتے تھے پھر درگاہ معلیٰ کو تشریف لے جاتے تھے، فقراء اللہ گویان آگے چلتے تھے اور ایک فقیر جزدان، وظیفہ اور مصلیٰ لے کر سب سے اول جا کر مکانِ معمولی درگاہ میں قبلہ رو مصلیٰ بچھا کر اس پر وظیفہ رکھ دیتا تھا۔ حضرت داخل درگاہ ہو کر اول فاتحہ جناب والد ماجد کی پڑھتے تھے۔ پھر واسطے فاتحہ والدہ صاحبہ اور فرجدہ [پردادی] اور عم بزرگوار مکان دیگر ملحقہ درگاہ شریف میں تشریف لے جاتے تھے۔ بعد فراغِ فاتحہ اور قدم بوسی پھر درگاہ میں تشریف لاتے تھے اور حلقہ کر کے دروازۂ زیارت حضرت فرجد اعلیٰ میں جنوب رو ہو کر فاتحہ حضرت فرجد امجد [محترم دادا] کی پڑھتے تھے۔

بعد فراغِ فاتحہ کواڑ بند کر کے مصلے پر بیٹھ کر وظیفہ معمولی پڑھتے تھے۔ فقرا بیرون درگاہ ودالان

میں ختم قادریہ پڑھتے تھے۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت مرشد اعلیٰ درگاہ سے برآمد ہوتے تھے، راہ میں بطریق اول فقراء اللہ گویّان چلتے تھے اور حضرت خانقاہ کو تشریف لاتے تھے اور اکثر اوقات برائے تفریح طبع پائین باغ کو تشریف لے جاتے تھے اور زیر درختِ جامن دری بچھا کر بیٹھتے تھے۔

بعدہٗ وہاں سے اٹھ کر خانقاہ کو تشریف لاتے تھے، اس وقت دربار عام ہوتا تھا، ہر ایک اپنا مطلب عرض کرتا تھا، حضرت ہر فردِ بشر پر عنایت فرماتے تھے اور ہر ایک کے دامن مقصود کو دُرّ مطالب سے بھر دیتے تھے، دو پہر تک یہ جلسہ رہتا تھا۔

بعد برخاستِ جلسہ حکم برائے طلب طعام ہوتا تھا، خادم دروازۂ دولت خانے پر دستک دیتا تھا اور طعام طلب کرتا تھا۔ طعام جب گھر میں سے آتا تھا اس وقت باقی سب لوگ رہتے خواہ اپنے خواہ غیر چلے آتے تھے، وہ شخص رہ جاتا تھا جس کو ٹھہرا لیتے۔ جب کھانا روبرو آتا تھا گاہے دونانِ گندم گاہے سہ نانِ گندم (نہایت سبک ہوتی تھیں) ہمراہ شوربہ یا دال مونگ تناول فرماتے تھے۔

بعد فراغ طعام قیلولہ فرماتے تھے، بعد تھوڑی دیر کے خواب راحت سے بیدار ہو کر بعد استنجا اور وضو نماز ظہر مسجد میں جا کر ادا فرماتے تھے، من بعد تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے تھے۔ بعدہ خانقاہ میں جلوہ افروز ہو کر اوراد معمولی پڑھتے تھے۔ من بعد نماز عصر مسجد میں ادا فرما کر آپ خانقاہ میں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ بعدہ نماز مغرب مسجد میں پڑھ کر آپ خانقاہ میں تشریف لاتے تھے، فقرا ختم خواجگان پڑھتے تھے، اس وقت مسند پر جلوہ فرما کر تسبیح پڑھتے تھے اور سب لوگ اپنا اپنا مطلب عرض کرتے جاتے تھے اور آپ سب کی تسلی و تشفی فرماتے جاتے تھے، پھر دولت خانے میں تشریف لے جاتے تھے۔ قریب اذان عشا خانقاہ میں تشریف لاتے تھے، پھر مسجد میں تشریف لا کر نماز عشا ادا فرماتے تھے۔ بعد کو خانقاہ میں تشریف لاتے تھے، اس وقت دروازہ خانقاہ کا مسدود ہو جاتا تھا، مگر بعض بعض خواص باریاب ہوتے تھے۔

المختصر از سن طفولیت تا وفات شریف یاد خدا اور ہدایت بندگان میں مشغول رہے۔ خداوند کریم ان کے طفیل سے سب مریدان خاندان کی عاقبت بخیر کرے اور اس خاندان کو آباد رکھے۔ آمین آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

☆☆☆

مقامِ دوم

دربیانِ کرامات موافق ہدایت الخلق

[۱۔حافظ محمد خیرالدین کی شفایابی]:
بلبل شیریں بان دوحہ دویم پر بہاریوں نغمہ سنج ہے:
ماہ رمضان ۱۲۰۳ھ میں حافظ محمد خیرالدین صاحب ساکن بدایوں ہمراہ مردمان بدایوں درِ دولت پر حاضر ہوئے اور سعادت قدم بوسی حاصل کی۔ان ایام میں انگشت سبابہ [شہادت والی انگلی] حافظ صاحب پر ورم نہایت تھا اور شدت درد سے بےقرار تھے۔ایک جلسے میں سب لوگ حضور سے اپنا اپنا حال عرض کرتے تھے۔حافظ صاحب موصوف نے گستاخانہ بآواز بلند عرض کر دیا ''اگر میری انگلی کا ورم جاتا ہے اور بالکل درد دور ہو تب مَیں جانوں تم سید اور اہل کمال ہو'۔ حضرت مرشد اعلیٰ [حضور شمس مارہرہ] نے فرمایا:

اگر تمہاری انگلی کا ورم جاتا رہا تب ہم سید ہیں ورنہ ہماری سیادت ہاتھ سے گئی؟! حافظ صاحب! رنج و راحت یہ قدرت جل شانہ میں ہے جس کو چاہے رنج دے، جس کو چاہے راحت دے۔اگر تمہارا اعتقاد درست ہے تو مزار دادا صاحب پر جاؤ اور اس مزار کی خاک لگاؤ، شافی مطلق شفا دے گا۔

حافظ صاحب وہیں آداب بجالا کر مرقد انور حضرت قطب العاشقین شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ پر آئے اور نہایت تعظیم اور نہایت ادب سے فاتحہ پڑھ کر خاک تربت شریف کی عضو معلومہ پر لگائی، ہنوز لگانے سے فراغت نہ ہوئی تھی کہ شفا پائی۔
دوسرے دن وقت صبح کے حضور کے قدم مبارک پر گرے اور اپنے کلمات گستاخانہ سے توبہ کر کر داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے۔جناب مرشد اعلیٰ نے حافظ صاحب پر کمال عنایت فرمائی اور مکان بدایوں میں اول مرید حضرت کے یہی تھے اور نہایت نیک اور ابرار تھے۔مزار مبارک بدایوں متصل قاضی حوض کے ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

اللّٰھمّ صل علی أحمد وعلی آل أحمد و بارك و سلم

[۲۔مولوی محمد افضل صدیقی کی بیعت کا واقعہ]:
شیخ محمد افضل مرحوم مغفور مصنف 'ہدایت الخلوق' اپنا حال یوں تحریر فرماتے ہیں:
۱۲۰۴ھ میں ماہِ محرم میں بتقریب عرس حضرت قطب العاشقین زبدۃ العارفین سید شاہ برکت

اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ جناب فضیلت مآب اور کمالات دست گاہ عالم باعمل فاضل بے بدل حضرت مولوی عبدالغنی صاحب مرحوم مغفور مارہرہ شریف میں حاضر ہوا۔ چودھویں تاریخ ماہِ مذکور کو شرف قدم بوسی حاصل کر کے داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوا اور بموجب قول حضرت سید المحققین سید عبدالواحد بلگرامی رتبۂ عالی پایا اور شر زمانہ سے محفوظ رہا۔

ما از جناب پیر کلاہ گرفتہ ایم — ورنہ ہر دو کون پناہے گرفتہ ایم
ماراست زین کلاہ کلہ گوشہ بر فلک — زیں تاج فقر شوکت وشاہی گرفتہ ایم
الحق یکےاست پیر پرست وخدا پرست — انکار زیں عقیدہ گناہے گرفتہ ایم
پائیم آستانہ پیر و سر نیاز — زیں مسکنت وجاہت وجاہے گرفتہ ایم
مارا بس ست پیر خدا و رسول را — برحق ایں مقال گواہے گرفتہ ایم

بعد دو سہ روز بیعت بندہ سے حضرت مرشدی ومولائی فاتحہ سالانہ حضرت سید الواصلین شاہ عبدالجلیل قدس سرۂ الوکیل کو مرقد منور سید الواصلین پر تشریف لے گئے۔ بعد فاتحہ خدام نے خوان شیرینی پیش کیا۔ حضرت نے دست مبارک سے دو چار آدمیوں کو تبرک دیا، پھر خادم سے ارشاد فرمایا کہ تم تقسیم کر دو، خادم نے حسب ارشاد عمل کیا، بعدۂ حضرت صاحب ولایت پر تشریف لے گئے اور وہاں بھی اسی طرح شیرینی پر ختم ہوا اور بطریق سابق خوان سامنے رکھا گیا اور اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مجھ کو حضرت مرشدی ومولائی اپنے دست مبارک سے تبرک عطا فرمائیں اور کسی دیگر کو اپنے ہاتھ سے نہ دیں۔ اس وقت حضور نے فرمایا، محمد افضل کہاں ہیں؟ مَیں پس پشت از دحام مردم میں خاموش کھڑا تھا، یہ سن کر روبرو جمال جہاں آرا کے جا کر دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے یکے تبرک نیاز دو یم بلا فاتحہ شدہ اپنے دستِ حق پرست سے مجھے عطا فرمایا، مَیں وسوسۂ شیطانی سے نادم ہو کر قدم بوس ہوا اور اسی روز یہ چند بیت کہہ کر حضور میں لے گیا:

جناب آل احمد دست گیرے کردہ ام پیدا — برائے عزت کونین پیرے کردہ ام پیدا
زیادت خوف عصیاں سوخت جانم لے کہ خورسندم — کہ پورساقیِ کوثر ظہیرے کردہ ام پیدا
خیالِ کعبہ و دیرم نباشد جبا سائی را — ز خاکِ نقشِ نعلینش سرمیرے کردہ ام پیدا
زِ تابِ آفتابِ روزِ محشر نیست غم مارا — کہ از نورِ خدا مہرِ منیرے کردہ ام پیدا

[۳۔مولوی ابوالمعالی عثمانی کے نعلین گم ہونے کا واقعہ]:

اسی سال ایک مرتبہ جناب عالم باعمل فقیہ لاثانی مولوی ابوالمعالی عثمانی و دیگر اشخاص حضور میں حاضر تھے۔ حضرت مرشد اعلیٰ مع حاضرین برائے فاتحہ حضرت سید الواصلین کو تشریف لے گئے اور وہاں فاتحہ بدستور قدیم ادا کی کہ انبوہ کثیر تھا، کوئی عیار نعلین مولوی صاحب موصوف کی لے گیا، وہاں سے حضور نے مراجعت فرمائی۔ مولوی صاحب کسی اور کی نعلین پہن کر فرودگاہ [قیام گاہ] کو آئے۔ حافظ خیر الدین صاحب نے (کہ مرید خاص تھے) حضور میں عرض کیا کہ جوتا مولوی صاحب کا گم ہو گیا۔ حضور نے ایک جفت پاپوش بانات سبز بدست حافظ صاحب مولوی صاحب کے پاس بھیجیں اور فرمایا کہ اس وقت مولوی صاحب یہ پہن لیں تھوڑی دیر میں نعلین گمشدہ آ جائیں گی۔ چار گھڑی بلکہ اس قدر عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک کودک دہ سالا [دس سالہ لڑکے] نے بآواز بلند ندا دی کہ یہ نعلین کس کی ہیں؟ چناں چہ پوچھتا پوچھتا درگاہ معلیٰ میں آیا اور جس جگہ مولوی صاحب ٹھہرے تھے، وہاں گیا اور وہ نعلین مولوی صاحب کے روبرو رکھ کے چلا گیا، نہیں معلوم وہی چور تھا۔ جب اس پر کچھ واردات گزریں تب وہ نعلین دے گیا، یا کوئی موکل تھا کہ نعلین دور سے لے کر مولوی صاحب کے روبرو رکھ گیا۔ حضرت مولوی ابوالمعالی اور محمد افضل دونوں مرید حضرت مرشد اعلیٰ کے تھے۔ دونوں کے مزار بدایوں میں ہیں۔ خدا دونوں کو جنت میں خوش وخرم رکھے۔

خدا وندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۔مارہرہ شریف میں موجود درختِ پیلو کی خصوصیت]:

شیخ محمد افضل مرحوم تحریر کرتے ہیں:

تاریخ سترھویں محرم کو ۱۲۰۴ھ میں ہمراہ اخوان دینی مثل حقائق آگاہ میاں بے فکر شاہ اور حقیقت یقین مولوی غلام معین الدین اور قاری کلام ربانی حافظ خیر الدین عثمانی اور دیگر اشخاص زیارت حضرت سید الواصلین کو گیا۔ وہاں چند درخت پیلو ہم متصل مرقد شریف پر سایہ گستر تھے، وہ اس وقت قبر پر شامیانۂ غیبی تھی اور یہ بات پہلے سے معلوم تھی کہ ان درختوں کے پتوں میں یہ تاثیر ہے کہ جس پر شیخ سدو کا سایہ ہو جائے اس کو چند پتے مل کر سنگھائے، فوراً وہ اچھا ہو جائے۔ بایں سبب چند اشخاص نے وہ پتے توڑے، ایک لڑکا خادم کا وہاں کھڑا تھا اس نے کہا بغیر اجازت خادم کے جو کوئی لے، اثر نہیں ہوتا ہے۔ بعض اشخاصِ جلسہ نے کہا کہ اپنے لینے کے واسطے کہتا

ہے۔بعض نے کہا شاید یوں ہی ہو،آخر کو یہ بات ٹھہری کہ حضور سے استفسار کریں گے۔ بعد اس گفتگو کے وہاں سے روانہ ہوئے ،مَیں نے راہ میں حافظ صاحب سے کہا کہ تم حضور سے دریافت کرنا،انھوں نے کہامَیں تمہارا وکیل نہیں ہوں۔من بعد ہم سب حضور میں حاضر ہوئے اور آداب غلامانہ بجالا کرحکم ہوابیٹھو۔ الأمـــــر فـــوق الادب [حکم کی تابعداری ادب سے زیادہ بڑھ کر ہے] بیٹھ گئے ۔قبل حاضری ہمارے ایک سیاح وہاں وارد ہوا تھا،حضور اس سے کلام فرماتے تھے۔ ناگاہ عنایت فرما کر مجھ سے ارشاد کیا کہ زیارت دادا صاحب کی کی؟مَیں نے عرض کیا ہاں مشرف ہوا،فرمایا:

> زیارت دادا صاحب میں درخت پیلو ہےاوراس میں یہ خواص ہے کہ جس کسی کو شیخ سدو نے پکڑا ہو، پتے اس کو مل کر سنگھادے اور یہ کہے کہ ''سید عبدالجلیل ترا دعا گفتہ وفرمودہ کہ اگر دانی وگرندانی وزریں خودخواہی رسی''۔لیکن پتے لینے میں اجازت خادم کی شرط ہےاور یہ عمل مجرب ہے،فوراً شیخ سدو چھوڑ دیتا ہے۔

سبحان اللہ! عجب روشن ضمیر تھے کہ بےعرض کے خطرہ رفع فرمادیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۔سید صادق علی کا خواب]

بلبل شیرین گفتار گلزار کرامت حضرت مرشد اعلیٰ میں یوں نغمہ سنج ہے:

واقف اسرار خفی وجلی سید صادق علی متوطن ایران سردار رسالہ سوارانِ جناب وزیرالمما لک آصف الدولہ محمد یحییٰ خان بہادر بوجہ ملازمی لکھنؤ میں قیام پذیر تھے،ایک شب خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طفل چار سالہ زانو پر بیٹھا ہے۔نہایت خوبصورت، اگر تھوڑا بھی جلوۂ جمال اس کا یوسف کنعان دیکھتے مقام حیرت سے چاہ تحیر میں گرتے اور پرتو حسن دیدار اس کی سے آفتاب غیرت کھا کر دریائے قلزم میں ڈوبتا،میر صاحب نے جو یہ حسن وجمال اس کا ملاحظہ کیا،خود کو بھول گئے۔ بعد ایک ساعت باستقلال تمام پوچھا کہ'' آپ کون ہیں؟'' فرمایا کہ''ہم خلیل اللہ ہیں''۔ میر صاحب نے عرض کیا کہ''مجھ کو کیوں کر یقین ہو کہ آپ پیغمبر ہیں''۔فرمایا''شاید رسالت میرا اسم خدا ہے''۔میر صاحب نے خواب سے بےدار ہو کر ناخن ابہام[انگوٹھا] دست چپ پر تین سطر اسم ذات اللہ جل شانہ کی منقش پائیں۔

جب صبح ہوئی، میر صاحب نے وہ نقش ہر ایک کو دکھلائے، جو دیکھتا تھا مثل تصویر حیران و ساکت رہتا تھا اور تمام علما و فضلا اس کی تعبیر سے عاجز تھے۔ بقدر وسعت استعداد اپنی کوئی پانے سلطنت اور وزارت کی تعبیر دیتا تھا اور کوئی کہتا تھا کہ علم حاصل ہوگا اور بوجہ اختلاف اقوال تسکین خاطر میر صاحب کی نہیں ہوتی تھی اور ہرگز طبیعت کو استقلال نہیں تھا اور واسطے تسکین خاطر کے ہر وضیع و شریف سے بیان کرتے تھے، چناں چہ اسی خیال میں لکھنؤ سے روانہ ہوکر بریلی میں آئے اور قاضی غلام نبی صاحب کو نقوش ملاحظہ کرائے اور بیان کیا کہ اب ملک ہند میں صاحب نسبت تو ہے نہیں کہ مغز سخن کو پوچھ کر تعبیر خواب سے تسکین بخشے، لاچار ہوکر ایران کو جاتا ہوں، سنا ہے کہ وہاں درویش اہل کمال ہیں، یقین ہے کہ وہ تعبیر میرے خواب کی ایسی کریں گے کہ مجھ کو تسکین ہوگی۔

مولوی محمد افضل مصنف 'ہدایت الخلوق' (کہ ہمشیر زادہ قاضی صاحب کے تھے اور حضرت مرشد اعلیٰ کے مرید خاص تھے) اس جلسے میں موجود تھے، انھوں نے سن کر یہ کہا کہ ''اکثر عابد اور عارف اور کامل اس ضلع میں بھی موجود ہیں''۔ چناں چہ احوال فضل و کمال اور خارق عادات بابرکات حضرت مرشد اعلیٰ قدس سرہٗ کا بیان کیا۔ میر صاحب نے کہا ''حضور کہاں تشریف رکھتے ہیں اور کیا نام ہے؟'' انھوں نے کہا کہ ''حضور مارہرہ میں ہیں، جو یہاں سے چار منزل ہے اور اسم مبارک شمس الدین ابوالفضل آل احمد ہے اور اچھے میاں لقب ہے''۔ میر صاحب نے کہا ''کہاں ہوکر جاتے ہیں؟'' کہا ''بریلی سے آنولہ اور وہاں سے بدایوں اور وہاں سے سوروں اور وہاں سے مارہرہ''۔ میر صاحب نے اسم شریف حضرت کا اور نام ہر مقام کا لکھ لیا اور بعد ایک ہفتہ بدایوں میں آکر پاس مرزا محمد آغا محمد خان کوتوال بدایوں کے رہے۔ میر صاحب سے کچھ قرابت بھی تھی، ٹھہرے اور سب قصہ بیان کیا اور پرچہ کاغذ کا جو بریلی سے لکھ لائے تھے دکھلایا اور ارادہ اپنا واسطے حصول شرف قدم بوسی حضرت مرشد اعلیٰ کے بیان کیا اور محمد افضل قبل پہنچنے میر صاحب کے بدایوں آ گئے تھے۔ مرزا صاحب نے محمد افضل کو کوتوالی میں بلوایا اور احوال حضور کا استفسار فرمایا، انھوں نے جو کچھ مناسب جانا بیان کیا، میر صاحب علی الصبح دو آدمی مرزا صاحب کے لے کر مارہرہ کو روانہ ہوئے۔ بعد روانگی میر صاحب محمد افضل واسطے ملاقات مرزا صاحب کو کوتوالی لے گئے۔ مرزا بخاطر پیش آئے اور بعض حالات میر صاحب کے بیان کر کر کہا کہ آپ نے اس موسم گرما میں

سید بے چارے کو ناحق خراب کیا ہے، انھوں نے کہا کہ میر صاحب لکھنؤ سے یہاں آئے، یہاں سے ارادہ ایران کا ہے، اگر خرابی نصیب میں ہے ایران تک خراب ہوں گے، خوبی تقدیر ان کی ہے یہ تقصیر میری بقولِ شخصے:

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل

کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اگر ان کا ارادہ صادق ہے شاید مطلوب کو آغوش تمنا میں لے کر آئیں گے، بعد پانچ روز کے میر صاحب موصوف سعادتِ قدم بوسی حاصل کر کر بدایوں میں آئے اور انھوں نے بیان کیا کہ مجھ کو سعادت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ آج کسل مند ٹھہرو، راہ کی تکلیف رفع ہو جائے، صبح کو بخوبی ملاقات کیجیے اور جو کچھ کہ طریقہ مہمان داری کا تھا وقوع میں آیا۔

دوسرے روز بعد فراغت وظیفہ معمولی پھر دن چڑھے حضرت نے مجھ کو طلب کر کر سرگزشت از ابتدا تا انتہا استفسار فرمائی، جب مَیں کہہ چکا فرمایا اور کچھ کہنا ہے، مَیں نے عرض کیا جو مدعا تھا وہ عرض کیا۔ حضرت نے ایک کاغذ کتابوں سے نکال کر مجھ کو دیا جب مَیں نے اسے پڑھا فوراً وہ نقوش میرے محو ہو گئے اور مطلب اصلی اس کا مجھ پر کھل گیا، مَیں قدموں پر گر کر کہنے لگا، قربان آل احمد، قربان آل احمد، پھر مَیں حضرت سے رخصت ہو کر یہاں آیا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی مثل روئے زمین پر کوئی نہیں ہے۔

محمد افضل تحریر فرماتے ہیں کہ میر صاحب مارے خوشی کے جامے سے باہر تھے اور کہتے تھے کہ اللہ اکبر دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ بعد دریافت حالات محمد افضل نے مرزا صاحب سے کہا کہ میر صاحب کس قدر خراب ہوئے، مرزا صاحب اپنے قول سے پشیمان ہو کر عذر کرنے لگے اور میر صاحب نے نوازش نامہ فیض شمامہ حضرت کا محمد افضل کو دیا، انھوں نے بوسہ دے کر سر پر رکھا، خط یہ تھا:

برادرم درچنیں کارہا جرأت نباید کرد فقیر را برائے ہر کس انگشت نما نہ باید ساخت ایں عالم صفات بصفات گونا گوں و نیرنگی ہائے بوقلموں مشحون است اگر خیال درست افتاد موجب عقیدت و اعتقاد والا سبب فتنہ و فساد بہر حال فضل ایزدی شامل حال باید ہر طالب بمطلوب خود برسد فاما از حسن نیت الاعمال مشہور است تفصیل ایں اجمال وقت ملاقات کردہ خواہد شد۔

دوسرے روز محمد افضل ترساں لرزاں مارہرہ کو روانہ ہوئے اور حاضر ہوکر حضور میں عفو تقصیر چاہی۔ جناب مرشد اعلیٰ نے ہاتھ پکڑ کر سینے سے لگایا اور بہت نوازش فرمائی۔ وہ کہتے ہیں جب مَیں خانقاہ سے باہر آیا میاں جی محمد منور صاحب سے (کہ یکے از مقربان حضور تھے) پوچھا کہ ''تم کو قصہ میر صادق علی صاحب کا معلوم ہے؟'' میاں جی صاحب نے کہا کہ ''ایک دن حضور وضو فرماتے تھے، مَیں نے عرض کیا حضور نقوش اسم ذات ناخن میر صاحب پر کیا بھید تھا؟'' حضور نے دست مبارک دراز کیا، مَیں نے دیکھا کہ وہی نقوش حضرت کے ناخن پر تھے، دوسری بار جو نظر کی کچھ نہ تھا، ناخن صاف تھے۔

اے محبان خاندان عالی اور اے دوستان دودمان برکاتی! حالات اور مقامات ان کے جو ذات واحد حقیقی میں محو ہیں بجز خدا کوئی نہیں جانتا ہے اور ان کی عزت وشان اہل عالم ظاہر پر کما ینبغی روشن نہیں ہے۔ حضرت مرشد اعلی کی ادنی شان بھی کوئی بیان نہیں کرسکتا ہے۔

زہے عز و علا وہ عز و شانِ آلِ احمد ہے
بلا شک عرش کے ہمسر مکانِ آلِ احمد ہے
محجوب چرخ ہفتم آستانِ آلِ احمد ہے
پرے عرش معلٰی سے مکانِ آلِ احمد ہے
ہے بے شک ذات والا پرتوہ ذات محمد کا
فزوں حد بیاں سے عز و شانِ آلِ احمد ہے
نہیں ممکن ہے کچھ ان کے مراتب مجھ سے ہوں تحریر
خداوند دو عالم قدر دانِ آلِ احمد ہے
بجا ہے گر کہوں رضواں کو مَیں جو باغباں ان کا
بہار ہشت جنت بوستانِ آلِ احمد ہے
بیاں کیا ہو سکے اب مجھ سے ان کے جود واحساں کا
یہ چرخ چیزے سر پوش خوانِ آلِ احمد ہے
ملا ہے گر تجھے کچھ شوق سیر عالم لاہوت

تو چھیڑنے کے لیے بس فردمانِ آلِ احمد ہے
بلاشک اب وہ انساں ہوگیا مخدوم عالم کا
بہ جان جو خاکپائے خاندانِ آلِ احمد ہے
خجل مروسہی باغ ارم جس کے مقابل ہو
عجب موزوں وہ قد دبستانِ آلِ احمد ہے
یقین ہے اس کو جنت میں ملے گا رتبہ علیا
بدل جو دوست دار دوستانِ آلِ احمد ہے
ہوا ویسا ہی جیسا آپ نے ارشاد فرمایا
عجب معجز نما گویا زبانِ آلِ احمد ہے
شفاعت پیش رب تیری کریں گے احمد مختار
ہوا تو صدق دل سے مدح خوانِ آلِ احمد ہے
لقب ہے خلق میں آل رسول احمد جن کا
مرا مرشد ہے وہ اور جسم و جانِ آلِ احمد ہے
ہوا روشن اس کے نام سے نامِ ابوالبرکات
وہ ہے لاریب فخر دودمانِ آلِ احمد ہے
وہ ہے قطب زماں اور پیشوا اہل طریقت کا
حقیقت میں وہی نام و نشانِ آلِ احمد ہے
ہوا ہے ان کو حاصل جو فنا فی الشیخ کا رتبہ
بیاں اس واسطے ان کا بیانِ آلِ احمد ہے
کرے کیوں کر نہ اب شکرِ خدائے پاک یہ احسان
زہے قسمت مرید خاندانِ آلِ احمد ہے

نصیبم کن لقائے آلِ احمد　　　خدا وندا برائے آلِ احمد

[٦۔ مفتی ابوالحسن عثمانی کے حصول بیعت کا واقعہ]:

سمند کلک میدان کرامت حضرت مرشد اعلیٰ میں اس طرح جولان ہے:

جناب فضیلت مآب رأس الرؤسا فخر الشرفا جناب مفتی ابوالحسن صاحب عثمانی ہمراہ جناب فضیلت مآب واقف اسرار خفی وجلی مفتی عبدالغنی صاحب مرحوم مغفور جد خود مارہرہ تشریف لے گئے۔ جس وقت دولت قدم بوسی حاصل ہوئی، حضرت مرشد اعلیٰ نے مفتی ابوالحسن پر کمال نوازش اور مہربانی اور دعائے حزب البحر اور چہل اسما اور نقش منعم عطا فرمایا، بعدہٗ مفتی صاحب رخصت ہو کر گھر آئے۔

پس از چار ماہ بہ قریب عرس حضرت فرجد اعلیٰ قدس سرہٗ پر مفتی صاحب مع مفتی ابوالحسن اور محمد افضل مارہرہ میں حاضر ہوئے۔ بعد حصول قدم بوسی مفتی ابوالحسن نے ارادہ بیعت کا ظاہر کیا۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے اور وقت پر ملتوی فرمایا، ازیں باعث مفتی صاحب کو کمال قلق ہوا حتی کہ اس روز کھانا نہیں کھایا، مجھ کو حضرت مرشد اعلیٰ نے محمد افضل سے فرمایا کہ ''ابوالحسن کو سمجھاؤ، ابھی وقت بیعت کا نہیں ہے''۔ محمد افضل نے کہا کہ میرا کہنا موثر نہ ہوگا، حضور روبرو طلب فرما کر ارشاد فرمائیں۔ چناں چہ حضرت مرشد اعلیٰ نے مفتی صاحب کو طلب فرما کر روش عنایت فرما کر کھانا کھلایا اور ارشاد فرمایا'' ام شب حقائق اور معارف آگاہ شاہ خیرات علی کے ہمراہ زیارت دادا صاحب میں رہو اور صبح کو حال بیان کرو''، مفتی صاحب ارشاد حضرت کا بجالائے جو کچھ فرمایا تھا اس پر عمل کیا۔ صبح کو آ کر واردات شبینہ عرض کی، اس وقت حضرت مرشد اعلیٰ نے دستگیری کر کر بطریق بیعت کچھ تلقین فرمایا اور زیں بار یہ راز کسی پر آشکارا نہ ہو۔

بعد عرصۂ دو سال کے بعض بعض اشخاص نے بطور طعن کہا کہ حضرت نے مفتی صاحب کو مرید نہیں کیا، یہ بات مفتی صاحب کے دل پر نہایت شاق گزری اور نہایت قلق اور اضطراب ہوا، اسی حالت اضطراری میں سو گئے، دیکھا کہ ایک مکان میں حضرت مرشد اعلیٰ بطور مشی بالاقدام سیر فرماتے ہیں، جس وقت نظر مبارک مفتی صاحب پر پڑی، فرمایا ''لوگ تم کو مرید نہیں جانتے ہیں، آؤ تم کو مرید کروں''، انھوں نے عرض کیا، اگر حضور مرید کرتے ہیں تو میرے خیال میں ایک بیت آتا ہے مطابق اس کے ہو، حضور نے فرمایا یہ بیت تیرے خیال میں آیا ہے:

کسے را کہ بر سر نہادے کلاہ   میندا ز در پائے ہر خاک راہ

مفتی صاحب نے عرض کیا یہی ہے، فرمایا ایسا ہی ہوگا تو جلد شیرینی لا۔ مفتی صاحب نے خواب میں واسطے شیرینی لانے کے گئے اور یہ چاہا کہ جلد شیرینی لا کر فاتحہ کروں، اس اثنا میں

خواب سے بیدار ہوئے، بہت افسوس کیا۔ صبح کو ارادہ مفتی عبدالغنی صاحب مرحوم مغفور نے جانے مارہرہ کا کیا، محمد افضل مستدعی ہوئے کہ مفتی ابوالحسن بھی ہمراہ چلے، مفتی ابوالحسن نے بظاہر انکار کیا اور بباطن اقرار کیا، جب اصرار زیادہ ہوا زبان سے اقرار کیا۔

المختصر ہمراہ جد بزرگوار روانہ مارہرہ کے ہوئے، لیکن یہ شرط کر لی کہ کوئی شخص میری مریدی کے واسطے عرض نہ کرے۔ جب حضور میں پہنچے، کسی نے کچھ ذکر بیعت مفتی ابوالحسن کا نہیں کیا، وقت شام دو آدمی مرید ہوئے، محمد افضل نے عرض کیا کہ اگر بیعت مفتی ابوالحسن کی بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔ جناب مرشد اعلیٰ نے کچھ تامل فرما کر فرمایا کہ ''عرصہ تین ماہ سے عالم غیب سے حکم ہوا ہے کہ مفتی ابوالحسن کو مرید کر''، یہ خبر مفتی صاحب کو پہنچی، اس وقت مفتی صاحب پیش جد بزرگوار مسئلہ فرائض لکھتے تھے اس کو چھوڑ کر حضور پرنور میں حاضر ہوئے اور شیرینی منگوا کر فاتحہ کی اور حسب حکم حضور والا منجلے میاں صاحب نے دوگانہ پڑھایا، صبح ہفتہ دہم محرم الحرام کو زیارت میں حضرت نے مفتی صاحب کو داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ فرمایا۔

شوق جمال مرشد اعلیٰ زائد از حد ہوا، بعد چندے نقش منعم جو حضور سے عطا ہوا تھا مفتی صاحب نے حضرت مرشد اعلیٰ کے روبرو رکھ دیا اور عرض کیا اب مجھے یہ درکار نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا یادرکھو برکت ہوگی۔ عرض کیا برکت اسم مبارک کی کافی ہے۔ بعدہٗ شغل واشغال، ذکر و اذکار میں مشغول ہو کر باذوق [و] شوق وطن کو مراجعت کی۔

بعد ایک سال کے تعریف چند درویش مقیم چاند پور کی زبانی بعض اشخاص کی سنی، ان کی ملاقات کو طبیعت مفتی صاحب کی چاہی، اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ ہمراہ جد خود قریب احاطۂ دیوار سید باڑہ کے گیا ہوں، جو کہ دروازہ احاطے کا تنگ ہے، بڑھے۔ مفتی صاحب نے فرمایا ابوالحسن تو دوسرے راستے آ۔ مفتی ابوالحسن نے دیکھا کہ ایک مکان نہایت رفیع ہے اوپر اس مکان کے گئے، وہاں سے مارہرہ نظر آیا اور پشت پر اس مکان کے زینہ دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ملا ہے، قصد نیچے اس کا کیا، اس زینے پر ہو کر نہایت دل میں پیدا ہوئی۔ ایک آدمی بصورت متبرک ضعیف الجثہ نحیف البدن نظر آیا، اس نے ان کو پکڑ کر بغل میں کھینچا، مفتی صاحب نے کہا تم نے قوتِ باطنی سے مجھ کو کھینچا ہے۔ اس بزرگ نے منہ اور سینے پر مفتی صاحب کے بوسہ دیا اور کہا تم عبدالغنی ہو۔ انھوں نے کہا کہ دادا صاحب پہچانتے ہیں مَیں ابوالحسن ہوں، پھر اس نے کہا تم

عبدالغنی ہو۔ اس اثنا میں دادا صاحب یعنی بڑے مفتی صاحب بھی تشریف لائے اور ان بزرگ سے ملاقات کر کے نہایت خوش وخرم ہوئے۔ مفتی صاحب نے دادا سے کہا تم گھر جاؤ، مَیں فقیر بنوں گا۔ اس فقیر نے دانتوں میں انگلی دابی اور کہا کہ یہ بات نہ چاہیے آل احمد گویان باش اور کوئی درود پڑھنے کے واسطے بتایا اور کہا اس کا ورد رکھنا۔

مفتی صاحب نے بعد عرصے کے مع خواب روبرو حضرت مرشد اعلیٰ کے بیان کیا اور جو شغل کے خواب میں پایا تھا وہ خوب صاف نہ تھا، اس کا کچھ ذکر نہ کیا۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے وہی شغل تعلیم فرمایا اور ارشاد کیا کہ ''سوائے تمہارے اور کسی کو یہ شغل نہیں دیا ہے۔ کشف اس راز کا نہ کرنا''۔

بعد عرصۂ چند سال کے ۱۲۱۷ھ میں پھر مفتی صاحب حاضر حضور ہوئے، حضرت اس وقت حاضرین کو وعظ اور نصیحت فرما رہے تھے اس اثنا میں کتابوں کے تلے سے چند اوراق نکال کر مفتی صاحب کو عنایت فرمائے اور کہا کہ یہ آئین انگریزی ہے اس کو رکھو، تمہارے کام آئے گا۔

اس زمانے میں نام انگریزوں کا اس ملک میں نہ تھا۔ بعد عرصہ چھ مہینے کے اس ملک میں انگریزی عمل داری ہوئی اور مقام بریلی صدر ہوا۔ بعد دو ماہ قاضی غلام نبی اکرم صاحب حکام سے جو موافقت بہت رکھتے تھے، حکام نے کہا کہ اس ملک میں عدالت مقرر ہوگی، تم ایک آدمی ہوشیار ذی علم اپنے اقربا سے واسطے افتائے فوج داری کے دو۔ قاضی صاحب نے مفتی صاحب کو تجویز کر کر بدایوں سے بریلی طلب کیا۔ جب مفتی صاحب قاضی صاحب کے پاس آئے، سب حال بیان کیا، مفتی صاحب نے انگریزی نوکری سے انکار کیا۔ آخر الامر سمجھانے محمد افضل وغیرہ سے راضی ہوئے، مجھ کو قاضی صاحب نے ملاقات مفتی ابوالحسن کی حکام صدر سے کرائی۔ حکام صدر تقریر مفتی صاحب سے از حد راضی ہوئے اور ان کا مفتی فوج داری ضلع مرادآباد کا مقرر کیا۔ مفتی صاحب بعد ایک ہفتے کے روانہ مرادآباد کے ہوئے اور وہاں باوجود کثرت کار سرکاری اپنے اورادو اشغال معمولی میں ہمہ تن مشغول رہے۔ مفتی صاحب عہدۂ افتا میں دل نہار وشب بکار تھے۔

اگرچہ مفتی صاحب دنیا دار تھے مگر بڑے متقی وابرار تھے۔ باوجود امارت ہمیشہ غربا میں بیٹھا کرتے تھے اور غربا اور مساکین کا جلسہ بہت پسند کرتے تھے اور اپنے اقربا کی خدمت ہر طرح سے کرتے تھے اور اپنے قدیم دوستوں سے برسم قدیم ملتے تھے۔ مزار شریف متصل قاضی حوض ہے۔

[۷۔میاں بےفکر شاہ صاحب کی بیعت وخلافت]:

راوی ثقہ کا بیان ہے، قابلِ اطمینان ہے کہ ۱۲۰۴ھ میں چودھویں محرم کو ہمراہ مفتی ابوالحسن صاحب جناب فیض مآب شاہ محمد رفعت بےفکر شاہ حاضر حضور ہوئے۔اس روز بہت مرید ہوئے، ان کے دل میں خواہش مریدی پیدا ہوئی اور چاہا کہ مفتی صاحب سے اپنی خواہش ظاہر کرے، پھر سوچا کہ مَیں ایک ادنیٰ ملازم مفتی صاحب کا ہوں، میری کیا مریدی ہے، نذر کو روپیہ پاس نہیں، یہ سوچ کر دلی خواہش اپنے دل میں رکھی۔تھوڑی دیر کے بعد حضور درگاہ میں تشریف لائے، یہ دروازۂ درگاہ پہ کھڑے تھے، انھوں نے سلام کیا اور قدم چومے، حضور نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اندر درگاہ کے لے گئے اور حضرت فرجد اعلیٰ کے سرہانے کھڑا کرکر فرمایا ''رفعت ہم تم کو مرید کریں گے''، انھوں نے عرض کیا ''حضور مَیں مفتی صاحب کا جوتا اٹھاتا ہوں، مَیں کیا مرید ہوں گا؟'' فرمایا ''اب مفتی صاحب تمہارا جوتا اٹھائیں گے''، پھر ان سے فرمایا، وضو کر آؤ۔یہ حسب الحکم وضو کرکر حاضر ہوئے، دیکھا کہ سامنے بتاسے رکھے ہیں، حضور نے خود دوگانہ پڑھا کر اور فاتحہ کرکر سرہانے [سرہانے] حضرت فرجد اعلیٰ ان کو داخل سلسلۂ قادریہ عالیہ فرمایا اور اپنا تاج سر پر رکھ کر فرمایا ''ہم نے تم کو خلافت بھی دی، اب تم اسی طرح اوروں کو مرید کرو''۔انھوں نے پھر وہی عرض کیا کہ ''مفتی صاحب کا نعلین بردار ہوں، میرا کون مرید ہوگا؟'' حضور نے بھی وہی فرمایا کہ ''اب مفتی صاحب تمہارے نعلین بردار ہوں گے'' اور حضور نے فرمایا کہ ''اب ہم نے تمہارا نام شاہ بے فکر رکھا''۔

ابھی بیرون درگاہ کسی کو علم نہیں کہ شاہ صاحب مرید اور خلیفہ ہوگئے اور نعمت سے مالا مال ہوکر مالا مال کردیا۔جس وقت شاہ صاحب تاج بر سر مقبرے سے باہر آئے اول مفتی ابوالحسن ہی قدم پر گر پڑے اور نعلین ان کی اپنے دامن سے صاف کرکر سامنے رکھی۔اب بڑے بڑے لوگ شاہ صاحب کی تعظیم کرنے لگے، پھر شاہ صاحب بدایوں آئے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔جب تک بعد نماز صبح شاہ صاحب وظیفہ پڑھتے تھے مفتی ابوالحسن ان کا جوتا گود میں لیے بیٹھے رہتے تھے جو کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ اب مفتی صاحب تمہارا جوتا اٹھائیں گے، سو مفتی صاحب نے ان کا جوتا اٹھایا اور اس جوتے کی بدولت بہت کچھ مرتبہ پایا۔

کسی مفتی صاحب کے دوست نے مفتی صاحب سے کہا کہ ''شاہ بےفکر اچھے صاحب کے خلیفہ صحیح ہیں؟ تم بھی توان کے مرید خاص ہو، یہ کیا ضرور ہے کہ تم ان کا جوتا لیے پہرو بیٹھے رہتے ہو''۔فرمایا بھائی جب تک شاہ صاحب کا جوتا میرے پاس رہتا ہے مجھ کوایک کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ وہ بیان سے باہر ہے۔

[۸۔میاں بےفکر شاہ صاحب کی امداد]:

نقل ہے ایک مرتبہ شاہ صاحب ہمراہ مفتی عبدالغنی صاحب رامپور کو گئے۔ راہ میں مفتی صاحب نے کرامت اپنے پیرومرشد سید ابوسعید صاحب کی (جن کا مزار بمقام بدایوں باڑہ ناصر شاہ میں ہے) یہ بیان کی کہ ایک مرتبہ مَیں قادر گنج سے مئوکو جاتا تھا، راہ میں ایک شیر حملہ آور اور سدِ راہ ہوا، نہایت خوف غالب ہوا، حضرت کو یاد کیا اور آگے چلا تو دیکھا کہ شیر ندارد ہے، حضرت کھڑے ہیں۔شاہ صاحب نے یہ سن کر کہا کہ ''اگلے زمانے میں اس تصرف کے لوگ تھے، اب نہیں، ہمارے حضرت بہت بڑے صاحب تصرف ہیں مگر ایسا نہیں دیکھا''۔منزل پر پہنچ کر ایک جگہ ٹھہرے، نماز صبح کے بعد کہ ہنوز آفتاب برآمد نہ ہوا تھا، بادل آکر مینہ برسنے لگا، پھر شاہ صاحب اپنی چشم سر سے دیکھا کہ چار آدمی سبز پوش ایک تخت مسقّف بردوش آسمان سے آئے اور وہ تخت زمین پر رکھا، اس تخت پر حضرت جلوہ گر تھے، اتر کر کان شاہ صاحب کا مروڑا اور فرمایا ''کون آفت تجھ پر آئی تھی جو ہم تیری مدد کو نہیں آئے، آئندہ کو ایسی بات نہ کہنا، اگر کہے گا سزا پائے گا''۔تین مرتبہ فرما کر جیسے آئے تھے ویسے ہی تشریف لے گئے۔

شاہ صاحب تا عمر یادِ الٰہی میں رہے، کچھ لوگ مرید بھی تھے۔گیارھویں بڑی دھوم دھام سے کرتے تھے۔مولوی ٹولہ میں ایک مکان موسوم بہ قادر باڑی پرتکلف بنایا تھا اسی میں قبر ہے اور اب وہ اولاد میاں نادر شاہ کے قبضے میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۹۔مولوی محمد افضل صدیقی کی پردۂ غیب سے امداد]:

شیخ محمد افضل ہدایت الخلوق میں لکھتے ہیں:

۱۲۰۴ھ میں جناب مرشد اعلیٰ نے مجھ کو واسطے پڑھنے حزب البحر بطور دعوت ماہِ بھادوں میں

ارشاد فرمایا تھا، اکثر مشائخین گیارہ روز میں زکوۃ دیتے تھے، مَیں نے حسب الحکم تین روز میں نصاب سے فراغت پائی، جس روز فارغ ہوا اسی روز نوازش نامہ شمامہ آیا اس میں لکھا تھا کہ بعد نصاب حزب البحر زکوۃ نادعلی کی دینا چاہیے۔ مطالعہ اس کے سے سرفرازی حاصل ہوئی الا بسبب نشستن دوزانو تا دو نیم پاس بیک جلسہ پاؤں میں درد ہو گیا تھا متردد ہوا مگر امتثال امر حضور بجائی، فرض تھا اس کا ترک ممکن نہ تھا۔ نیت روزے کی کر کر ارادہ پڑھنے کا کیا، وقت شب جناب مرشدی و مولائی کو خواب میں دیکھا مجھ سے فرمایا کہ اگر درد پاؤں ہونے سے دوزانوں بیٹھنا دشوار ہے اور تکلیف ہوتی ہے، چارزانو بیٹھ کر پڑھنا اور نشست چارزانو خود بیٹھ کر ملاحظہ کرائی۔ پھر مَیں نے چارزانو بیٹھ کر پڑھا، بتوجہ جناب مرشدی و مولائی نصاب نادِعلی سے بلا تکلیف فراغت پائی۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۰۔ ذکر اثبات ونفی کی حالت کا ایک عجیب واقعہ]:

[مولوی افضل صدیقی] 'ہدایت الخلوق' میں لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا ہے ایک دن جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وقت شب اپنے حجرے میں روشنئ چراغ سے کچھ پارچہ سیتی تھیں، اس میں چراغ گل ہو گیا اور آگ اس وقت موجود نہ تھی، اتفاقاً رشتہ سوزن بھی سوزن سے نکل گیا۔ حضرت عائشہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا "اس وقت آگ گھر میں موجود نہیں ہے اور چراغ گل ہو گیا اور رشتہ بھی سوئی سے نکل گیا، اب کیا کروں؟" بہ مجرد سننے اس کلام کے حضرت ﷺ متبسم ہوئے اس قدر نور دندان مبارک سے چمکا کہ سب گھر روشن ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روشنی میں رشتہ سوزن میں ڈال لیا۔ صلی اللّٰہ علی سیدنا احمد وعلی آل احمد

یہ معجزہ الی الان کما کان بطنابعد بطن اولاد امجاد سے ظاہر ہوتا چلا آتا ہے۔ چناں چہ ایک مرتبہ تاریخ پندرھویں ماہ رمضان کو مَیں [مولوی افضل صدیقی] اور دیگر اشخاص حضور میں حاضر تھے۔ جناب والا اس وقت ردا شریف از سرتا پا اوڑھے ہوئے تھے اور کسی ذکر میں مشغول تھے، دفعتاً پیش نظر میری عالم ناسوت تاریک ہو گیا، دیوار و در نظر نہیں آتا تھا اور حاضرین سے کوئی شخص محسوس نہیں ہوتا تھا بلکہ اپنا ہاتھ پاؤں نہیں معلوم ہوتا تھا۔ یک بارگی حضرت نے منھ کھول دیا، یہ معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا، اجالا ہو گیا، تاریکی رفع ہوئی، سب کو حیرت تھی کیا معاملہ تھا پھر معلوم

ہوا کہ حضرت اثبات ونفی کے ذکر میں مشغول تھے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۱۔ حافظ محمد مکمل بدایونی کی بیعت]:

عرس شریف میں اکثر لوگ حاضر ہوا کرتے تھے خصوصاً بدایوں کے بہت لوگ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حافظ محمد مکمل صاحب (کہ مرد مرتاض اور معزز تھے) ہمراہ ساکنان محلّہ سوتھہ حاضر حضور فیض گنج جور ہوئے۔ بعد ختم فاتحہ عرس سب کو رخصت وطن کی ملی، جملہ اشخاص نے تہیہ چلنے کا کیا۔ محمد افضل کہتے ہیں اس روز تھوڑی رات گئے مَیں نے دیکھا کہ حافظ محمد مکمل صاحب نہایت حزین اور غمگین سر بہ زانو بیٹھے ہیں، مَیں نے سبب ملال دریافت کیا، شیخ محمد اظہر الدین نے کہا کہ سبب ملولی حافظ صاحب کا یہ ہے کہ اتنے روزوں سے یہاں مقیم رہے اور سلسلہ طریقت میں داخل نہ ہوئے۔ مَیں نے کہا اب اس کی فکر بے فائدہ ہے، سب کی رخصت ہوگئی، صبح وطن کو روانہ ہوں گے۔ شیخ محمد اظہر الدین صاحب مجوز ہوئے اور کہا:

''ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند''

[یہ کام آپ کے ذریعے سے پورا ہوا اور مردان کار اسی طرح کرتے ہیں]

حضور میں عرض کرنا چاہیے کہ حافظ محمد مکمل ارادہ بیعت کا رکھتے ہیں۔ ہر چند مَیں نے کہا یہ موقع عرض ومعروض کا نہیں ہے، مطابق اہل الغرض مجنون کے نہ مانے۔ لاچار مَیں گیا اور دروازۂ خانقاہ پر کھڑے ہو کر ایک خادم کو حضور میں بھیجا کہ فلاں شخص دروازے پر کھڑا ہے اور کچھ عرض کرنا چاہتا ہے، اس نے آکر اجازت ہے آئیں، مَیں ہمراہ اس خادم کے اندر گیا اور ادب غلامانہ بجالا کر احوال حافظ صاحب کا عرض کیا۔ حضرت بستر مبارک سے اٹھ بیٹھے اور نہایت جلال سے فرمایا کہ ''تم آدمیوں کو ترغیب دیتے ہو، میرے پاس دوسو روپے نہیں جو مَیں ان کو دوں اور مرید کروں''۔ جناب **مولوی عبدالمجید صاحب** بھی وہاں موجود تھے، ہم دونوں نے عرض کیا کہ محمد مکمل بڑے صالح ہیں، ان پر نظر عنایت ضرور چاہیے، وہ قابل سرفرازی ہیں۔

الغرض اس وقت کار بیعت ملتوی رہا، پھر مَیں وہاں سے حافظ صاحب کے پاس آیا اور سب قصہ بیان کیا اور پوچھا کہ ''حضور کی زبان پر ذکر دوسو روپے کا آیا، یہ کیا بات ہے؟'' حافظ صاحب نے کہا ''جس وقت مَیں چلا تھا ایک شرفائے شہر نے کہ نام ان کا لینا مناسب نہیں ہے، مجھ سے کہا

تھا کہ اگر دوسو روپے حضرت مجھ کو دیں تو مَیں چلوں اور مرید ہوں''۔ المختصر حافظ صاحب کو اس شخص کی...... گوئی سے تمام رات بے قراری رہی۔ جب حضرت برائے نماز صبح مسجد میں تشریف لائے، پھر مَیں نے حافظ صاحب کی بیعت کے واسطے عرض کیا، میرے حال پر عنایت حضرت کی ہمیشہ سے زائدالحد تھی۔ عرض میری بدرجہ اجابت مقرون ہوئی، کچھ دن چڑھے تاریخ اٹھارہویں محرم کو حافظ صاحب کو داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ فرمایا اور بہت کچھ اس وقت حافظ صاحب کو دے دیا۔ حافظ صاحب اپنے شاہد مطلوب سے ہم آغوش ہو کر خوش و خرم وطن کو آئے۔ جناب حافظ صاحب آدمی متقی و ابرار تھے۔ تہجد کبھی قضا نہیں ہوئی۔ کبر سنی میں بدست دزداں [چوروں کے ہاتھ سے] شہادت پائی۔ مزار پاس حضرت احمد خیاط رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۲۔ عالم رویا میں حافظ محمد محفوظ آنولوی پر عنایت]:

حافظ محمد محفوظ متوطن آنولہ مدت بسیار سے بعلاقہ روزگار معلم گری بدایوں میں مقیم تھے (جو کہ مرد عاقل اور خلیق تھے) ہر ایک کو اس سے محبت تھی علی الخصوص جناب **قدوۃ الابرار زبدۃ الاخیار حضرت مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ علیہ** سے رابطۂ اتحاد زائدالحد تھا۔

ایک مرتبہ حافظ صاحب برائے چندے گھر تشریف لے گئے، جب آئے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مارہرہ تشریف لے گئے ہیں، یہ بھی بطریق سیر [پیدل] مارہرہ کو چلے گئے اور وہاں پہنچ کر قدم بوسی حاصل کی۔ وقت شب خواب میں دیکھا کہ روز جمعہ وقت نماز ہے، یہ حالت خواب میں واسطے نماز مسجد میں گئے، ایک شخص نے منع کیا کہ ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا ہے، انھوں نے اس کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور نماز سنت ادا کی۔ اسی عرصے میں دیکھا کہ جناب فیض مآب استاذ المحققین قطب العالم شیخ الشیوخ حضرت شاہ حمزہ قادری رحمۃ اللہ علیہ خرقہ پہنے، عمامہ باندھے، دوپٹہ سبز کاندے پر ڈالے، عصا ہاتھ میں لیے ہوئے تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کی پیشانی بزور پکڑی بہ حدے کہ ان کے سر میں درد ہو گیا اور غایت خشم ناکی سے کف دہن مبارک سے باہر آتا ہے، نہایت عنایت سے ان سے فرمایا کہ ''کون شخص ہے جو واسطے ادائے سنن کے منع کرتا ہے، اگر وہ اس وقت موجود ہوتا سزا پاتا''۔ انھوں نے دست مبارک پکڑ کر عذر و الحاح کر کر عرض کیا کہ ''حق بندے میں توجہ فرمائیے کہ عاقبت بخیر ہو''، ارشاد فرمایا ''اسی واسطے آیا ہوں''۔

یہی گفتگو تھی کہ آنکھ کھل گئی۔اس وقت اعتقاد واسطے مریدی اور بیعت کے درست ہوا اور مجھ کو حضور سے بیعت کے واسطے عرض کیا، حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا کہ ''تم کو عالم رویا میں عقیدت ہوئی''۔ پھر یہ صاحب معتقد ہوکر اس روز داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے۔

بعد مرور ایام ترک لباس کرکر بہ خلعت خرقہ وتاج سرفراز ہوئے اور علائق دنیوی کو چھوڑ کر یادِ الٰہی میں مشغول رہے اور جملہ اغنیا اور فقرا میں بڑا اعزاز پایا، اکثر اوقات بہ مقتضائے بشریت وسوسے اور خطرات رہتے تھے، بباعث شرم عرض نہ کرتے تھے۔ایک دن جناب مرشد اعلیٰ نے ان کے خطرات پر مطلع ہوکر ارشاد فرمایا کہ تم کو خطرات آتے ہیں؟ اِس شغل سے وہ خطرہ اور اُس شغل سے وہ خطرہ رفع ہوگا۔انھوں نے حسب الارشاد عمل کیا۔جملہ خطرات سے حافظ محمد محفوظ رہے اور حاضر باشی حضور اختیار کرکر یادِ الٰہی میں باوراد واشغال مشغول رہے۔عنایت اور نوازش حضرت مرشد اعلیٰ کی ان پر بے حد تھی۔مزار شریف آنولہ میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۳۔جنون سے افاقہ]:

بشارت ولد محمد روشن حجام ساکن بدایوں مرید حضرت مرشد اعلیٰ کو عالم شباب میں بسبب تجرید جنون ہوگیا تھا۔ ہر چند علاج کیا، کچھ آرام نہ ہوا، ایام عرس میں جب اشخاص بدایوں سے مارہرہ کو چلے محمد اعظم حجام مع دو کس حجام بشارت کو رسیوں سے باندھ کر ہمراہ سب کے مارہرہ کو لے گئے۔بعد حصول قدم بوسی محمد اعظم نے بشارت کا حال عرض کیا اور اس کو سامنے حضور کے کھڑا کیا۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''رسیاں کھول دو''، حسب الارشاد کھول دیا، غوغا کرکر ایک دو قدم آگے رکھنے لگا، پھر رعب حضرت سے گریزاں ہوگیا۔لوگ روکنے لگے، حضرت نے فرمایا ''جانے دو پھر چلا آئے گا، کوئی اس کا مانع اور معترض نہ ہو''۔ بعد چار پل کھڑے کے خود حضور میں آیا، حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''خاموش ہوکر ادب سے بیٹھ جا''، اس وقت وہ خاموش بیٹھ گیا اور بالکل اچھا ہوگیا۔من بعد حضرت مرشد اعلیٰ نے محمد اعظم سے فرمایا کہ جلد اس کا نکاح کر دینا۔محمد اعظم نے بدایوں آ کر اس کے والدین کی صلاح سے نکاح اس کا برادری میں کر دیا۔ مدت تک زندہ رہا پھر وہ عارضہ نہیں ہوا، ہمیشہ عرس میں جایا کرتا تھا اور سب کی خدمت کیا کرتا تھا، وقت آخر کلمہ پر خاتمہ ہوا، قبر بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۴۔مولانا شیخ غلام بدرالدین عثمانی کے لیے اولاد کی دعا]:

مصنف ہدایت الخلوق تحریر کرتے ہیں:

شیخ غلام بدرالدین عثمانی کو عام فقرا سے اعتقاد تھا، کیا ہندو کیا مسلمان، جس کو فقیر سنتے تھے اس کی خدمت میں جا کر اس کی خدمت کرتے تھے اور شاہ امان اللہ کے مرید تھے۔ جب شہرہ حضرت مرشدی اور مولائی زائد الحد ہوا۔ ۱۲۰۵ھ میں حضرت کے مشتاق ہو کر راہئ مارہرہ مقدسہ ہوئے اور شرف قدم بوسی حاصل کیا اور چندروز وہاں رہ کر محظوظ ہوئے، پھر ہوس ملاقات فقرا دیگر دل سے جاتی رہی اور جناب مرشدی و مولائی نے بھی ان پر وہ عنایت فرمائی کہ یہ کمال معتقد ہو گئے۔ جب حضور سے رخصت ہوتے تھے، رقت قلبی سے زار زار روتے تھے۔ مولوی ابوالمعانی نے ایک مرتبہ حضور سے عرض کیا کہ ''مولوی غلام بدرالدین کے حال پر ایسی توجہ فرمایئے کہ ان کے بیٹا پیدا ہو، تا کہ یہ ثمرۂ حیات سے بہرہ مند ہوں، سابق ازیں ان کے بیٹی پیدا ہوئی تھی لیکن زندہ نہیں رہی تھی''۔ جناب مرشد و مولائی نے ارشاد فرمایا کہ ''فرزند ہوگا اور وہ زندہ رہے گا، اس کا نام غلام نظام الدین رکھنا''۔ ہفتم رجب المرجب کو مولوی غلام بدرالدین راہئ ملک بقا ہوئے اور بعد از پنج ماہ ششم ذی الحجہ کو ان کے فرزند نرینہ پیدا ہوا، اس کا غلام نظام الدین نام رکھا۔ بتوجہ حضرت اعلیٰ جوان و عاقل و بالغ ہو کر داخل سلسلہ ہوا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۵۔حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کی امدادِ غیبی]:

حق شناس معنی فہم مشیخت وصدارت دستگاہ شیخ محمد ذکراللہ صاحب عابد وزاہد شب بیدار وقائع نگار مرید عاشق زار حضرت مرشد اعلیٰ کے تھے اور توجہات ظاہری و باطنی جناب کی ان پر بے حد تھی۔ حضور نے خرقہ ملتانی اور تاجِ سر مبارک خود ان کو عطا فرمایا تھا، بعد پہنانے خرقہ کے کنار مبارک میں ان کو لے کر ارشاد فرمایا تھا کہ ''یہ خرقہ اور تاج ہم نے تم کو دیا ہے، تم کو اختیار ہے جس کو چاہو دیو''۔ اس وقت مفتی ابوالحسن صاحب نے عرض کیا کہ ''ہر ایک کو حضور پُر نور سے خطاب عطا ہوئے ہیں، اگر ان کو بھی عطا ہو تو عین نوازش رہے''۔ جناب مرشد اعلیٰ نے تھوڑی دیر تامل کر کر فرمایا کہ ''خواجہ ذکراللہ بالخیر خطاب حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کا تھا''۔ اگر چہ

ترکِ ادب ہے مگر تیمناً خواجہ ذکر اللہ بالخیر سے ان کو ملقب کیا۔

محمد افضل مرحوم لکھتے ہیں کہ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے بیان کیا کہ درایام ابتدائے بیعت والد بزرگوار حیات تھے اور میرے آشناؤں اور دوستوں سے صحبت رہتی تھی، اخراجات نشست و برخاست دوستان میں ایک روپے بقال[سبزی فروش] کا مجھ پر قرض ہو گیا تھا اور والد ماجد سے بسبب شرم کے عرض نہ کر سکتا تھا، بقال کا تقاضا تھا اور نہایت متردد تھا، آخر رجوع جناب مرشدی ومولائی سے کی۔ رات کو بستر پر جو کروٹ لی ایک باری جلد کو کوئی چیز نہایت سرد لگی، بستر پر ہاتھ پھیرا ایک روپیہ ہاتھ میں آ گیا۔ المختصر رکھ چھوڑا اور تعجب کیا کہاں سے آتا ہے؟ جس کسی مرد مان خانہ کا ہوگا بوقت تلاش اس کو دے دوں گا۔ جب چار پانچ روز گزرے اور کسی نے اس کی تلاش نہ کی اور اس مکان میں کسی کی آمد و رفت بھی نہ تھی تب اس کو عنایت جناب مرشدی ومولائی نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر حوالہ روستائی[دیہاتی] کے کیا اور تقاضائے روستائی سے نجات پا کر شکر الٰہی بجالایا اور اس عرصے میں جناب تایا صاحب مولوی عبدالعلی مرحوم راہیٔ ملکِ بقا ہوئے۔ قانون گوئی بدایوں نے فوتی نامہ تایا صاحب مرحوم کا لکھ کر خدمت صاحب کلکٹر بریلی میں پہنچا، وہاں سے پروانہ ضبطی دیہات موسومہ تحصیل دار بدایوں مضمون آیا کہ

ازنوشتہ قانون گوئی بدایوں معلوم گردید کہ شیخ عبدالعلی وقائع نگار لاولد فوت شد

لہٰذا قلمی می گردد کہ معافی متوفی قرق سازند

اس حکم سے ورطہ تحیر میں ڈوب گیا تھا اور کمال تشویش عائد حال تھی کہ روپیہ نہیں، پروانہ معافی کس طرح حاصل کروں؟ آخر جناب مرشدی اور مولائی سے نہایت زاری اور بے قراری سے رجوع کی اور ارادہ بریلی جانے کا کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ جناب مرشدی ومولائی پیش کوٹھری بالا خانہ (کہ مکان سکونت بندے کا ہے) بجانب جنوب رومال دست مبارک میں لیے کھڑے ہیں اور غلام بھی متصل جناب بجانب شمال کھڑا ہے اور وہ جناب اسناد معافی ملاحظہ فرماتے ہیں۔ صبح کو محمد افضل ابن شیخ محمد کالے سے (مرید خاص حضرت کے تھے) میں نے کہا کہ رات زیارت مرشدی ومولائی سے مشرف ہوا دیکھا کہ اسناد معافی ملاحظہ فرماتے ہیں مجھ کو یقین کامل ہے کہ میری معافی میں کچھ خلل نہ ہوگا بعد کئی روز کے بغیر کدو کاوش[محنت ومشقت] حکم معافی آ گیا اور اب تک کوئی معترض نہیں ہے۔

حضرت شاہ محمد ذکر اللہ خواجہ بالخیر فنافی الشیخ تھے اور بڑے اپنے مرشد کے عاشق زار تھے اور بدرجہ کمال سخی تھے، اکثر لوگ ان کے مرید ہیں۔ بتاریخ سیزدہم ماہ صفر ۱۲۶۸ھ میں راہیٔ جنت ہوئے۔ مزار شریف بَن [جنگل] حضرت صاحب ولایت رحمہ اللہ علیہ میں ہے۔ بتاریخ رحلت مستخرجہ حضرت قبلہ صاحب عالم رحمہ اللہ علیہ یہ ہے

چار بارسنش کشیدم آہ　　　　گشت تاریخ شاہ ذکر اللہ

سجادہ نشین ان کے فرزند خوردان کے شاہ محمد احسان اللہ خلیفہ حضرت مرشد مولائی کے ہیں اور فرزند کلاں ان کے آل احمد محمد شکر اللہ خان صاحب کو بھی حضرت مرشدی اور مولائی سے مثال عنایت ہوئی تھی وہ بھی حضرت کے خلیفہ ہیں۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۶۔ آنے والے حادثے کی پیشگی اطلاع]:

ایک دن موسم سرما میں حضرت صدارت پناہ شیخ محمد ذکر اللہ خواجہ بالخیر بسبب برودت ہوا کوٹھری میں سوتے تھے اور چند جگہ سے تختہ شکستہ تھا، ناگاہ حضرت مرشد اعلیٰ نے عالم رویا میں فرمایا کہ ''تختہ تمہاری چھت کا شکستہ ہو گیا ہے، زمیں پر گرا چاہتا ہے، یہاں سے اٹھو''، فی الفور شاہ صاحب چار پائی سے اٹھ کر باہر آئے بجرد باہر آنے کے کچھ تختہ اور...... چھت سے چار پائی پر گرا اور بتوجہ حضرت مرشد اعلیٰ شاہ صاحب محفوظ رہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۷۔ تعویذ عطا نہ کرنے کی حکمت]:

ایام عرس حضرت فرجد اعلیٰ [پردادا] میں ۱۲۰۶ھ کو اکثر مرید اور مسترشد بدایوں سے مارہرہ کو گئے تھے، من جملہ ان کے مولوی غلام معین الدین بھی تھے۔ وقت رخصت حضور سے برائے اطفال سب کو تعویذ عنایت ہوئے، لیکن مولوی غلام معین الدین کو تعویذ عطا نہیں ہوا۔ محمد افضل نے عرض کیا کہ مولوی غلام معین الدین کو تعویذ نہیں ملا۔ حضرت مرشد اعلی نے فرمایا کہ ''مولوی غلام معین الدین خود تعویذ ہیں''۔ الختصر سب قافلہ مارہرہ سے سوروں آیا اور رات کو رہا، دوسرے روز سوروں سے اوجھانی آیا وہاں فضل علی شاہ فقیر بدایوں سے مارہرہ کو جاتے تھے، ملاقی ہوئے۔ انھوں نے غلام معین الدین سے کہا کہ ''تمہاری دختر بہ عارضۂ چیچک فوت ہوگئی''۔ مولوی صاحب

کونہایت رنج وغم ہوا، آخر صبر کیا۔ اس وقت سب کو معلوم ہوا کہ یہ سبب تھا جو تعویذ نہیں دیا تھا۔

دوسرے سال مولوی صاحب پھر قدم بوسی سے شرف اندوز ہوئے اور یہ وہاں کا دستور قدیم ہے کہ بعد مولود روز دیگر زیارت قدم شریف اور دیگر آثار اور تبرکات کی درگاہ میں لے جا کر کراتے ہیں اور راہ میں گلہائے نقرہ [سفید پھول] تبرکات پر نثار کرتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی حسب دستور قدیم زیارت درگاہ کو جاتے تھے۔ حضرت نے چند گلہائے نقرہ مولوی غلام معین الدین کو دے کر ارشاد فرمایا کہ ''تمہارے کام آئیں گے، احتیاط سے رکھنا''۔ بعد چند ماہ کے مولوی غلام معین الدین کے بیٹا پیدا ہوا، مولوی صاحب نے غلام عباس نام رکھا۔ وہ گلہائے نقرہ جو حضور سے عطا ہوئے تھے اس کے تبرکاً...... گوش بنوا کر کان میں ڈالی۔ حضرت مرشد اعلیٰ کی توجہ کامل ہر وقت سب مریدوں پر تھی، قبر مولوی غلام معین الدین کے قریب قاضی حوض ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد ۔۔۔ نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۸۔ مفتی اکرام اللہ محشؔر کی بیعت اور ان کی پیش کردہ غزلیں]:

یہ سخن سنج معنی فہم حقیقت آگاہ مشیخت پناہ محمد اکرام اللہ محشؔر عہد شباب سے رسوخ اور اعتقاد مولوی عبدالغنی سے بدرجہ غایت رکھتے تھے اور کچھ شغل و اشغال بھی مولوی صاحب سے پوچھا تھا اس پر مواظبت رکھتے تھے اور عالم تجرید [تنہائی، مراد شادی نہ ہونا ہے] میں یادالٰہی کرتے تھے، جو کہ مولوی صاحب کے معتقد تھے اور کہیں بیعت بھی نہ تھے اکثر مولوی صاحب سے بیعت کو کہتے تھے۔ جب مولوی صاحب مارہرہ کو گئے اور جناب مرشد اعلیٰ کے خرق عادات بچشم خود ملاحظہ فرمائے تب مولوی صاحب کہنے لگے کہ ''جس کا ارادہ بیعت کا ہو، مارہرہ جا کر سید آل احمد کا مرید ہو جاوے ذات ان کی مثل کبریت احمر کے ہے اور مرتبہ ولایت میں بے مثال اور لاثانی ہیں۔ دیکھنا ایسے شخصوں کا سعادت دارین ہے''۔

میاں اکرام اللہ صاحب جو مولوی صاحب سے محبت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ کمال معتقد تھے سبب یہ تھا کہ سابق میں ایک دو مرتبہ بتوجہ مولوی صاحب مجلس محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب لاثانی میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں داخل ہوئے تھے، اس واسطے بموجب ارشاد مولوی صاحب موصوف خیال قدم بوسی حضرت مرشد اعلی دل میں متمکن ہوا۔ بعد وفات مولوی صاحب مرحوم مغفور جناب معلیٰ القاب حضرت پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے عالم

رویا میں ان کا ہاتھ پکڑ کر دست مبارک حضرت مرشد اعلیٰ میں دیا، محمد اکرام اللہ نے اخفائے حقیقت کر کر کچھ کچھ راز احبا سے کہا اور دل میں ارادہ قدم بوسی کا محکم کیا اور یہ دو غزل لکھ کر حضور جناب فیض مآب مرشد اعلیٰ میں بصدق اعتقاد ارسال کیں: ؎

مژدہ مستاں کہ بہ میخانہ رواں خواہم شد — مست خواہم شد و مستانہ رواں خواہم شد
مطربا ساز رواں ارکہ باز فیض رواں — جانب محفل جانانہ رواں خواہم شد
حاجت بدرقہ نیست مرا در رہ عشق — از خود و ز ہمہ بیگانہ رواں خواہم شد
بر زخم کاش در مئے کدہ را بکشاید — کہ بشوق دو سہ پیمانہ رواں خواہم شد
نہ سزد پائے خرد ایں سفر از رہ رو را — من خرد مندم و دیوانہ رواں خواہم شد
گر بمارہرہ و ما رہ را کند ہم قدمی — باز سر ساختہ مردانہ رواں خواہم شد
آل احمد نظرے سوئے غریباں داری — بدیار تو غریبانہ رواں خواہم شد
جا کنم گر بدر پاک تو چوں نقش جبیں — کے دگر کعبہ و بت خانہ رواں خواہم شد
روز محشر پئے گرد سر شمع کشتن — فارغ البال چو پروانہ رواں خواہم شد

[دوسری غزل]

بدل پیوستہ می بندم جمال آلِ احمد را — دریں آئینہ تا بینم جمال آلِ احمد را
کجا آئینۂ یوسف کہ بیند یک نفس روزے — جمالِ آلِ احمد را جلال آلِ احمد را
چو چشم مور بینی تنگ ملک جم اگر بینی — گہے ملک خراج نیروال آلِ احمد را
بعالم عادت سادات چوں سادات عادات است — نباشد حاجت وصف خصال آلِ احمد را
خمارم می کشد ساقی کجا دیر مغاں بعینی — نشان دہ مجلس پر درد و حال آلِ احمد را
خوشا ذوق درونِ من خوشا عشق جنون من — کہ تا محشر طلب گارم وصال آلِ احمد را

بعد دو مہینے کے خود حضور میں حاضر ہو کر قدم بوسی حاصل کی، مفتی ابوالحسن پہلے سے وہاں موجود تھے۔ حضرت مرشد سے عرض کیا کہ اکرام اللہ پر ایسی توجہ فرمائے کہ داخلِ سلسلہ ہو جائے جو کہ حضرت مرشد اعلیٰ خود مامور تھے اور نیز بپاس خاطر مفتی صاحب فرمایا ''جیسی تمہاری مرضی ہے ویسا ہی ہوگا''۔ مفتی ابوالحسن اکرام اللہ [کے] پاس آئے دیکھا کہ ایک حالت میں ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی حال میرا حضور سے عرض کرے۔ مفتی صاحب کو دیکھ کر کہنے لگے کہ میرا حال حضور میں

عرض کرو، مفتی صاحب نے جا کر حضور میں عرض کیا حضرت مرشد اعلیٰ نے ان کو طلب فرما کر داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ فرمایا اور مفتی ابوالحسن سے فرمایا کہ ''شیخ اکرام اللہ نے بدایوں سے ایک غزل بھیجی تھی تم اس پر غزل لکھو۔ مفتی صاحب نے اس روز یہ غزل لکھی:

غزل حضرت مفتی ابوالحسن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

مژدۂ یاراں کہ پری خانہ رواں خواہم شد ۔۔۔ شیشہ در دست حریفانہ رواں خواہم شد
صبح در محفل آں بہ غنچۂ با تمکین ۔۔۔ من کہ خود بندم و زندانہ رواں خواہم شد
مطربا دور کن از پیش من ایں ساز طرب ۔۔۔ بدرش بے سرو سامانہ رواں خواہم شد
بطفیل شہِ جیلی سوئے خاصانِ خدا ۔۔۔ خاص خواہم شد و خاصانہ رواں خواہم شد
حسنؔ آمد بدیار تو غریبانہ ولے ۔۔۔ دارد امید کہ شاہانہ رواں خواہم شد

عمدہ کاغذ پر لکھ کر حضور کے سامنے رکھ دی، نہایت مقبول اور منظور ہوئی۔ روز دوم ڈیڑھ پہر دن چڑھے دربار عام ہوا، سب لوگ حاضر ہوئے جناب مرشد اعلیٰ نے آئینہ طلب فرما کر اول خود ملاحظہ فرمایا، بعدش مفتی صاحب کو دیا اور فرمایا تم دیکھ کر شیخ اکرام اللہ کو دکھاؤ مفتی صاحب ارشادِ عالی بجالائے اور اس مجلس میں بہ مقتضائے بشریت اکرام اللہ کو خطرے آنے لگے، جو خطرہ ان کی خاطر پر خطور کرتا تھا حضرت مرشد اعلیٰ رفع کرتے تھے۔ جب خطرے بہت آئے حضرت نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم محمد اکرام اللہ مجلس سے باہر آئے اور سب احوال مفتی صاحب سے بیان کیا۔

وقتِ شب خواب میں حضرت غوث الثقلین اور دیگر اولیائے کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے، صبح کو مفتی صاحب سے کہا کہ حضرت سے عرض کرو کہ'' اگر حضور میں تصویر فرجد اعلیٰ [پردادا] کی ہو تو مجھ کو اس کی زیارت کرا دیں، رات مَیں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے''۔ مفتی صاحب نے یہ ہی حضرت سے عرض کیا اور ارشاد فرمایا'' دیروز آئینہ ملاحظہ کرانے سے کیا مطلب تھا''۔ بعدہ ایک مسودہ شغل بدستخطِ خاص مزین فرما کر مفتی صاحب کو عطا کیا اور ارشاد فرمایا ''اول بایں سطور روبرو کرو، بعدہ اکرام اللہ کو تلقین کرو''۔ مفتی صاحب نے انکار کیا، حضرت نے فرمایا ''مَیں کہتا ہوں تم جا کر تلقین کرو، اس میں کچھ سِرّ ہے اور یہ مسودہ اپنے پاس رکھنا، کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو''۔ مفتی صاحب ارشاد حضور بجالائے۔ شیخ اکرام اللہ بہت خوش ہوئے اور

کہنے لگے مَیں یہی چاہتا تھا ریش سفید ہوں اکثر لوگ ذکر جہر کرتے ہیں مجھ کو شرم آتی تھی اور جو کچھ میرا مدعا دلی تھا بر آیا اس وقت یہ دو غزل لکھیں:

به کوئے اہل تاثیرے رسیدم — مس قلبم به اکسیرے رسیدم
شد از دریوزه درہا فراغ — به سلطان جہانگیرے رسیدم
جنابِ آلِ احمد عرش و بالا — بدرگاه چنیں ہیرے رسیدم
علاج و حشتم ایں سلسلہ گرد — چو مجنوں خوش بزنجیرے رسیدم
بایں اقبال تقدیرم رسانید — نہ در بازوئے تدبیرے رسیدم
بریں در کامیابی را شتاب است — چہ باک است از پس دلیرے رسیدم
چہ غم محشؔر ز روبہ بازیے نفس — کہ من در سایۂ شیرے رسیدم

دیگر

ایمان و دین و کیشم فرمان آلِ احمد — جان و دل و تن من قربان آلِ احمد
در بزم قدسیان ست روح اللہ ثنا گو — در بزم قدس دید است تا شان آلِ احمد
کشور کشائے دلہا دست تصرف اوست — قربان روح جانہا سلطان آلِ احمد
ہر مستی کہ باشد رنج خمار دارد — تا حشر بے خمار اند مستان آلِ احمد
عکس جمال روشن خورشید عالم جان — ظلمت زدہ است روئے تابان آلِ احمد
دارد امیر رحمت ہر کس بدست اونیر — من خود بدست دارم دامان آلِ احمد
محشؔر بگو مکرر جان و دل و تن من — قربان آلِ احمد قربان آلِ احمد

حضرت مرشد اعلیٰ نے وہ عنایت میاں اکرام اللہ پر فرمائی کہ بیان سے باہر ہے اور محمد اکرام اللہ محشر بہت بڑے بزرگ تھے، شادی نہیں کی تھی، تمام عمر تجرید میں رہے۔ جناب غوث الثقلین قطب الکونین کے جناب میں بڑے راسخ العقیدہ تھے۔ حضرت کی شان میں ایک غزل لکھی تھی، ''غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے''، مقبول غزل ہے۔

۲۱/رمضان **۱۲۲۰**ھ میں انتقال فرمایا۔ قبر مبارک سرائے ملا میں متصل گنبد جناب فیض مآب شمس الدین خان قدس سرہٗ کے ہے اور محشر اپنے وقت کے نامی شاعر تھے کلام پر کیفیت ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد — نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۹۔ملا ڈونڈوی کی بیعت وعقیدت]:

ایک مرتبہ مفتی ابوالحسن صاحب مارہرہ میں تھے۔مفتی محمد عبدالغنی صاحب نے محمد افضل عرف ملا ڈونڈوی ابن عبدالباسط کو واسطے کسی کام ضروری کے ان کے پاس مارہرہ بھیجا، جب ملا ڈونڈوی مارہرہ پہنچے اور قدم بوسی حاصل کی، دل میں آیا مرید ہوجاؤں۔مفتی ابوالحسن سے ارادہ اپنا ظاہر کیا، مفتی صاحب نے فرمایا''اس بات کو کل حضور سے عرض کروں گا اور بیعت تمہاری کرادوں گا''۔ وقت شب ملا ڈونڈوی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور پانی واسطے وضو کے طلب فرمایا اور ملا کو اس سے وضو کرایا۔بعدۂ دوگانہ پڑھا کر داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ فرمایا۔وقت صبح مفتی ابوالحسن نے ملا ڈونڈوی سے کہا'' آج تم کو مرید کرادوں گا، حضرت سے اب جا کر عرض کروں گا''۔ملا نے کہا''صاحبزادے ہو، مجھ بڈھے آدمی سے ہنسی کرتے ہو، تمہارے دادا نے کبھی مجھ سے ہنسی نہیں کی، بیعت بار بار ہوتی ہے، رات حضرت خود تشریف لا کر وضو کرا کر داخل سلسلہ فرما گئے۔اب کیسی بیعت؟'' مفتی صاحب متعجب ہوئے، بعدۂ دریافت ہوا کہ ملا کو عالم رویا میں بیعت ہوئی ہے، ان کو خیال یہ ہے کہ شب کو بیداری میں مرید ہوا ہوں۔مفتی ابوالحسن نے ملا ڈونڈوی کا حال حضور سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا''ملا ڈونڈوی مرید ہے آج اس کو خرقہ دیں گے''۔

ملا ڈونڈوی جب مارہرہ میں آئے تھے انگھرکھا[قبا]نہایت بوسیدہ پہنے تھے، مفتی صاحب نے اپنا انگھرکھا[قبا] ان کو پہنا دیا تھا۔پھر حضرت نے ملا ڈونڈوی کو اپنے سامنے طلب کیا اور اپنا خرقہ مبارک اتار کر اپنے ہاتھ سے بالائے انگھرکھا[قبا]مفتی صاحب پہنا دیا، ملا قدم بوس ہوئے، پھر حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا''اب تو ملا جی ہماری صورت ہوگئے''۔اس وقت سے ملا ڈونڈوی بالکل حضرت کی صورت ہوگئے، بڑے بڑے خلفا اور مرید حضرت کے جب زیارت کے مشتاق ہوتے تھے ملا ڈونڈوی کی جا کر زیارت کیا کرتے تھے۔پھر حضرت نے مفتی صاحب کو حکم دیا کہ ملا کو اسمائے شجرۂ قادریہ یاد کرادو۔مفتی صاحب نے ان کو شجرۂ قادریہ یاد کرادیا۔جب مارہرہ سے واپس آئے اور مفتی عبدالغنی کو خط مفتی ابوالحسن کا دیا مفتی بحیرت دیکھتے تھے کہ ملا ڈونڈوی ہیں یا حضرت اور حضرت مرشد اعلیٰ کے ملا پر ظاہر و غایت عنایت مبذول تھے اور ملا کا یہ حال تھا کہ ہر وقت''یا آلِ احمد، یا آلِ احمد'' کہا کرتے تھے۔

ایک خلیفہ حضرت مرشد اعلیٰ کے مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ملا نے عصر کی نیت باندھی دو رکعت پڑھ کر توڑ دی، پھر باندھی پھر توڑ دی، مَیں نے شمار کیا کہ چھپن مرتبہ نیت باندھی اور توڑ دی۔ مَیں نے ان سے پوچھا کیا معاملہ تھا؟ کہا ''کیا بتاؤں؟ اندر نماز کے حضرت کا نام زبان پر آجاتا تھا۔ قبر ملا کی بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۰۔ بارش کا نزول]:

بلبل شیریں سخن اس طرح نغمہ سنج ہے کہ ۱۲۰۷ھ میں ایام برسات میں بارش نہ ہوئی، بھادوں ختم پر آ گیا۔ مثل مشہور ہے ''دنیا بامید قائم ہے''۔ خشک زمین پر بیج ڈال دیا تھا غلہ نہایت گراں تھا ہر شخص دست بدعا تھا کہ خدا مینہ [بارش] برسا دے، ایک دن بعد نماز عصر سید واحد علی اور محمد افضل وغیرہ حضور میں حاضر تھے، آسمان صاف تھا، حضرت نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ مینہ [بارش] برسا دے''۔ سید واحد علی نے کہا اگر حضور کی توجہ ہوگی ضرور برسے گا، یہی گفتگو تھی کہ ایک شخص نے نظر آسمان پر کی ٹکڑا ابر کا نظر آیا، عرض کیا حضرت بادل تو آسمان پر نمودار ہوا ہے، ایک ساعت نہ گزری تھی کہ ہوا تند چل کر بادل آسمان پر پھیل گیا اور خوب مینہ [بارش] برسنے لگا۔ اس وقت تمام عالم سیراب ہو گیا، تمام ملک میں ایسی بارش ہوئی کہ پھر حاجت مینہ [بارش] کی نہ رہی۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۱۔ مولانا فخر الدین عثمانی کو سفر دہلی سے ممانعت اور ان کی بیعت]:

ہدایت الخلوق میں لکھا ہے کہ:

جناب فیض مآب مولوی محمد فخر الدین خلف مولوی محمد علی عثمانی عرصۂ دراز سے رسوخ اور اعتقاد بجناب مرشد اعلیٰ بہت رکھتے تھے۔ ایک دن جناب والا سے کسی شغل کی اجازت چاہی، حضور نے ایک شغل مع شرائط وفوائد ارشاد فرمایا، انھوں نے ایک مدت تک اس کی مواظبت رکھی الاشرائط نہ بجالائے۔ کل امر مرھون باوقاتِھَا [تمام امور اپنے اپنے وقت کے ساتھ مشروط ہے] کہ بموجب کچھ کشود کار نہ ہوا۔ مولوی صاحب بایں سبب جناب والا سے برگشتہ اور منحرف ہو گئے اور متلاشی کسی دیگر اہل تصوف کے ہوئے اور ارادہ جانے دہلی کا مصمم کیا بلکہ سواری بھلی بھی کرایہ کر لی اور یہ چاہا کہ دو تین روز میں جاؤں اور کسی کامل کا مرید ہو جاؤں۔

اسی عرصے میں محمد افضل مؤلف 'ہدایت الخلوق' مارہرہ کو چلے، شاہ بے فکر صاحب نے محمد افضل سے کہا ''میری طرف سے عرض کرنا اگر ارشاد ہو تو یہ فدوی بھی ہمراہ مولوی فخر الدین صاحب دہلی کو جائے''۔ جس وقت وہ حضور میں حاضر ہوئے بعد قدم بوسی کے غرض شاہ بے فکر کی عرض کی، حضرت نے کچھ جواب نہ دیا بعد نماز ظہر پھر وہ حضور میں حاضر ہوئے۔ اس وقت مجلس اغیار سے خالی تھی، بعد استفسار حال شاہ بے فکر وغیرہ حضرت نے فرمایا ''کون کون شاہجہاں آباد کو جاتا ہے؟'' انھوں نے کہا کہ ''مولوی فخر الدین اور شاہ بے فکر اور عبدالقادر آتش باز اور اسلام شاہ بھی ساتھ لیے جاتے ہیں''۔ حضرت نے فرمایا ''مولوی فخر الدین بارادہ بیعت جاتے ہیں اور دیگر آدمی سیر کو جاتے ہیں، شاہ بے فکر کیوں جاتے ہیں؟'' محمد افضل نے کہا ''زیارات کو''۔ حکم ہوا:

> شاہ بے فکر کو منع کر دو، ہرگز ارادہ شاہجہاں آباد کا نہ کریں، اس واسطے کہ اوقات معمولی میں فرق پڑے گا، اگر شوق مزارات زائد الحد ہے آ کر زیارت مزار دادا صاحب کی کر لیں، ان کو یہ ہی کافی ہے اور فخر الدین کو منع نہ کرنا جانے دینا جہاں کہیں جائیں گے خراب ہو کر آئیں گے، اگرچہ یہ فقیر لیاقت اس کی نہیں رکھتا ہے کہ کچھ بیان کرے، لیکن لابدی اور حسب الارشاد پیشوایان اور بزرگان پاؤں توڑ کر یہاں بیٹھا ہے، اگر اجازت اٹھنے اور سیر کرنے کی ہوتی تو ضرور زیارت حرمین شریفین کو جاتا، لیکن بحسب الارشاد کہنا لازم ہے فخر الدین داخل سلسلہ اس خاندان میں ہوں گے، عنقریب یہ امر ظاہر ہوگا، جب تک یہ امر ظاہر نہ ہو تم افشا نہ کرنا، جس جگہ جائیں گے پشیماں ہو کر آئیں گے۔

بعد چار پانچ روز کے محمد افضل بدایوں آئے اور شاہ بے فکر صاحب کو حسب الحکم منع کیا جو کہ مولوی فخر الدین کی قسمت میں غلامی اس خاندان کی لکھی تھی جو خرچ واسطے سفر دہلی کے رکھا تھا وہ اور جگہ صرف ہو گیا، اب دہلی جانے سے معذور رہے۔ بعد مرور چند ماہ برائے وصول تنخواہ بریلی کو گئے اور وہاں اپنی تنخواہ شش ماہ وصول کی، اب پھر دہلی کو جانے کا ارادہ کیا۔ محمد افضل مانع نہ ہوئے مگر ظرافت آمیز ایسے کلمات کہے کہ وہ دہلی کو نہیں گئے۔ محمد افضل کہتے ہیں جب بدایوں میں آیا اسی عرصے میں نوازش نامہ مرشدی و مولائی یکے موسومہ بندہ دویمی موسومہ شاہ بے فکر [ایک میرے نام اور دوسرا شاہ بے فکر کے نام] صادر ہوئے۔

نوازش نامہ شاہ صاحب موصوف میں ایک رقعہ مزین بدستخط خاص بدیں مضمون تھا کہ'' مولوی فخر الدین ارادہ شاہجہاں آباد کا رکھتے ہیں، ان سے معترض نہ ہونا، جو کچھ مقدر ہے ظہور ہوگا''۔ **مولوی عبدالمجید صاحب** نے وہ رقعہ ملاحظہ اپنے پاس رکھ لیا اور کسی سے کچھ ذکر نہیں کیا۔ جب مجھ سے ملاقات ہوئی کہا'' اگر کسی سے نہ کہو اور امانت داری کرو تو تم سے کچھ راز کہوں''، مَیں نے کہا ''کسی سے نہ کہوں گا''۔ تب مولوی صاحب نے وہ رقعہ مطالعہ کرایا۔ مَیں نے کہا'' آپ اس امر سے اب واقف ہوئے، مَیں سات مہینے سے مطلع ہوں''۔

آخر الامر بست وہفتم [۲۷] جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ کو مولوی فخر الدین صاحب نے خواب میں دیکھا کہ شاہجہاں آباد کو جاتا ہوں اور راہ گم کر کر مارہرہ چلا گیا ہوں۔ توبہ توبہ کہتے خواب سے بیدار ہوئے اور کہا اب کوئی اہل اللہ نہیں رہا، اگر مارہرہ کی طرف قبلہ ہو تو نماز نہ پڑھوں۔ پھر سو گئے جو کہ طالع بیدار تھا عالم رویا میں دیکھا کہ ایک صحرائے وسیع اور اس میں ایک مکان رفیع دور سے نظر آیا ہے، جب اس کے پاس پہنچے دیکھا کہ ایک باغ بستان فردوس نشان ہے اور دروازے پر اس کے دو مرد مسن [عمر دراز] ریش سفید اصحاب صورت ملک سیرت بیٹھے ہیں۔ مولوی صاحب نے اجازت اندر جانے کی چاہی، حاجبان مانع ہوئے پھر بصد منت وسماجت عرض کیا کہ اندر جا کر صاحب باغ سے عرض کیجیے کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا ہے اور اجازت اندر آنے کی چاہتا ہے، جو کچھ حکم ہو اس پر عمل کیجیے۔ ایک حاجب اندر گیا اور ان کا سب حال عرض کیا، حکم ہوا آنے دو معترض نہ ہو، اس نے ان کو حکم سے مطلع کیا۔ باغ عدیم المثال نور سے مالا مال تھا، انھوں نے ایسا باغ کبھی دیکھا نہیں تھا سمجھے کہ مثل ادریس کے بہشت میں آ گیا ہوں، وسط باغ میں ایک مکان بطور بنگلہ نظر آیا یہ اس کے قریب گئے دیکھا کہ ایک جگہ جناب سرور عالم خاتم النبیین افضل الموجودات خلاصۂ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ مسند پر جلوہ افروز ہیں، یہ بہ مجرد دیکھنے جمال جہاں آرا کے یا رسول اللہ کہتے ہوئے سجدے کو گر پڑے، جب سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا حضرت مرشد اعلیٰ روبرو حضرت رسول اللہ کے مؤدب بیٹھے ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' سید آلِ احمد ہاتھ مولوی فخر الدین کا اپنے ہاتھ میں لو''، حضرت مرشد اعلیٰ نے عرض کیا'' حضور اپنے دست مبارک سے فخر الدین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیں''۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ فخر الدین کا حضرت مرشد اعلیٰ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت مرشد اعلیٰ ہاتھ فخر الدین کا پکڑ کر

غلام گردش میں لائے اور فرمایا ''اے فخر الدین اس طور سے آیئے''۔

جب فخر الدین خواب سے بیدار ہوئے اپنے قول سابق سے نہایت نادم ہوئے اور علی الصباح ارادہ مصمم مارہرہ کا کیا جو کہ وہ تاریخ اٹھائیس ماہِ مذکور کی تھی بدشواری کاٹ کر دوسرے روز مجھ کو اور **مولوی عبدالمجید** اور شاہ بے فکر کو ہم راہ لے کر مارہرہ کو روانہ ہوئے۔ قصبہ اوجھیانی کے ایک باغ میں (کہ بدایوں سے چار کوس ہے) ناشتہ کو ٹھہرے بعد تناول طعام مولوی صاحب کو رقعہ حضور کا مطالعہ کرایا اور جو کچھ سابق بندے سے ارشاد فرمایا تھا وہ بھی مَیں نے بیان کیا، مولوی صاحب کو ذوق وشوق دو بالا ہوا۔ قصہ کوتاہ بعد طے منازل حضور میں پہنچ کر قدم بوسی حاصل کی، مولوی صاحب داخل سلسلۂ طریقت ہوئے، بعد چندے خرقۂ خلافت اور مثال عنایت ہوئے۔ خلیفہ صاحب وجد وحال ہوئے۔ مولوی فخر الدین بڑے متقی وابرار تھے، قبر مبارک قریب قاضی حوض کے ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۲۔ شمس مارہرہ کی محفل سماع کی تاثیر]:

تاریخ دوازدہم [۱۲] محرم ۱۲۱۱ھ میں اخون خان محمد عالم متبحر رشتہ دار اور ہمسایہ اور ملاقاتی واقف جز وکل شاہ باز گل صاحب ولایتی بتلاش شاہ صاحب موصوف مارہرہ میں آئے تھے۔ اس ایام میں عرس حضرت فرجد اعلیٰ [پردادا یعنی صاحب البرکات] قدس سرہٗ کا تھا، مشائخ اور فقرا اور قوالان خوش صدا اور مطربان غزل سرا بدستور قدیم ہر جگہ سے آئے تھے۔ سرود اور سماع سے ان کے ہر ایک کو وجد تھا جو کہ علمائے متشرع ظاہر پرست نے کتب فقہ میں السماع لاهله مباح [سماع اس کی اہلیت رکھنے والوں کے لیے جائز ہے] پڑھا ہے، مگر حقیقت سے واقف نہیں، کسی کو اہل نہیں جانتے، جب کوئی اہل اللہ کچھ کیفیت دکھاتا ہے تب خود بے خود ہو جاتے ہیں۔

المختصر اخون صاحب نے شاہ صاحب سے پوچھا ''تم مجلس سماع میں جاتے ہو اور راگ سنتے ہو؟''، انھوں نے کہا ''حاضر ہوتا ہوں اور سنتا ہوں''، کہا ''تمہارے پیر بھی سنتے ہیں''، انھوں نے کہا ''ہاں حضور بھی سنتے ہیں''، اخون نے کہا ''تم اور تمہارے پیر دونوں کیا مسلمان رہے؟'' یہ سنتے ہی شاہ صاحب نہایت برہم ہوئے اور اخون کو نہایت سخت وسست کہا، اخون بھی مستعد افساد ہوئے، آخر اس وقت تکرار لوگوں نے رفع کرادی۔ شاہ صاحب نے غصے میں آ کر کہا ''اگر تم کو

راگ نہ سنوادوں تو مَیں ان کا نہ مرید، نہ وہ میرے پیر''۔

جب وقت شب شاہ صاحب بعادت معہود حضور میں جا کر حاضر ہوئے نہایت مؤدب کھڑے ہوکر عرض کیا ''غلام کو کچھ عرض کرنا ہے، اگر قبول ہو تو عین بندہ نوازی ہے''۔ بعد اجازت شاہ صاحب نے تمامی سرگزشت من وعن بیان کی۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''یہ بھی تم نے کہا تھا جب تک تم کو راگ نہ سنوا لوں تب تک نہ مَیں ان کا مرید، نہ وہ میرے پیر، اس وقت تم میرے مرید نہیں ہو؟'' شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ''تعدی اخون سے بے حواس ہوکر اور حضور کے تفضلات پر نازاں ہوکر یہ کلمہ کہا تھا، بلا شک گستاخی ہوئی، امیدوار عنایت ہوں، تا سرخ روئی حاصل ہو''، حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''متوجہ ہونا دوسروں کے قلب پر کیا ضرور ہے اس قدر اپنے قلب پر متوجہ ہو کہ کشود کار ہو''۔ بہ مجرد سننے اس کلام معجز نظام کے حضرت شاہ صاحب اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے، گویا طوطیٔ رُوح نے قفس تن سے پرواز کیا۔ حضرت مرشد اعلیٰ کو خاطر شاہ صاحب کی بہت تھی، فرمایا ''جو تمہاری خواہش دل ہے وہی ہوگا، کل وقت سماع تم بھی درگاہ میں حاضر ہو جانا''۔

دوسرے روز جب آدمی مجلس میں جمع ہوئے اور راگ شروع ہوا، پھر دن چڑھے حضرت مرشد اعلیٰ برائے فاتحہ فرجد اعلیٰ [پردادا] اور برائے ادائے اورادِ معمولی درگاہ معلّیٰ میں تشریف لائے اور بطور معمول قدیم عمل فرمایا اور بعد فراغ اوراد خانقاہ کو تشریف لے گئے اور شاہ صاحب بھی بہ موجب ارشاد حاضر ہوئے۔ بعد تھوڑی دیر کے اخون خان محمد نے شاہ برادر محمد خان سے کہا ''چلو دروازۂ خانقاہ پر چل کر سنیں یہ لوگ کیا شور وغل مچاتے ہیں؟'' جب دروازۂ خانقاہ پر پہنچے، اخون نے کہا ''اندر چل کر دیکھیں یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟'' اندر گئے دیکھا آواز خوش نوانے آتش عشق اور ولولۂ شوق کو اس قدر بلند کیا ہے کہ عشاق سینہ کباب ہوکر بساط قدم بوسی پر مانند ماہیٔ بے آب کے لوٹتے ہیں۔ ایک ساعت کھڑے رہے، بعدۂ آتش عشق نے اخون کے دل پر اثر کیا معاً دستار اور جامہ اتار کر پھینک دیا اور زمین پر گر پڑے اور لوٹنے لگے۔ بعد تھوڑی دیر کے پائجامہ بھی اتار کر پھینک دیا۔ حضرت نے تہمد بند بنوا دیا، حاضرین نے گلاب چھڑکا اور چادر اڑھا دی۔

پانچ چار گھڑی بحالت وجد خوب شور وغل کیا، جب کیفیت زیادہ ہوئی اور وقت نماز ظہر قریب آ گیا مجلس موقوف ہوئی۔ شاہ صاحب نے حضور سے عرض کیا ''اخون خان محمد کو بڑا وجد آیا،

اب تک بے ہوش ہیں''۔حسب الارشاد دو تین آدمی ان کو اٹھا کر مکان شاہ صاحب میں لے گئے پھر دن چھڑے دو گھڑی رات گئے تک ایک حالت رہی۔آخرش شاہ صاحب نے حضور میں عرض کیا''اس وقت تک اخون کو غش طاری ہے اور اصلی حالت پر نہیں آئے''۔فرمایا''ہاتھ منھ دھوڈالو پھر ایک لقمہ منھ میں دے دو، افاقہ ہوگا''۔شاہ صاحب نے ویسا ہی کیا، افاقہ ہوا۔جب خوب ہوش میں آئے،شاہ صاحب نے کہا''تم اوروں کو کافر کہتے تھے اب تم کافر ہونا اور اٹھو نمازیں جو قضا ہوئی ہیں پڑھو''۔کہنے لگے''نماز کیا چیز ہے مجھ کو حضور میں لے چلو اور مسلمان کرو،کیسی نماز مسلمان ہی نہیں ہوں''۔شاہ صاحب نے عرض کیا''اس وقت حضور میں جانا نہیں ہوسکتا ہے''۔ القصہ وہ رات اخون نے گریہ وزاری میں گزاری۔

جب صبح ہوئی جناب مرشد اعلیٰ برائے نماز فجر مسجد میں تشریف لائے اخون دوڑ کر پائے مبارک پر گر پڑے اور کہنے لگے''مَیں کافر ہوں مسلمان کیجیے''۔حضرت مرشد اعلیٰ نے اخون کا ہاتھ پکڑ کر سینے سے لگایا اور کمال مہربانی اور نوازش اخون پر فرمائی،قطعہ حسب حال ہے ؎

ایں کہ بپارس آشنا شد فی الحال بصورت طلا شد
خورشید نظر چو کرد بر سنگ تحقیق کہ لعل بے بہا شد

بعدہٗ حسب درخواست خاص اخون خان محمد کو داخل سلسلہ فرمایا اور خرقہ خلافت عطا کیا۔عرصہ یک ماہ اخون حاضر بارگاہ رہے، پھر مدعائے دلی حاصل کر کر وطن کو روانہ ہوئے۔ ہزار آدمیوں کو راہ راست پر لائے،آدمی بزرگ تھے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۳۔مولوی افضل صدیقی کی بیماری کا راز]:

محمد افضل ہدایت المخلوق میں لکھتے ہیں:

ماہِ رمضان میں سولھویں شب کو عرس حضرت جد اعلیٰ [پردادا] کا ہوتا ہے،اس میں حضرت شریعت پناہ قاضی صاحب قاضی غلام اعظم صاحب مع فرزندان اور کم ترین تشریف لے گئے، بوقت افطار اقسام اقسام کے کھانے حضور سے آتے تھے۔ایک دن بعد افطار سفرہ [دسترخوان] چنا گیا،ہمراہ احباب کے ایک لقمہ دہن میں رکھا،ہنوز حلق سے نیچے نہ اترا تھا کہ معلوم ہوا کہ گوشت گاوا[گائے] ہے تھوک دیا اور غرغرہ کر کر دہن کو پاک کیا۔سبب یہ تھا کہ ۱۲۱۱ھ میں واسطے دینے

زکوٰۃ ایک اسم اعظم کے حضور سے مامور ہوا تھا اور حکم تھا کہ گوشت گاوا اور مچھلی نہ کھانا، اور دیگر طعام کھانا۔ بعدۂ پس از فراغ تراویح وغیرہ حسب معمول سور ہا چار پانچ گھڑی رات رہے جو سحری کو اٹھا، پہلو میں درد ہونے لگا، یہاں تک اشتداد ہوا کہ جینے سے تنگ ہو گیا۔ جب صبح ہوئی نہایت شدت ہوئی، منجھلے میاں صاحب نے ہر چند دوا کی کچھ آرام نہ ہوا۔ قاضی صاحب نے ارادہ لانے بدایوں کا کیا اس وقت کہار [حمال، جو اٹھا کر لے جا سکے] میسر نہیں آئے۔ آخر دوسری شام کو حضرت نے فرمایا ''قاضی صاحب محمد افضل کو علیحدہ مکان میں سلا دو اور کچھ تشویش نہ کرو، صحت ہو جائے گی''۔ قاضی صاحب وہ حکم بجا لائے، جب پھر رات رہے طعام سحری حضور سے آیا اور حکم آیا کہ ''محمد افضل خوب کھائے، صحت ہوگی''۔ مَیں نے پلاؤ اور مچھلی خوب کھائی، فوراً درد دور ہوا۔

وقت صبح حضرت مرشدی و مولائی مسجد میں تشریف لائے اور مولوی فخر الدین سے فرمایا ''محمد افضل کو یہاں لاؤ''، مَیں حاضر ہوا ''فرمایا طبیعت کیسی ہے؟'' مَیں نے عرض کیا ''بتوجہ حضور آرام ہے''، فرمایا ''درد بیماری کا نہیں تھا دیگر تھا''۔ اس وقت مَیں نے سب حال بیان کیا، فرمایا ''منع کیا تھا کیوں کھایا؟'' مَیں نے کہا ''خطا ہوئی سب محنت رائیگاں ہوئی، آج ناغا ہو گیا''، فرمایا ''وہ نائب رات کا ہے آج دن کو پڑھ لینا''، مَیں آداب بجا لایا اور وضو کر کر جس سواری میں آیا تھا اسی پر سوار ہو کر اور وہ اسم پڑھتا ہوا روانہ ہوا اور کاس گنج میں ختم ہوا۔

خداوندا برائے آلِ احمد — نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۴۔ مولوی افضل صدیقی کو پریشانی سے نجات]:

محمد افضل تحریر کرتے ہیں:

۱۲۱٦ھ میں مجھ کو فکر ختنہ برخورداران کی درپیش تھی، اسی عرصے میں قاضی غلام اعظم صاحب کی زوجہ نے کہا کہ ''مَیں اپنی دختر کی شادی جلد کروں گی اور وہ دختر میرے بڑے بیٹے محمد اجمل کو منسوب تھی۔ فکر بالائے فکر لاحق ہوئی۔ مَیں حضور میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا ''محمد افضل کو فکر ختنہ برخورداران اور شادی برخوردار محمد اجمل کی ہے، فکر نہیں چاہیے فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا [بے شک ہر دشواری کے ساتھ آسانی ہے] یہ فرما کر تاج سر مبارک کا عطا کیا اور ارشاد فرمایا ''گھر جاؤ سب سامان ہو جائے گا''۔ مَیں آتے ہی بریلی میں بیس روپے ماہواری کا

نوکر ہو گیا اور پیشگی تنخواہ لے کر شادیوں سے فراغت پائی۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۵۔ بہ توجہ باطنی نواب فیض اللہ خان کی رہائی]:

راویِ ثقہ کا بیان ہے کہ جب فیض اللہ بیگ خان تحصیل دار کول خلف نواب قاسم جنگ خان متوطن شاہجہاں آباد (مرید حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ) بہ علت محاسبہ اور مطالبہ گرفتار ہو کر محبوس ہوئے اور کارخانہ عمارت ضبط ہو گیا۔ وقت شب تحصیل دار موصوف نے مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ہاتھ نواب موصوف کا پکڑ کر ہاتھ میں حضرت مرشد اعلیٰ کے دیا اور نواب فیض اللہ بیگ خان سے فرمایا ''مَیں تمہیں ان کو سونپتا ہوں جو مشکل پیش آئے ان سے رجوع کرنا''۔ نواب صاحب نے عرض کیا کہ ''کون ہیں اور کہاں ہیں؟'' مولانا نے فرمایا کہ ''یہ سید آلِ احمد قادری ہیں اور مارہرہ میں جلوہ افروز ہیں''۔

فی الفور نواب صاحب نے خواب سے بیدار ہو کر ایک سوار مع عرض داشت متضمن حالات خود حضور میں روانہ کیا، جس وقت سوار آیا حضور خانقاہ میں تشریف رکھتے تھے اور مولوی غلام معین الدین مع دیگر اشخاص اس وقت موجود تھے، جناب مرشد اعلی نے عرض ملاحظہ فرمائی اور فرمایا ''بھائی غلام معین الدین! نواب فیض اللہ بیگ خان نیک آدمی نہایت اہل ہیں، قید ہو گئے ہیں، خلاص ہوں گے'' پھر اس طرح پر مکرر فرمایا خلاص ہوں گے۔ مولوی غلام معین الدین نے عرض کیا ''بتوجہ حضور والا خلاص ہو جائیں گے''۔ پھر حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''تم بھی دعا کرو نواب قید سے مخلصی پائے''۔ اس وقت جواب عرضی بہ دل جمعی عام ارقام فرما کر سوار کو رخصت کیا۔

روز دیگر بعد نماز عصر حضور زینۂ مسجد سے اترے تھے، دوسری عرضی نواب صاحب موصوف کی بدیں مضمون سوار لایا کہ ''توجہات اور تفضلات جناب والا سے آج مَیں نے قید فرنگ سے رہائی پائی اور جو اسباب کہ ضبط ہوا تھا مع خلعت دوشالہ سرکار سے عنایت ہوا''۔ بعد ملاحظہ عرضی حضرت مرشد اعلیٰ نے مولوی غلام معین الدین سے ارشاد فرمایا ''بھائی معین الدین! تمہاری دعا سے نواب فیض اللہ بیگ خان نے قید سے رہائی پائی'' اور سوار کو کھانا کھلا کر نوازش نامہ متضمن مبارک باد دے کر رخصت فرمایا۔

اے مجنون! یہ مقام ذرا قابل فہمید اور لائق دید ہے کیسی سنت نبوی ادا کی ہے، یہ وہی بات ہے:

در ہر پیر آں نہ برد پیغمبر که اے زن از دعاہا یا دم اورا

پیغمبر صاحب کو دعائے دیگراں کی کیا ضرورت تھی، یہ امر ہماری تعلیم کے واسطے تھا، یہاں جناب مرشد اعلیٰ نے پیروی رسول کریم ﷺ قدم بقدم کر کر دعا بظاہر مولوی غلام معین الدین سے چاہی مطلب یہ تھا کہ کشف کرامت نہ ہو، باطناً کچھ دعا غلام معین الدین کی حاجت نہ تھی، حضور کی زبان میں سب کچھ تاثیر تھی، چناں چہ زبان سے نکلا تھا کہ خلاص ہوں گے، خلاص ہو گئے۔ اس طرح جو ارشاد فرماتے تھے وہ ہی ہوتا تھا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[**۲۶۔ مارہرہ مقدسہ کے کمبوہ خاندان کی خوش اعتقادی**]:

نقل ہے کہ ایک دن ایک فرنگی عہدہ دار چھوٹی سرکار میں واسطے ملاقات کے آیا، ایک دو ساعت ٹھہر کر اپنے ڈیرے کو چلا گیا۔ یہاں شیخ نجیب اللہ صاحب کمبوہ نے (کہ لڑکپن سے بجناب فیض مآب دعویٰ غلامی کا رکھتے تھے) حضرت مرشد اعلیٰ سے عرض کیا کہ'' آج ایک فرنگی ذی عہدہ چھوٹی سرکار میں آیا تھا، یہاں نہیں آیا، یہ ہم کو بہت ناگوار ہوا''۔ حضرت نے فرمایا'' یہ گھر اور وہ گھر واحد ہے، اگر یہاں نہ آیا وہاں آیا''۔ نجیب اللہ نے عرض کیا'' فی الواقع ہر دو خاندان برکاتی ہیں، لیکن یہ سرکار کلاں ہے، وہ سرکار خورد ہے اور ہم خاص یہاں کے متوسل ہیں ہم کو شاق گزرا''، شیخ نجیب اللہ بار بار یہ تکرار یہ ہی کہے جاتے تھے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا کہ'' ہمیں کسی کے آنے نہ آنے سے کچھ غرض نہیں ہے، لیکن تمہارا اصرار ہے، اس کو بڑی بات سمجھتے ہو تو یہاں بھی آجائے گا''۔ نجیب اللہ نے کہا'' اس وقت آئے پھر آیا تو کیا!'' حضرت نے فرمایا'' بھائی نجیب اللہ! بے فائدہ فرمائش کرتے ہو، لو ابھی آتا ہوگا''۔

یہ باتیں ہو رہیں تھیں کہ ایک خادم نے آکر کہا کہ'' دروازے پر ایک فرنگی کھڑا ہے اور اجازت اندر آنے کی چاہتا ہے''۔ آپ نے اجازت دی، وہ حاضر ہوا اور کلاہ اپنی پائے مبارک پر رکھ دی اور کہا'' حضرت مَیں واقف نہیں تھا، نادانستگی میں وہاں چلا گیا، جب خیمے میں گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اور صاحب تھے، فی الفور حاضر ہوا ہوں، قصور معاف ہو''۔ حضرت نے فرمایا'' کوئی قصور نہیں ہے دونوں گھر ایک ہیں''۔ پھر...... حاضر رہا اور طرح طرح کی باتیں کیں۔ آخر کو نہایت شاد ہو کر واپس گیا۔ اگر چہ کمبوہ صاحبان ہر روز ہر طرح کے خرق عادات دیکھتے تھے اور کمال درجہ

کے معتقد تھے، مگر اس کرامت سے اور بھی کچھ اعتقاد ہو گیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۷۔ حافظ محمد شوکت الدین کی دست گیری]:

رفعت امین ثابت یقین حافظ کلام رب العالمین شیخ محمد شوکت الدین اپنی اس طرح حقیقت بیان کرتے ہیں کہ ۱۲۱۸ھ میں واسطے حصول سند معافی دیہہ مراد آباد گیا تھا، چند ماہ دوا و دوش [بھاگ دوڑ] کی کچھ کشود کار نہ ہوا، نہایت زیر بار اور خراب ہو گیا۔ سابق وطن میں زبانی اشخاص محلّہ کے احوال کمالات حضرت مرشد اعلیٰ زائد الحد سنے تھے، ارادہ تھا کہ جا کر قدم بوسی حاصل کروں۔

مراد آباد میں ایک رات کو کمال اضطراب تھا، خواب میں دیکھا کہ ایک مکان خس پوش [سوکھی گھاس سے بنا ہوا] ہے، اس میں جماعت کثیر ہے اور ایک مشائخ اصحاب صورت ملا، ایک سیرت خرقہ در بر، تاج بر سر بصد تمکین مسند پر جلوہ افروز ہیں اور ان کو بہر وضو پانی کی تلاش ہے، پھر کسی شخص نے مجھ سے کہا ''تم کس کے مرید ہو؟'' مَیں نے کہا ''نہیں'' پھر اس نے ان سے پوچھا ''یہ کون حضرت ہیں؟'' کہا یہ حضرت سید شمس الدین ابوالفضل آلِ احمد اچھے میاں ہیں۔ مَیں روبرو جا کر قدم بوس ہوا، حضرت مرشدی و مولائی نے فرمایا ''تو میرا مرید ہے'' اور میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ''اس قدر مضطرب کیوں ہے؟ سب کام بن جائیں گے'' اور بے وجہ پر آب مجھ کو دیا اور ایک دُعا تعلیم فرمائی اور فرمایا ''اس کا ورد رکھنا''۔ بعدۂ مَیں خواب سے بیدار ہو گیا، وہ دعا مجھ کو یاد تھی اور نماز صبح کا وقت قریب تھا، مَیں نے وضو کر کر نماز پڑھی، بعدۂ اس دُعا کو پڑھا بتوجہ حضرت عقدہ کشائی ہوئی اور مقاصد دلی سے فائز ہو کر گھر کو آیا۔ بعد چند روز کے حاضر حضور ہو کر قدم بوسی حاصل کی، جو صورت کہ مراد آباد میں دیکھی تھی وہ ہی یہاں بھی دیکھی۔ بعد حصول سعادت قدم بوسی داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوا۔

جب گھر آیا بعد چند ماہ کے معافیات سے تحصیل دار سے جھگڑا کیا، چناں چہ کندن لال تحصیل دار اوجھیانی نے میرے گاؤں پر بھی شحنہ [کوتوال] بٹھا دیا اور میری تحصیل کا مانع ہوا۔ مَیں نے ایک دن تحصیل دار صاحب کے پاس جا کر نہایت خوشامد کی، وہ کچھ شنوا نہ ہوا بلکہ سخنان درشت اور سخت کہی۔ تردد اور تفکر نہایت لاحق حال ہوا جو کہ سوائے ذات بابرکات حضرت مرشدی

ومولائی کوئی دست گیر اور پشت و پناہ نہ تھا، اس واسطے بحالت اضطراری حضرت مرشدی اور مولائی سے رجوع کی۔اسی دن وقت شب خواب میں دیکھا کہ مارہرہ میں بحضور مرشدی ومولائی حاضر ہوں اور حضرت فرماتے ہیں ''اس قدر اضطراب نہیں چاہیے، نظر کارساز حقیقی پر رکھو، صبح چھٹی معافی کی ملے گی''۔صبح کو جب مَیں کچہری میں گیا، کندن لال تحصیل دار تعظیم کو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ''حافظ صاحب! آپ میرا قصور معاف کریں'' اور متصدی [دیوان] سے کہا ''ان کی گاؤں کی چھٹی معافی کی لکھ دیو اور فوراً شحنہ [کوتوال] اٹھالو''۔متصدی [دیوان] نے چھٹی لکھ کر مجھ کو دے دی۔مَیں گاؤں کو گیا اور شحنہ [کوتوال] کو اٹھا کر تحصیل کی، پھر کوئی میری معافی سے معترض نہ ہوا۔واہ واہ صل علی احمد وعلی آل احمد۔

شیخ حافظ محمد شوکت الدین صاحب روسائے بدایوں سے تھے، قرآن شریف خوب یاد تھا اور اپنے پیر کے عاشق زار تھے، اکثر مارہرہ میں رہا کرتے تھے اور جب بدایوں آتے تھے ہر جلسہ اور ہر وقت حضرت کا ذکر کرتے تھے، قبر قاضی حوض پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۸۔مہربان علی کی قید سے رہائی اور ان کی بیعت]:

قلم ارادت رقم نے نہایت تعظیم سے لکھا کہ مہربان علی متوطن بریلی قوم کمبوہ اور منشی عبداللہ عدالت کول میں دونوں عہد ہائے کلاں پر مامور تھے اور دونوں میں اتحاد زائد الحد تھا، باہم دونوں نے دو موضع دولت اپنے نام لکھوائی اور اس کی تحصیل وتشخیص کرتے رہے، سرکار میں کچھ خبر نہ ہوئی، بسبب گردش گردوں دونوں میں نا اتفاقی ہوگئی۔منشی عبداللہ نے مہربان علی کی مخبری کر کر مہربان علی کو بعلت جعل سازی گرفتار کرایا۔حاکم نے ان کو جیل خانے میں بھیج دیا اور حکم دیا اس قدر مدت تک قید رہیں۔بعد رہائی ان کی پیشانی پر کندہ کر کر شہر بدر کر دیا جاتا، آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔مہربان علی کی والدہ اور ہمشیر زادہ حضور میں حاضر ہوئے اور واسطے رہائی کے خواست گارِ دعا ہوئی، حضرت مرشد اعلیٰ نے ان کی کمال تسلی اور تشفی فرمائی۔وہ دونوں اسی امید پر ٹھہرے رہے۔اس عرصے میں کچھ کشود کار نہ ہوا، تشویش عائد حال ہوئی، یہ خطرہ گزرا کہ یہاں سے کچھ اسلوب نہیں معلوم ہوتا، رخصت ہونا چاہیے۔

بعد نماز عصر برائے رخصت حضور میں حاضر ہوئے، بمجرد نشستن حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا

''کیا کہتے ہو؟'' انھوں نے کہا'' ہم چند روز حضور میں رہے، اب تک کوئی صورت رہائی کی نہیں نکلی، مقدمہ دائر سائر کی تحویل میں ہو گیا ہے، خدا جانے کیا ہو؟'' حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا'' خاطر جمع رکھو، جس علت میں مہربان علی گرفتار ہے، اسی علت میں منشی عبداللہ گرفتار ہوگا اور مہربان علی چھوٹ جائے گا، مگر آخر منشی عبداللہ رہائی پائے گا''۔ چناں چہ اسی روز مقدمہ دائر سائر میں پیش ہوا اور مہربان علی پر علت جعل ساز کی ثابت نہ ہوئی، جعل سازی منشی عبداللہ پر ثبوت ہوئی۔ مہربان علی اسی روز عصر کے وقت رہا ہوئے، جو حکم مہربان علی کو تھا وہ ہی منشی عبداللہ کو ہوا۔

منشی عبداللہ آدمی متمول [مال دار] تھے پانچ ہزار روپے جرمانے کا دے کر کندہ موقوف کرایا، قید رہے آخر بہت روپے خرچ کر کر قید سے بھی رہائی پائی اور مہربان علی قید سے رہا ہو کر حضور میں حاضر ہوئے اور دولتِ بیعت حاصل کی۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا'' اس ضلع سے اور جگہ کو چلے جاؤ، ابھی تمہاری تلاش ہوگی''، وہ حسب الارشاد لکھنؤ چلے گئے اور وہاں بعلاقہ دروغگی جیل خانہ سرکار وزیر الممالک محمد سعادت علی خاں نوکر ہو گئے۔ جس وقت منشی عبداللہ رہا ہوئے، پھر تلاش مہربان علی کی بہت ہوئی مگر وہ ہاتھ نہ آئے، آخر وہ مقدمہ خارج ہو کر داخل دفتر ہو گیا۔ مہربان علی بعد ایک سال کے گھر کو آئے اور بتوجہ حضرت مرشد اعلیٰ تمام عمر بفراغت تمام اپنے گھر پر یادِ الٰہی کی اور سال بھر میں چند بار حضور میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۹۔ فقیر امانت شاہ کی رہنمائی و دست گیری]:

امانت شاہ درویش فقیر حضرت مرشد اعلیٰ اپنا حال اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مَیں حالت دنیاداری میں واسطے خرید بیلوں کے ہاترس کو جاتا تھا۔ مارہرہ میں شب باش ہوا، حضرت کی قدم بوسی حاصل کی، روانہ ہوا چاہتا تھا، پچاس روپے میرے پاس تھے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا'' راہِ شارع عام سے نہ جانا، وہ خطرناک ہے، راہِ زمین دار سے جانا''۔ جب مَیں مارہرہ سے باہر آیا، راہِ زمیں دار سے واقف نہ تھا۔ شارع عام سے واقف تھا اس راہ کو چلا۔ جب چار پانچ کوس گیا ہوں گا ناگاہ چند سوار گھوڑے دوڑاتے آئے اور کہا'' جو کچھ تیرے پاس ہے رکھ دے''، اس وقت میرے تن سے جان نکل گئی۔ نہایت مضطرب الحال ہو کر حضرت کو یاد کیا اور کہا'' یا حضرت اگر چہ مَیں نے خلاف ارشاد کیا ہے، مگر میرا اس وقت سوائے آپ کے کوئی دست گیر نہیں ہے، اللہ

مدد کرو''، بجز در جوع کرنے کے سواروں نے گھوڑے پھیر دیے اور دوسری طرف چلے گئے، مجھے چھوڑ دیا۔ مَیں بخیریت تمام ہاترس پہنچا اور بیل خرید کر کر براہِ دیگر بدایوں آیا۔ بعد ایک مدت کے امانت شاہ پھر حضور میں حاضر ہوئے اور ترک لباس کر کر فقیر ہوئے، آدمی اچھے تھے، قبر جامع مسجد بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۰۔ برکات پوری اور چٹنی]

خان عالیشان محمد مصطفیٰ خان متوطن و رئیس قصبہ قادر گنج شرفا اور نجبا اور صلحا اور فقرا سے محبت اور انس بہت رکھتے تھے اور اہل اللہ کی خدمت کو فخر جانتے تھے۔ ایک مرتبہ مارہرہ شریف میں آئے اور حضرت کی قدم بوسی حاصل کی اور بہ عنایت حضرت مرشد اعلیٰ فیض باطن حاصل کیا۔ ایک دن حسب معمول قدیم بعد فراغ وظیفہ درگاہ حضرت مرشد اعلیٰ رونق افزائے باغ ہوئے۔ خان صاحب موصوف بھی اطلاع پا کر ہمراہ مولوی سلامت اللہ صاحب کے باغ کو چلے، راہ میں خان صاحب نے فرمایا ''امروز طعام خدا خواہم خورد''، مولوی صاحب نے فرمایا ''یہ کیا ہے؟ بے ہودہ کلمات بکتے ہو ایسی باتیں کہنا تمہاری شایان نہیں ہیں، توبہ کرو، اللہ تعالیٰ اکل و شرب سے منزہ ہے''۔ خان صاحب نے بہ نصائح مولوی صاحب پشیمان ہو کر کہا کہ ''برکات پوری اور چٹنی کھاؤ گے؟'' جس وقت باغ میں پہنچے، آداب بجا لا کر مؤدب بیٹھے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''آج خان صاحب کو برکات پوری اور چٹنی کھلائیں گے۔ خان صاحب نے عرض کیا حضور یہ ہی خطرہ گزرا تھا، چناں چہ اس روز خاں صاحب کو برکات پوری چٹنی مع دیگر طعام کے آئی۔ انھوں نے برکات پوری اور چٹنی تناول فرمائی اور نہایت شاد و خرم ہو کر خطرات نفسانی اور کلمات لایعنی سے توبہ کر کر وطن کو مراجعت کی۔ مزار خان صاحب قادر گنج میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۱۔ حضرت شاہ بےفکر کی معراج]

چوبیس رمضان المبارک کو عرس حضرت سلطان العارفین روشن ضمیر شیخ شاہی محمد حسن رسن تاب رحمۃ اللہ علیہ کا بمقام بدایوں ان کے مزار شریف پر بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے، اکثر لوگ شب کو وہاں رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ بےفکر صاحب بھی شب باش ہوئے تھے۔ وقت

بامدادانھوں نے خواب دیکھا کہ ہزار شعلے نور کے روشن ہیں اور ہر چہار طرف سے آواز گھوڑوں کی ٹاپوں کی آتی ہے۔ ناگاہ تخت رسالت مآب سرور کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ آسمان سے نازل ہوا، تمامی اولیائے عصر اور شہدائے دہر ہم رکاب ہے، ایک ساعت زیارت میں توقف فرما کر تخت روانہ ہوا، حضرت اس پر سوار تھے۔ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما جانب یمین تھے اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما جانب یسار تھے اور جناب مولانا فخر الدین اورنگ آبادی پیچھے تخت کا پایہ پکڑے تھے اور تمام اولیا گرد و پیش درود گویاں تھے۔

شاہ صاحب ہمراہ سواری رسول باری ﷺ کے ہوئے، جب سواریٔ مبارک دروازہ جنوبی قلعہ بدایوں پر (جہاں سے ابتدا سوتھہ محلّہ کی ہے اور وہاں مقبرہ حاجی فتح اللہ اور شیخ چاؤ کا ہے) پہنچا آناً فاناً جلسہ فرما کر آگے کو روانہ ہوئے اور مسجد متولیاں کے برابر ہوتے ہوئے پیش دروازہ جامع مسجد پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے اور ایک خیمہ بہت عمدہ ایستادہ ہو گیا، اس میں بہت عمدہ فرش بچھا، اس میں حضرت مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور عام اولیا اور شہدا اس [پر] بقدر منزلت صف باندھ کر ایستادہ ہوئے۔

شاہ صاحب کو فکر یہ ہوئی میرے مرشد کہاں ہیں؟ بعد جستجوئے بسیار صفوف اولیا میں جلوہ گر پایا، روبرو جا کر آداب بجالائے، اس وقت حضرت کے دست مبارک میں ایک عصا سیاہ تھا، وہ ان کو عطا فرما کر ارشاد فرمایا ''اس مجمع متفرقہ کو جمع کر''، یہ حکم حضرت بجالا کر پھر خدمت حضرت میں حاضر ہوئے، حضرت مرشد اعلیٰ ان کا ہاتھ پکڑ کر جناب سرورِ عالم ﷺ کے روبرو لے گئے اور عرض کیا یہ غلام حضور کا ہے۔ شاہ صاحب نے سر اپنا حضور کے قدموں پر رکھ دیا، حضرت رسول مقبول ﷺ نے انگشت سبابہ سر پا پشت شاہ صاحب پر رکھ کر فرمایا ''تو مجھ سے ہے''، زہے سعادت ابدی زہے دولت سرمدی جس کو حضرت فرمائیں ''مجھ سے ہے'' خداوند پاک بتصدق روح صاحب لولاک اور بتوجہ جناب مرشد اعلیٰ ہر مرید خاندان برکاتی کو بدیں منوال جمال جہاں آرا جناب سید عالم ﷺ کا دیدار نصیب کرے۔

راقم الحروف کہتا ہے اس حکایت سے ہم سکنائے محلّہ سوتھہ کو بڑا افتخار حاصل ہو گیا کہ حضرت محبوب خدا ﷺ اس محلے میں تشریف لائے اور جہاں سے سوتھہ شروع ہوا ہے وہاں کچھ ٹھہرے اور جہاں سوتھہ ختم ہوا ہے وہاں جلسہ ہوا اور حضرت بہت دیر ٹھہرے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۲۔میاں جی محمد منور کو آم کا عطیہ]

جناب حقیقت مآب انیس خلت و ارادت رئیس دودمان شرافت ونجابت میاں جی محمد منور صاحب سے روایت ہے:

ایک مرتبہ مَیں اور شیخ احسان اللہ صاحب متولی مارہرہ حضور میں حاضر تھے، کسی جگہ سے دوسو انبہ [آم] عمدہ نہایت خوش رنگ نیم آثار کی جوڑی آئے، مجھ سے حضرت نے فرمایا ''پچاس انبہ [آم] پانی میں بھگودو''۔ مَیں حکم عالی بجالایا، پھر رات گئے ہم دونوں آدمی آداب بجالا کر گھر کو چلے۔ جب احاطہ پیم نگر سے باہر ہوئے مَیں نے احسان اللہ سے کہا ''انبہ [آم] بہت اچھے تھے، اب فصل ختم ہے برے بھی کم ملتے ہیں، حضرت نے فرمایا پچاس انبہ [آم] پانی میں بھگودو، یہ نہیں کہا کہ چار چار تم لے لو''، ہنوز تھوڑی دور نہ پہنچے تھے کہ پیچھے سے ایک خادم دوڑتا آیا اور کہا ''تم دونوں کو حضور بلاتے ہیں''، ہم دونوں فوراً حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا کہ ''میاں جی صاحب! ہم نے یہ کہا کہ پچاس انبہ پانی میں بھگودو، یہ نہیں کہا کہ چار چار تم لے لو، اب چار چار انبہ تم لے لو، زیادہ نہ لینا''۔

اس وقت کمال انفعال ہوا اور خجلت سے چپکا ہوگیا، پھر فرمایا ''میاں جی صاحب! ہنسی کی بات تھی کوئی اور بات نہیں ہے، ہم اگر جانتے کہ تم اپنے دل میں پشیمان وخجل ہوگے تو ہم کبھی کچھ نہ کہتے، اب چار چار لے لو''۔ ناچار ہم نے چار چار انبہ لے لیے اور گھر کو آئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۳۔بے موسم بیر]

جناب معلّٰی القاب عالیشان خواجہ الماس علی خاں خواجہ سرا نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر (کہ عہد شجاع الدولہ سے ذی اختیار اور صاحب اقتدار تھے اور بہت فوج اس کے تحت حکم تھی) دوصوبوں کا افسر تھا۔ ۱۲۱۴ھ میں مارہرہ کے ضلع میں وارد ہوئے۔ شیخ کرامت اللہ رئیس کاکوری مرید حضرت مرشد اعلیٰ از جانب خواجہ موصوف تحصیل دار کاس گنج تھے، انھوں نے ایک دن خواجہ سے کہا کہ ''یہاں میرے پیر ومرشد جلوہ افروز ہیں، مَیں اس وقت ان کی قدم بوسی کو جاتا ہوں، میری غیر حاضری معاف فرمائی جائے''، خواجہ موصوف نے اسم مبارک پوچھا، انھوں نے

اسم مبارک بتا دیا اور کچھ کمالات حضرت کے بیان کیے۔ خواجہ نے کہا ''مَیں نے بھی حالات حضرت کے سنے ہیں، ارادہ میرا مدت سے ان کی ملاقات کا تھا، لیکن بہ سبب امور انتظام ملکیہ اتفاق نہیں ہوا، اب مَیں بھی چلوں گا''۔

جب سواری تیار ہو چکی دونوں سوار ہو کر خانقاہ کو روانہ ہوئے۔ راہ میں خواجہ الماس علی خان نے شیخ کرامت اللہ سے کہا ''اگر مرشد تمہارے روشن ضمیر ہیں تو بیر منگوا کر میرے سامنے رکھیں اور چھری طلب فرما کر مجھ کو دیں اور کہیں کہ کھاؤ''، شیخ کرامت اللہ نے کہا ''حضور ابھی بیر چھوٹے ہیں اور کچے ہیں دو ڈیڑھ مہینے میں ہوں گے''۔ خواجہ نے کہا ''مَیں نے یہاں کے بیروں کی تعریف سنی ہے، اگر موسم ہوتا تو مَیں خود منگوا کر کھا لیتا، یہ خواہش کیوں کرتا؟ اگر وہ کامل ہیں ان کی نظر سے پک جائیں گے''۔

الغرض جب یہ دونوں حضور میں پہنچے اور سعادت قدم بوسی حاصل کی۔ حضرت نے نگہبان باغ کو حکم دیا کہ جلد فلاں درخت کے بیر لاؤ، باغبان نے اسی درخت کے بیر توڑے، نہایت کچے اور چھوٹے تھے، ایک سبد جھاؤ [ایک قسم کے پودے کی بنی ہوئی ٹوکری] میں رکھ کر لایا۔ جس وقت حضرت کے سامنے رکھے نہایت خوش رنگ اور عمدہ پکے اور کلاں تھے۔ حضرت نے قاب [تھال] چینی کی منگوا کر اور وہ رکھ کر اور ایک چھری ان بیروں کے اوپر رکھ کر وہ قاب [تھال] خواجہ الماس علی خان کے سامنے کی اور فرمایا ''ان کو تراش کر کھایئے، یہ فقیر کا تحفہ ہے، ابھی موسم نہیں ہے خوب پکے نہیں ہیں''۔ الماس علی خان نہایت راضی اور محظوظ ہوئے اور وہ بیر کھائے اور تعریف فرمائی۔

بعدۂ رخصت ہوئے اور......صاحب سے بھی بہت حضور کی تعریف کی۔ جب بیروں کا موسم آ گیا حضرت نے اس درخت کے بیر لکھنؤ خواجہ الماس علی خان کو بھیجے۔ اس درخت کا نام الماس پسند رکھا، مدت تک وہ درخت قائم رہا۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۴۔ واقعہ بیعت حضرت شاہ عین الحق عبد المجید]

جناب **فیض مآب فضیلت پناہ حقیقت آگاہ گوہر یکتائے شریعت دُرِّ بحر حقیقت وطریقت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین مقبول کونین حاجی الحرمین حضرت مولانا عین الحق عبد المجید قدس سرہ الحمید** ایک مرتبہ ایام جوانی بہ ارادہ طالب علمی لکھنؤ کو گئے اور وہاں ایک مدت تک قیام کر کر تحصیل

علم کیا اور اکثر مجالس فقرا و مساکین میں حاضر ہوتے تھے اور اہل اللہ اور کامل کو ڈھونڈھتے تھے، لیکن کوئی کامل نہیں ملتا تھا، سب میں زور پانی تھا۔ آخر کو اس فرقے سے ایسے منحرف اور محترز ہوئے کہ ہمیشہ کہا کرتے تھے ''تمام جہاں ڈھونڈا کوئی اہل اللہ نہیں پایا، جا بجا دکان داری ہے، کسی میں سر مو فقر نہیں''۔

محمد افضل کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے اور مفتی ابوالحسن نے ارادہ جانے مارہرہ کا کیا۔ جناب مولوی صاحب نے فرمایا ''ارادہ میرا بھی ہے بطریق سیر جب تم چلو مجھ کو بھی اطلاع کرنا، مَیں بھی چلوں گا''۔ مفتی صاحب نے مجھ سے کہا ''مولوی صاحب کا چلنا ہمارے ساتھ مناسب نہیں ہے، اس واسطے کہ وہ اس فرقہ عالیہ کے معتقد نہیں ہیں بلکہ منکر ہیں، خدانخواستہ اگر وہاں سے آ کر خدام کی نسبت کچھ سبک حرف کہا تو ہم سے اسی وقت قطع ہو جائیں گے''۔ مَیں نے کہا ''آپ سے قطع ہو جائیں گے، ہم سے تو ایسی بات سن کر خدا جانے کیا ہو''۔

چناں چہ ہم دونوں بلا اطلاع مولوی صاحب مارہرہ کو چلے گئے، پیچھے سے مولوی صاحب بھی خبر پا کر روانہ ہوئے اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ ان ایام میں شیخ محمد اعظم سہسوانی بھی مارہرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، انھوں نے مولوی صاحب سے کہا ''تم بھی مرید ہو جاؤ''۔ فرمایا ''مَیں ناخواندہ نہیں ہوں جو مرید ہوں''۔ بعد پانچ چار روز کے بدایوں میں اپنے گھر آئے اور ایک شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک صحرا وسیع ہے اور تمام زمین وہاں کی سبز اور شاداب ہے، وسط میدان میں ایک خیمہ کھڑا ہے، یہ بھی وہاں پہنچے، اس میں آواز گھوڑوں کی آئی اور اژدہام عام ہوا اور بہت نیک صورت اور سیرت آدمی وہاں جمع ہو گئے۔ انھوں نے لوگوں سے پوچھا ''یہ کیا غوغا ہے؟'' کسی نے کہا کہ ''جناب سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ہادیٔ جز و کل خاتم انبیا و رسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے ہیں''۔ یہ سن کر یہ بھی مؤدب ایک طرف کو کھڑے ہو گئے۔ دیکھا انھوں نے جناب سرورِ عالم بصورت حضرت مرشد اعلیٰ مسند پر جلوہ افروز ہیں، سر مو فرق نہیں ہے۔

جس وقت بے دار ہوئے اعتقاد حضرت مرشد اعلیٰ کا دل میں بہت ہوا اور جانا بے شک حضرت مرشد اعلیٰ کو نسبت حضرت رسول مقبول کے ساتھ خاص ہے۔ پھر ارادہ مارہرہ کا کیا اور واسطے قدم بوسی کے بہ عقیدت روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے اور سعادت قدم بوسی حاصل کر چکے

مؤدب بیٹھ کر دل میں کہنے لگے کہ فلاں حدیث کا مطلب حضرت سے دریافت کروں، بہ مجرد ان کے خیال کے حضرت نے وہ ہی حدیث زبان سے بیان فرمائی اور ان سے مطلب استفسار کیا، انھوں نے اس کا مطلب بیان کیا۔ بعدۂ ایک کتاب کتابوں کے تلے سے نکال کر ان کے ہاتھ میں دی اور فرمایا ''اس میں سے کچھ تم پڑھو، انھوں نے لے کر کھولی اول یہ نکلا:

اگر طلب مولیٰ داری دست انابت بکسے بدہ و مرید شو بعد ازاں طلب مولا کن

[اگر تم طالبِ مولیٰ ہونا چاہتے ہوں تو کسی (پیر کامل) کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مرید ہو جاؤ اور پھر اس کے بعد طلب مولی کرو۔]

انھوں نے جب یہ عبارت پڑھی دوسرے کلام پڑھنے سے باز رہے۔ ہر چند چاہتے تھے کہ دوسرا فقرہ پڑھوں، زبان پر کچھ نہ آتا تھا۔ ایک ساعت سکوت میں رہ کر عرض کیا ''مَیں بھی مرید ہوں گا''۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''تم عالم ہو تم کو احتیاج بیعت کی نہیں ہے''، ہر چند عرض کرتے تھے پذیرا نہ ہوتا تھا، بلکہ حضرت کو انکار پر انکار تھا۔ آخر الامر مولوی صاحب اپنی فرودگاہ پر آئے، عالم رویا میں حضرت فرید الملۃ والحق والدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی عبدالمجید کا ہاتھ پکڑ کر دست مبارک حضرت مرشد اعلیٰ میں دیا۔

صبح کو مولوی صاحب نے بعض بعض احباب سے دربارۂ بیعت خود سعی کرائی جو کہ حضرت مرشد اعلیٰ نے عالم رویا میں ہاتھ ان کا پکڑا تھا اور ظاہرا کثر مرید اور غلام ساعی تھے، مرید کرنا مولوی صاحب کا منظور اور قبول فرمایا اور اسی روز دوگانہ پڑھا کر مرید فرمایا۔ مولوی صاحب نے حاضری حضور پرنور اختیار کی، سالہا سال خدمت گزاری میں رہے۔ بقول شخصے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بعدہ والد [حضرت مولانا شاہ عبدالحمید قادری بدایونی] اور برادران مولوی صاحب [حضرت مولانا محمد شفیع اور حضرت مولانا حکیم عبدالصمد] داخل سلسلہ ہوئے اور جناب مولوی صاحب نے محنت اور ریاضت بے حد کی تھی بعد چندے مولوی صاحب کو خرقہ خلافت عطا ہوا۔

حضرت مولوی صاحب بڑے کامل اور ولی اللہ تھے، ہزاروں آدمی نے ان سے فیض پایا ہے، خرق عادات بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ آخر سترھویں محرم کو بروز سہ شنبہ ۱۲۶۳ھ میں راہیٔ فردوس ہوئے۔ درگاہ شریف بدایوں میں قریب قاضی حوض زیارت گاہ معتقدین ہے۔ ہر جمعہ کو مرید اور

معتقد جمع ہو کر ختم قرآن کا کرتے ہیں۔ خلیفہ اور جانشیں ان کے فرزند جناب حقیقت مآب عالم باعمل فاضل بے بدل حاجی الحرمین مولانا فضل رسول صاحب دام ظلکم العالی ہیں۔ ہزارہا آدمیوں کو ظاہری اور باطنی فیض حاصل ہے خدائے تعالیٰ جاری رکھے۔

خدا وندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۵۔ حضرت شاہ بےفکر کی حالت غیابت میں حفاظت]

واہ واہ! صل علی ۱۲۲۴ھ موسم برشگال [برسات] میں وہ فضل جناب باری ہوا کہ بسبب ترشحات تمامی بحر و بر آب زلال سے مالا مال ہو گیا اور بساط زمین بالکل دگر گوں تھی، درختانِ صحرا و باغ بے حد سبز و شاداب تھے، کہیں برگ خزاں کا نام نہ تھا، ہوا نہایت خنک تھی، آفتاب کی حرارت ضیا بخش زمین تھی، غلہ نہایت ارزاں تھا۔ اس زمانے میں حقائق آگاہ میاں بےفکر شاہ صاحب نے بفراغ حوصلگی اور بلند مزاجی ایک مکان موسومہ قادر باڑی تیار کیا تھا۔ مکان کیا تھا طلسمات کا نمونہ تھا، نہیں نہیں بلکہ اس سے بھی دونا تھا، اسر کاری میں چہرہ نظر آتا تھا گلکاری اور منبت شرماتا تھا، روشنی سے آفتاب خجل تھا، مشتاق دیدرضوان تھا جو اس پر نظر کرتا تھا یہ شعر پڑھتا تھا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است او ہمیں است او ہمیں است

جس وقت مکان قدیم شاہ صاحب نے تعریف اس مکان کی سنی عرق حسرت اور ندامت اس کے وجود باجود سے جاری ہوا، دن رات مشغول اشک باری ہوا اور رفعت شان اس مکان سے سینہ اس کا مثل غربال [چھلنی] مشبک ہو گیا اور چھٹنے قدم بوسی مکیں سے مثل ستون خانہ کے رو رو کر آنسوؤں کے پرنالے بہائے اور محرومئ دیدار محبوب اور تکلیف صدمہ رقابت مکان نو سے یہ بات دل میں ٹھانی کہ جو کچھ ہونی ہو وہ ہو اب بہ آب فنا شست وشو کر کر قدوم میمنت لزوم شاہ صاحب پر ایک مرتبہ نثار ہو جاؤں، روز کی تکلیف کا جھگڑا مٹ جائے، شاید پھر شاہ صاحب عزت بخشیں۔ اسی خیال میں تھا کہ حضرت شاہ صاحب بوقت شب اس مکان میں تشریف لائے اور وہ مکان شاہ صاحب کے قدموں کی آہٹ سن کر سلامی کو جھک گیا اور قطرات اشک بہانے لگا۔ شاہ صاحب کو بسبب تاریکی کچھ معلوم نہیں ہوا چھجا [چھت سے آگے کو بڑھا ہوا حصہ] کے تلے چار پائی بچھا کر سو رہے۔ ابھی کچھ سوتے کچھ جاگتے بین النوم والیقظہ تھے کہ جو اس مکان نے بعد

مدت کے اپنے مطلوب کو پایا تھا چاہتا تھا کہ جس وقت شاہ صاحب سو جائیں قدوم میمنت لزوم پر فدا ہو جاؤں۔حضرت مرشد اعلیٰ نے عالم رویا میں شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھو چھجا گرا چاہتا ہے، شاہ صاحب اسی وقت چار پائی کھینچ کر صحن میں لائے چھجا مع دالان گر پڑا۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست

دست او جز قبضہ اللہ نیست

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۶۔حضرت شاہ بےفکر کو بیماری سے خلاصی]

ایک مرتبہ فیض برکات مرید حضرت شاہ بےفکر صاحب بسبب ہوازدگی [سردی] بیمار ہو گئے اور اس قدر تپ اور اعضا شکنی کی شدت ہوئی کہ مطلق ہوش نہ رہا۔شاہ صاحب بسبب تہی دستی اور عدم موجودگی خدمت گار دیگر سخت متردد اور متفکر ہوئے، اس حالت اضطراب میں سو گئے۔عالم رویا میں دیکھا کہ مرشد اعلیٰ تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ ''اس قدر تردد اور تفکر کیا ضرور ہے صبح کو تپ جملہ عوارض رفع ہو جائیں گے''، اس وقت خواب سے بے دار ہو کر واقعہ رویا اور لوگوں سے بیان کیا۔جس وقت صبح ہوئی فیض برکات صحیح و سالم بستر سے اٹھے اور مطلقاً اثر تپ اور دیگر عوارض کا نہ تھا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۷۔حضرت شاہ بازگل کو سانپ کے کاٹنے کا اثر]

ایک دن حضرت حقائق آگاہ معارف دستگاہ قدوۃ الابرار زبدۃ الاخیار واقف رموز جز و کل جناب شاہ بازگل رحمۃ اللہ علیہ زاویۂ عزلت میں بیٹھے یاد الٰہی کرتے تھے، ناگاہ ایک سانپ نے پاؤں میں کاٹا اور اس کے زہر نے یکبارگی تمام جسم میں اثر کیا، بے ہوش ہو گئے۔بعد تھوڑی دیر کے ایک خادم ان کا آیا دیکھا کہ شاہ صاحب بے ہوش پڑے ہیں، اس کو معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کو سانپ نے کاٹا ہے، اس نے حضور سے آکر عرض کیا، حضرت نے فرمایا ''ان کو یہاں لے آؤ''۔دو چار آدمی ان کو اٹھا کر حضور میں لائے، حضرت نے حضار [حاضرین] سے فرمایا ''تم سب علیحدہ ہو جاؤ''، سب لوگ خانقاہ مبارک سے باہر آئے۔حضرت مرشد اعلیٰ نے احوال کاٹنے سانپ کا ان سے دریافت فرمایا، ان کے حواس قائم نہ تھے جو وہ جواب دیتے، فقط یہ کہا ''میرے

سانپ نے کاٹا''۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے نظر فیض اثر سے چہرہ شاہ صاحب کا ملاحظہ فرمایا، پھر اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوئے، بعدۂ جملہ اندام کی طرف توجہ فرمائی۔ چناں چہ اس طور جملہ اندام شاہ صاحب کو تین مرتبہ ملاحظہ فرما کر معجزۂ عیسوی ظاہر کیا۔ من بعد شاہ صاحب سے پوچھا'' کیا حال ہے؟'' شاہ صاحب نے عرض کیا'' بتوجہ حضور اب میرے جسم میں کچھ اثر زہر کا نہیں ہے''۔ بعدۂ ارشاد فرمایا کہ'' شیشہ طاق میں پُر از عرق رکھا ہے، اس میں سے تھوڑا سا پی جاؤ''، شاہ صاحب نے عرض کیا'' اب مجھ کو حاجت دوا کی نہیں ہے''، مکرر یہ ہی حکم ہوا۔ شاہ صاحب بموجب الامــــر فوق الادب کے شیشہ طاق سے اتار کر پانی اس میں سے پی لیا۔

اے معتقدانِ خاندان دیکھو! اچھا تو خود نظر مبارک سے فرما چکے، بہ حیلہ پانی پلایا تا کشف کرامت نہ ہو۔ جب شاہ صاحب اپنے مکان پر آئے، لوگوں نے احوال پوچھا، شاہ صاحب نے کہا'' جس وقت مجھ کو حضور میں لے گئے تھے، محض بے خبر تھا، اول مرتبہ معلوم ہوا کہ مَیں بالکل غرق دریا تھا، کسی نے سینے تک نکال لیا، دوئم مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ کوئی تا بہ کمر باہر لایا، سوئم مرتبہ معلوم ہوا کہ بالکل دریا سے نکل کر باہر آ گیا ہوں اور کسی نے مجھ کو مکان محفوظ میں بیٹھا دیا ہے، جب آنکھ کھولی مرشدی و مولائی کی زیارت ہوئی، اب کچھ اثر زہر کا باقی نہیں ہے، حالت اصلی پر صحیح و سالم ہوں''۔

دوسرے روز بعد نماز مغرب شاہ صاحب نے دیکھا کہ چوکھٹ کے نیچے دروازے میں ایک مارسیاہ [کالا سانپ] نہایت فربہ [موٹا] پڑا ہے۔ یہ سمجھے آج پھر کاٹنے کو آ گیا ہے چوب دستی سے کھٹکا کیا تا چلا جائے، اس کو مطلق جنبش نہ ہوئی تب قریب جا کر چوب دستی سے ہلایا، جب بھی اس کو حرکت نہ ہوئی، ویسا ہی پڑا رہا، تب اس کے پاس گئے دیکھا کہ ایک موش [چوہا] اس کے منھ میں ہے اور موش نے اس کا حلق پھاڑ کر سر اپنا باہر نکالا ہے، لیکن مار اور موش دونوں مردہ ہیں، سمجھے کہ کل مرشدی و مولائی نے مجھ کو دریائے ہلاہل [مہلک دریا] سے نکال کر ساحل نجات پر لگایا، آج مار کو موش سے بدیں طور کشتہ کرایا، یہ سب توجہ مرشدی و مولائی ہے۔

شاہ باز گل صاحب جلیل القدر خلیفہ حضرت کے تھے اور ریاضت شاقہ بہت کی تھی۔ حضرت مرشد اعلیٰ کی ان پر کمال مہربانی تھی جو عورت حضور سے درخواست بیعت کرتی تھی اکثر حضور ان ہی کا مرید کراتے تھے۔ قبر مبارک حضرت شاہ صاحب موضع بھرگین تھانہ قائم گنج ضلع فرخ آباد میں

ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۸۔شیخ محمد بارک اللہ کے داخلِ سلسلہ ہونے کا واقعہ]

نقل ہے کہ ۱۲۲۴ھ میں مرزا مہدی علی خاں بہادر وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر سے بہ علاقہ صوبہ داری ملک کھیڑ بہ خلعت ہفت پارچہ ممتاز ہوئے، انھوں نے اس ملک میں ایک کمر عداوت غربا پر باندھی اور حکم قرقیات معافیات کا صادر فرمایا اور ہر ایک معافی دار سے پروانہ دستخطی آصف الدولہ طلب فرمایا۔ تمامی معافی دار ملک کھیڑ لکھنؤ گئے۔ معافی داران بدایوں نے سبقت کرکر عرضی استغاثہ بحضور امیر الدولہ نواب حیدر بیگ خاں نائب وزیر الممالک گذرانی اور اکثر اشخاص نے یہ مقولہ حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا نقل کیا:

در بدایوں ایمہ را خللے　　　خللے حاکمان و سلطاں داں

یا کسی نے یہ بیت امیر الدولہ کے روبرو پڑھی، فی الفور نواب امیر الدولہ نے نواب مہدی علی خاں کو لکھا کہ معافیات سے کسی کی تعرض نہ کرنا اور جلد راضی نامہ حضور میں ارسال کرو۔ الحمد للہ سب کی معافی معاف ہوئی، سب خوش وخرم گھر آئے۔

شیخ محمد بارک اللہ اسی مخمصہ قرقی معافیات میں مضطرب الحال ہوکر گھر سے نکلے اور تلاش روزگار میں جابجا گئے۔ آخر ٹھاکر پرتی سنگھ نے ان کو برائے وکالت خود نوکر مشاہرۂ معقول رکھ لیا اور واسطے پیروی مقدمہ وزیرپور دہیہ خودکری رائے داس رائے عبٹمل داس عامل مارہرہ متعین فرمایا۔ چند عرصے میں ان سے اور رائے موصوف سے نہایت موافقت ہوگی۔ ایک دن رائے موصوف نے ارادہ قدم بوسی حضور کا کیا اور شیخ بارک اللہ سے پوچھا ''تم نے کبھی قدم بوسی حاصل کی ہے؟'' انھوں نے کہا میرا اتفاق نہیں پڑا ہے، رائے صاحب نے کہا ''اب تم بھی چلو''، وہ یہ کہہ کر روانہ ہوگئے۔ پیچھے سے شیخ بارک اللہ بھی دروازۂ خانقاہ پر پہنچے، دیکھا تو رائے صاحب مع سوسوالیوں کے حضور میں حاضر ہیں، یہ مسجد میں جا بیٹھے۔

میاں جی محمد منور صاحب نے ان سے سب حال دریافت کیا، انھوں نے سب حال مجملاً بیان کیا، میاں جی نے کہا کہ ''اگر حضرت سے ملنے کو آئے ہو، اندر آجاؤ اور قدم بوسی حاصل کرو''، انھوں نے کہا ''عامل شہر باژدہام تمام سوسوالیوں کے حاضر ہے اور حضور ان سے متوجہ ہیں میری

طرف کیوں متوجہ ہوں گے؟'' میاں صاحب نے کہا ''حضرت ہر واحد کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں''، انھوں نے کہا ''اگر ہر واحد سے متوجہ ہوتے ہیں تو عنایت فرما کر یہیں تشریف لے آئیں گے''، میاں جی نے کہا ''تم کو یہ حوصلہ اور خیال ہے، حالاں کہ یہ وقت تشریف لانے کا نہیں ہے، نماز ظہر حضور پڑھ گئے ہیں''۔

شیخ بارک اللہ اور میاں جی سے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صدا اللہ اکبر کی آئی، سب کھڑے ہو گئے۔ حضرت مرشد اعلیٰ رائے صاحب کو خانقاہ میں بٹھا کر مسجد میں تشریف لائے۔ شیخ بارک اللہ نے جو حسب مدعا یہ امر معائنہ کیا ہیبت کے مارے رونگٹے ان کے بدن پر کھڑے ہو گئے اور دیوانہ وار قدموں پر گر کر سعادت قدم بوسی حاصل کی۔ حضرت مرشد اعلیٰ دو گھڑی تک پرسانِ حال رہے، انھوں نے سب حال من وعن بیان کیا۔ جب مرشد اعلیٰ نے کمال مہربانی ان پر فرمائی اور نماز عصر ادا کر کر رونق افروز خانقاہ ہوئے، بعد تھوڑی دیر کے رائے صاحب رخصت ہوئے، شیخ صاحب ان کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ پھر شیخ صاحب کو طعام دو وقتا سرکار سے جانے لگا۔

ایک دن ایک شخص حریص طعام نزد شیخ صاحب بیٹھا تھا اس وقت کھانا شیخ صاحب کو آتا، چند اقسام کا کھانا تھا، شیخ صاحب اس کے متواضع ہوئے۔ وہ شخص طعام اقسام اقسام کے دیکھ کر کہنے لگے ''تم کو اس تکلف کا کھانا آتا ہے اور مجھ کو فقط دال روٹی ملتی ہے!'' جب شیخ صاحب کھانے سے فارغ ہوئے مع اس شخص کے حاضر حضور ہوئے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''شیخ بارک اللہ جو یہاں آتا ہے، خورندہ دال کو گوشت اور خورندہ گوشت کو پلاؤ اور خورندہ پلاؤ کو دیگر اقسام کے کھانے بھیجتا ہوں اور جو قدیم مقیم خانقاہ ہیں ان کو وہ ملتا ہے جو مَیں کھاتا ہوں''۔ شیخ بارک اللہ یہ سنتے ہی حیرت میں ڈوب گئے اور کمال اعتقاد سے داخل سلسلۂ طریقت ہوئے۔

بعد چند سال کے ایک دن غلام امام عامل بدایوں کی کچہری میں بیٹھے تھے، وہاں سے اٹھے تو بہ مقتضائے بشریت بالا خانہ سے نیچے گر پڑے، اس قدر صدمہ دماغ پر پہنچا کہ ہفتہ عشرہ میں بالکل نابینا ہو گئے اور قابل معالجہ نہ رہے۔ لاچار ہو کر گوشہ اختیار کیا اور بعد چندے ترک لباس کر کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے حسب استدعا ان کے تاج اور خرقہ عنایت فرمایا اور ان کو موسوم بہ شاہ نظام الدین کیا اور کمال عنایت ان پر مبذول رہی۔ شیخ بارک اللہ آدمی نیک اوصاف تھے، مزار شریف بدایوں میں قریب قاضی حوض ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۹۔خشک و پژمردہ زمین کی سرسبز وشادابی]

نقل ہے کہ ۱۲۲۴ھ میں امساک باران ہوا، ساون میں بالکل زراعت خشک ہوگئی۔ ہر ایک پریشان اور مضطرب الحال تھا۔ جناب مرشد اعلیٰ مع چند اشخاص مثل **مولوی عبدالمجید صاحب** اور خواجہ ذکراللہ بالخیر صاحب وغیرہم باغ کو تشریف لے گئے اور وہ باغ زیر دیوار درگاہ تھا۔ قریب بنگلے کے ایک روش پر درخت جامن کے نیچے دری بچھوا کر بیٹھے۔ بعد ذرا دیر کے وہاں سے اٹھے اور آگے تشریف لے چلے اور فرمانے لگے ''کیا خوب بات ہو، مینہ برسے اور پھر یہاں آکر ہوائے سرد میں بیٹھیں''۔ یہ کہتے ہوئے جانب مشرق کو (جہاں درخت گنجان تھے) چلے۔ جب وہاں پہنچے یکبارگی ہوائے سرد چلی اور مینہ برسنے لگا، ذرا دیر کے بعد پھر اس درخت جامن کے تلے اجلاس فرمایا جو کہ باران زاید اور ترقی پر تھا، بنگلے میں تشریف لے گئے۔ ایک لمحے میں اس قدر بارش ہوئی کہ سوائے آب کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ من بعد بادل کھل گیا، بارش موقوف ہوئی، حضرت مرشد اعلیٰ خانقاہ کو تشریف لائے۔ اثنائے راہ میں تا بہ زانو پانی بہتا تھا، سب لوگ پابرہنہ دامن بدست کشیدہ خانقاہ کو آئے اور بہ طفیل مرشد اعلیٰ قدس اللہ تعالیٰ خلقت آب حیات سے سیراب ہوئی، سوئی اور غلہ کی ارزانی ہوئی۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۰۔میاں احمد شاہ کی گرفتاری اور اس سے خلاصی]

صداقت دستگاہ میاں احمد شاہ مرید حضرت مرشد اعلیٰ قدس اللہ تعالیٰ کو شوق زیارات بزرگان اور سیاحی کا بہت تھا۔ ۱۲۲۵ھ میں بعد عرس رخصت ہو کر بارادۂ زیارت اجمیر کو روانہ ہوئے۔ بعد چھ مہینے کے وہاں سے آتے تھے، راہ میں موضع مبارک پور تھانہ کاس گنج میں شب باش ہوئے، اسی رات کو کوئی شخص ایک عورت کو قتل کر گیا تھا، تھانہ دار نے آکر سارا گاؤں گھیر لیا، نئے آدمی یہ پائے اور یہ پہلے سے کسی قدر بدنام بھی تھے، تھانہ دار نے ان کو گرفتار کر کرا ور ان پر جرم قتل لگا کر چالان کر دیا۔

یہ عدالت مین پوری کو روانہ ہوئے، وہاں گیارہ مہینے تک حوالات میں رہے۔ بسبب طول مدت امید جاں بری کی نہ رہی۔ محمد فیض اللہ پسر احمد شاہ (کہ وہ بھی مرید حضرت مرشد اعلیٰ کے تھے) حضور میں حاضر ہو کر روئے اور سب حال گزارش کیا۔ حضور نے واسطے پڑھنے ایک دعا اور

ختم کے ارشاد کیا، انھوں نے اس پر مواظبت بہت کی جو شرائط اس کی از بس مشکل تھیں خوب ادا نہیں ہوئیں، ازیں جہت وہ ختم موثر نہ ہوا۔

برائے چندے محمد فیض اللہ برائے خبر والا خود مین پوری کو گئے اور کچھ دنوں وہاں قیام کیا پھر برائے عرض ومعروض حضور میں حاضر ہوئے۔ بوقت روانگی منشی خلق اللہ افسر عملہ کے پاس گئے جو کہ منشی موصوف داعی خیر خلق اللہ تھے، ان سے کہنے لگے" تمہارے والد پر اثبات صحیح نہیں ہے، شبہات قویہ ہیں چھوٹ جائیں گے"۔ بعد طے منازل حضور میں آئے اور حال عرض کیا، حضرت نے فرمایا"منشی خلق اللہ نے کیا کہا تھا"، فیض اللہ خاموش اور ساکت ہو رہے، کچھ جواب نہ دیا، پھر حضرت نے فرمایا"منشی خلق اللہ نے کیا نہیں کہا تھا کہ اثبات صحیح نہیں ہیں، شبہات قویہ ہیں"۔ فیض اللہ نہایت متعجب ہوئے کہ اس وقت کوئی دوسرا آدمی نہ تھا، حضرت سے مقولہ خلق اللہ کا کس نے بیان کیا؟ پھر حضرت نے فیض اللہ کی تسلی کر کر آیۃ کریمہ پڑھنے کو ارشاد کیا، وہ مارہرہ سے بدایوں آئے اور آیۃ کریمہ پڑھنا شروع کی۔

ایک روز محمد فیض اللہ مسجد خرما[مدرسہ قادریہ میں واقع مسجد قادریہ جو اس وقت مسجد خرما کے نام سے موسوم تھی] میں آیت کریمہ پڑھتے تھے، بعد فراغت کے غنودگی غالب ہوئی، سو رہے دیکھا کہ حضور میں حاضر ہوں اور حضرت مرشد اعلیٰ فرماتے ہیں کہ" تیرھویں شعبان کو تمہارے والد رہا ہوں گے"۔ فیض اللہ نے خواب سے بیدار ہو کر یہ خواب **مولانا عبدالمجید صاحب** سے بیان کیا، انھوں نے کہا"ان شاءاللہ تعالیٰ بتوجہ حضرت مرشد اعلیٰ جلد تمہارے والد رہا ہوں گے"۔

اس عرصے میں مدعیوں نے کمر دشمنی احمد شاہ پر مضبوط باندھی تھی۔ یہ چاہتے تھے کسی طرح احمد شاہ قتل ہو جائیں۔ چند گواہ معائنے کے حاضر لائے تھے، احمد شاہ سخت متفکر تھے، ہوش وحواس کچھ قائم نہ تھے۔ اسی حالت میں خواب میں دیکھا کہ حضرت مرشد اعلیٰ فرماتے ہیں" فقیر کو اس قدر اضطراب نہ چاہیے، خدا پر نظر رکھو" اور ایک پرچہ عطا فرمایا کہ یہ خط دے خلاص ہوگا اور ایک مرتبہ سابق کچھ عمل قید خانہ میں لیٹے پڑھتے تھے۔ حضرت نے بازو پکڑ کر فرمایا" بیٹھ کر پڑھو"، اس وقت بیٹھ کر پڑھا۔ تیسری مرتبہ بظاہر چشم دیکھا کہ حضرت مرشد اعلیٰ ہاتھ میں عصا لیے ہوئے زیر زنخ لگائے ہوئے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں" اٹھو اور باہر آؤ"۔ احمد شاہ نے عرض کیا" کیسے باہر آؤں، دروازہ بند ہے؟" حضرت نے فرمایا" اٹھو دروازہ کھل گیا ہے"۔

صبح کو تاریخ تیرھویں شعبان کی تھی، کچہری دائر سائر میں دعوی مدعی ثبوت نہیں ہوا اور گواہ کاذب ٹھہرے، احمد شاہ قید سے رہا ہوئے۔ مین پوری سے مارہرہ آئے اور حضرت کی قدم بوسی حاصل کی۔ حضرت نے فرمایا ''سیز دہم کو رہا ہوئے؟'' انھوں نے عرض کیا ہاں۔

احمد شاہ کو حضرت سے عقیدت بہت تھی اور ان کے دو بیٹے تھے، فیض اللہ اور عظیم اللہ دونوں حضور کے مرید تھے، قبر احمد شاہ کی بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۱۔ قاضی عبدالحمید کو منصب قضا کی بشارت]

نقل ہے کہ قاضی عبدالحمید خلف الرشید قاضی خدا بخش ۱۲۲۵ھ میں حاضر حضور ہو کر مرید ہوئے اور قاضی خدا بخش مرید سابق تھے اور عہدۂ قضا ان کے خاندان میں قدیم سے چلا آتا تھا۔ ان ایام میں بنام قاضی عبدالقادر برادر کلاں قاضی خدا بخش تھا اور چند سال سے عہدہ کمشنری سرکار انگریزی سے بنام قاضی خدا بخش تھا وہ ان سے نکل گیا تھا۔ قاضی خدا بخش حضور سے استدعا اس کے بازیافت کی کرتے تھے۔

بعد عرس معلیٰ جو لوگ عرس مبارک میں تشریف لے گئے تھے وہ رخصت ہوئے مولوی علی صفی اللہ صاحب (کہ مرید خاص حضرت مرشد اعلیٰ کے تھے) اور قاضی عبدالحمید بعد روانگی مردمان دو چار روز اور ٹھہرے اور دونوں ایک مکان میں ٹھہرے تھے اور مولوی صاحب صفی اللہ اور قاضی عبدالحمید کے رشتہ دار تھے۔ ایک دن مولوی علی صفی اللہ حضور میں حاضر تھے، حضرت مرشد اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''قاضی عبدالحمید کو بلواؤ''، قاضی موصوف حسب الطلب حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا ''قاضی خدا بخش تمہارے والد خیال کمشنری کا رکھتے ہیں اور اکثر یہ ہی استدعا کہتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ پردۂ غیب میں کیا ہے، حادثۂ عظیم ان پر آنے والا ہے اور وہ اس سے غافل ہیں، اللہ تعالیٰ خیر کرے'' اور ایک دستار طلب فرما کر بدست خود سر عبدالحمید پر باندھی اور فرمایا ''یہ دستار مثل مریدان دیگر نہ سمجھنا یہ دستار منصب قضا کی ہے''۔ قاضی عبدالحمید قدم بوس ہو کر آداب بجا لا کر تاریخ تیئیسویں محرم کو بدایوں آئے۔ بعد پانچ چار روز کے قاضی عبدالقادر بیمار ہوئے اور اس مہینے کی تیسویں تاریخ کو راہیٔ ملک بقا ہوئے، یکم صفر کو دفن ہوئے۔ عبدالحمید اور دیگر اقربا کو دو غم لاحق ہوئے، یکے واقعہ ہوش ربا قضائے قاضی صاحب، دوئم تشویش منصب قضا۔ القصہ قاضی عبدالحمید

نے کل حال کی عرضی حضور میں ارسال کی، اس کے جواب میں یہ نوازش نامہ آیا:

برادرم دینی ویقینی قاضی عبدالحمید صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون واضح باد کہ آنچہ مشیت ایزدی بظہور پیوست ازاں چارہ نیست حالاں بہ صبر وشکیبائی پرداختہ روانہ بریلی شوید درحق ایشاں دعا کردہ می شود بفضلہٖ تعالیٰ سند خدمت منصب قضا بنام شما بدست خواہد آمد۔

رقمہ الدعا

فقیر آل احمد قادری

قاضی عبدالحمید مع والد خود روانہ بریلی کے ہوئے اور دیگر برادران بنی اعمام بھی اسی فکر میں بریلی گئے اور بہت کوشش اور سعی کی لیکن کارگر نہ ہوئے، سند خدمت قضا پرگنہ بدایوں بنام قاضی عبدالحمید مفوض اور مسلم ہوئے۔ کیوں نہ ہوتے، حضرت مرشد اعلیٰ اول ہی دستار قضا سر عبدالحمید پر باندھ چکے تھے۔

قاضی عبدالحمید نامور آدمی تھے۔ آخر عمر میں شیعہ المذہب ہو گئے تھے۔ ۱۲۶۱ھ میں قضا کی۔ قبر ان کی بدایوں میں قاضی حوض سے جانب غرب حد قصبہ بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۲۔ قصیدۂ بردہ شریف پڑھنے سے دیدار سرورِ کونین ﷺ]

جناب عالم علوم بے نہایت صاحب وعظ وہدایت حقیقت آگاہ مولوی محمد احسان اللہ صاحب بدایونی فرماتے ہیں:

جب مَیں برائے حصول سند حدیث خدمت فیض میں جناب افتخار المحدثین شاہ مولانا محمد عبدالعزیز قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر ہوا، وہاں خواجہ نقش بند خاں سے ملاقات ہوئی۔ ایک دن خان صاحب موصوف نے مجھ سے بیان کیا:

جب مَیں حضور مرشدی ومولائی حاضر ہوا تھا دیکھا مَیں نے ایک مرد مرتاض متقی وابرار عبداللہ نامی وہاں ٹھہرے تھے اور اکثر اوقات مجلس شریف میں آیا کرتے تھے اور کلمات فیض آیات سن کر نہایت محظوظ ہوتے تھے اور کسی شغل میں مشغول رہتے تھے۔ بعد ایک مدت دراز کے ان کے وسوسہ شیطانی یہ آیا کہ یہاں

پیرزادگی اور اتباع شریعت ہے، کمال باطنی معلوم نہیں ہوتا، اسی خیال میں حاضر حضور ہو کر رخصت چاہی۔ حضور معلیٰ تو سب حال سے واقف تھے، فرمایا ''اس قدر عجلت کیا ضرور ہے؟'' انھوں نے کچھ عذر بیان کیا، جناب معلیٰ نے فرمایا'' آج یہاں اور ٹھہرو کل کا تمھیں اختیار ہے''۔ یہ بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا'' تم کیا کیا اوراد پڑھتے ہو؟'' عرض کیا''بعد نماز عشا قصیدۂ بردہ پڑھتا ہوں'' اور تعداد زائدالحد بیان کی۔ حضرت نے فرمایا'' آج کی رات ایک مرتبہ پڑھو زیادہ کی کوئی ضرورت نہیں'' اور اپنے سامنے بٹھلا کر طریق پڑھنے قصیدہ متبرکہ کا مع اسمائے موکلات زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا۔ انھوں نے بعادت معمول بطریق ارشاد حضور قصیدہ مع اسمائے موکلات پڑھ کر فراغت پائی اور بستر راحت پر استراحت فرمائی جو کہ مرد دین دار صاحب طالع بے دار تھے، خواب میں زیارت جناب سرور عالم ﷺ سے مشرف ہوئے، دولت دارین پائی، اپنے خطرے سے نادم ہوئے۔ صبح کو حضور میں حاضر ہو کر اول قدوم پر گرے، بعدۂ سب حال من وعن عرض کیا۔ حضرت نے اسی روز ان کو داخل سلسلہ فرمایا۔ انھوں نے لباس دنیاوی ترک کر کر خلعت خلافت پایا اور ہمیشہ ذکر وشغل میں مشغول رہے بعد عرصۂ دراز کے وطن کو گئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد | نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۳۔ حضرت شیخ محمد بخش کی شفایابی اوران پر کمال نوازش]

جناب مشیخت شریعت پناہ ریاست وحکومت دستگاہ قدوۃ الاصفیا زبدۃ الاولیا شیخ محمد بخش صاحب رئیس قصبہ کاکوری متعلقہ لکھنؤ بعدۂ کوتوالی شاہجہاں پور مامور تھے۔ لوگوں نے ان سے کلمات اور خرق عادات حضرت مرشد اعلیٰ کے بیان کیے، شیخ صاحب کو اشتیاق قدم بوسی زائدالحد ہوا۔ ایک رات عالم رویا میں دیکھا کہ ایک شخص اصحاب صورت ملک سیرت خرقۂ نوری پہنے، تاج سر پر دھرے ان کے سرہانے کھڑے ہیں۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ'' آپ کون ہیں اور کہاں تشریف رکھتے ہیں؟''

چہ نامی کہ مولائی نام توام | در نام خریدہ غلام توام

حضرت مرشد اعلیٰ نے اسم مبارک سے آگاہ فرمایا، شیخ صاحب موصوف قدوم میمنت لزوم پر گر پڑے اور عرض کیا ''مَیں بھی حضور میں حاضر ہوں گا''، ارشاد فرمایا کہ ابھی دیر ہے''۔ جب خواب سے بیدار ہوئے، اشتیاق قدم بوس دونا ہوا۔

بعد ایک عرصے کے پھر عالم رویا میں زیارت حضرت سے مشرف ہوئے، عرض کیا کہ ''مَیں کس طرح حضور میں حاضر ہوں؟'' فرمایا ''منزل بمنزل پہنچو گے''۔ بعد دو ایک روز کوتوالی شاہجہاں پور چھوڑ دی اور بریلی آئے۔ مولوی عبدالحسیب ان کے بڑے بھائی ججی میں سرشتہ دار تھے، انھوں نے صاحب جج سے ان کو کوتوال بدایوں کرا دیا اور یہ بدایوں آئے اور یہاں سے عرضی ارسال کی، اس میں یہ شعر لکھا تھا:

پردہ پیش بر انداز کہ سادات را لذت دید بجز دیدن دیدار تو نیست

بدایوں میں مرتبہ سویم پھر حضور کو خواب میں دیکھا اور سنا کہ فرماتے ہیں'' قریب پہنچو گے، لیکن موقوف اوپر ایک شخص کے ہے''۔ دو مہینے کے بعد شیخ صاحب استعفیٰ کوتوالی بدایوں دے کر مارہرہ کو تشریف لے گئے اور شرف قدم بوسی سے مشرف ہوئے اور بہرہ اندوز ہوئے۔

حضرت مرشد اعلیٰ نے بوقت قدم بوسی فرمایا ''اول تم کو معلوم ہوا تھا کہ منزل بمنزل پہنچو گے، سو شاہجہاں پور سے بدایوں آئے اور پھر یہاں آئے اور پھر تم کو دریافت ہوا کہ وقوف اوپر ایک شخص کے ہے وہ شخص استعفیٰ کوتوالی بدایوں تھا''۔ شیخ محمد بخش نے جو واقعہ خواب میں دیکھا تھا وہی زبان حضرت سے سنا، اعتقاد زائدالحد ہوا۔

روز دویم سر قدم مبارک پر رکھ کر استدعا بیعت کی قبول ہوئی، داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے، روز دیگر قلم دان سے کاغذ نکال کر چاک کرنا شروع کیے اور رقت قلبی کا نہایت جوش تھا اور گریہ وزاری اور اضطراری اور بے قراری عائد حال تھی۔ حافظ غلام احمد نبیرہ مولوی محمد علی صاحب وہاں موجود تھے، انھوں نے شیخ صاحب سے سبب دریدن کاغذ [کاغذ پھاڑنا] دریافت کیا، جواب دیا کہ ''تم جا کر حضور میں عرض کرو کہ محمد بخش ترک لباس کرتا ہے''۔ حافظ غلام احمد کو حضور یاد فرماتے ہیں یہ حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا کہ ''محمد بخش کا کیا حال ہے؟'' حافظ صاحب نے جو حال تھا وہ عرض کیا۔ حضرت نے محمد بخش کو روبرو طلب کیا اور بہت تسکین فرمائی، حالت اصلی پر آ گئے اور خیال ترک لباس دل سے دور ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب خانقاہ سے باہر آئے برملا کہنے

لگے کہ:

من بچشم سر درصورت مرشدی ومولائی خدارا دیدم

[ترجمہ:مَیں نے اپنی ماتھے کی آنکھوں سے اپنے پیرومرشد کی صورت میں جلوۂ الٰہی کا مشاہدہ کیا]

یہ حال مولوی محمد بخش صاحب کا ہدایت الخلوق سے نقل ہوا ہے اور کاتب الحروف سے حضرت مشیخت پناہ شیخ محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قصہ یوں بیان فرمایا کہ مجھ کو بحالت کوتوال شاہ جہاں پور احتراق الام ہوگیا تھا، صدہا علاج کرتا تھا پورا فائدہ نہ ہوتا تھا، جمع دار کوتوالی کی کارسرکار میں علی گڑھ کو گئی اور وہاں انھوں نے حضرت مرشدی مولائی کے حالات سے پلٹ کر مارہرہ آئے اور دولت بیعت حاصل کر کر شاہ جہاں پور آئے اور فضائل اور خرق عادات حضرت کے بیان کیا کرتے تھے۔ایک جلسے میں کوئی مرید حضرت کے ساکن شاہجہاں پور میرے پاس بیٹھے تھے کسی کام کو، جمع دار بھی آئے دونوں نے حضرت کی کشف وکرامت کا ذکر کیا، مَیں نے کہا ''جمع دار! مَیں تو جب جانوں تمہارے پیر کامل ہیں جو مجھے اچھا کر دیں''۔جمع دار جو کہ میرے ماتحت تھے کچھ نہ بولے، ان خان صاحب نے غصے سے کہا کہ ''ان کے نزدیک یہ بات کچھ بڑی نہیں ہے، اعتقاد شرط ہے''۔

اسی رات کو خواب میں دیکھا ایک شخص نہایت نورانی کشادہ پیشانی مشائخ صورت ملائک سیرت ہاتھ میں نشتر لیے سرہانے میرے جلوہ افروز ہے، ان کو دیکھ کر مَیں کھڑا ہوگیا فرمایا ''ہاتھ لائیں، فصد کھولوں''، مَیں نے ہاتھ دیا، انھوں نے ہفت اندام [سات مرتبہ] فصد کی۔ بعدۂ دوسرے ہاتھ کے ہفت اندام نشتر لگایا من بعد صافنین میں [دونوں پنڈلیوں کے نچلے حصے کی رگوں میں]، بعدۂ رگ پیشانی پر نشتر لگایا۔اس وقت میرے درد ہوا اور آنکھ کھل گئی۔

صبح کو مَیں صحیح وسالم بستر سے اٹھا اور تمام کپڑے خون میں تیرے ہوئے تھے، تمام شہر میں ان کا شہرہ ہوا۔ وہ خاں صاحب اور جمع دار بوقت سحر میرے پاس آئے اور کہا کہ ''تم نے ہمارے پیر کی نسبت کل کہا تھا کہ جب جانوں وہ کامل ہیں جو مجھ کو اچھا کر دیں، سو حضور تم کو اچھا کر گئے''۔ مَیں نے کہا ''تم اپنے پیر کی صورت بیان کرو''، انھوں نے حضرت کا حلیہ جو بیان کیا تو وہی صورت تھی جو مَیں نے دیکھی تھی، اس وقت زیارت حضرت کا مشتاق ہوا، ان خان صاحب نے

ایک غزل حضرت کی شان میں لکھی جس کا مطلع یہ ہے۔

عجب اعجاز رویا میں دکھایا آل احمد نے
جو روتے تھے انھیں آ کر ہنسایا آل احمد نے

بعد پانچ روز کے نوکری چھوڑ کر مارہرہ روانہ ہوا، جس وقت در دولت پہنچا اس وقت اندر خانقاہ کے بلالیا، مَیں قدم بوس ہوا، جو صورت خواب میں دیکھی تھی وہی صورت پائی۔ فرمایا ''شیخ محمد بخش! اچھے ہو گئے؟'' مَیں نے گستاخانہ عرض کیا ''پانچ فصدیں ہوئیں اب بھی اچھا نہ ہوتا''، اچھے کی قدموں کی برکت سے اب باطنی اچھا ہو جاؤں، دوسرے روز مَیں داخل سلسلۂ طریقت ہوا اور حضور نے خرقۂ خلافت عطا کر کر کمال نوازش فرمائی۔

تعالی اللہ عجب عز و علائے آل احمد ہے — فزوں تحریر سے مدح و ثنائے آل احمد ہے
قضا ہر وقت ان کی جنبش ابرو کی تابع ہے — قدر ہر آن خوہانِ اصائے آل احمد ہے
سیرانِ دہر کو ہے فخر جس کی پائے بوسی سے — وہ شاہ دو جہاں ادنی گدائے آل احمد ہے
لگاتے ہیں نعلینِ شوق عارف دیدۂ دل میں — بصارت بخش باطن خاک پائے آل احمد ہے
جسے ہو شوق دید روئے انورِ شاہ جیلانی — وہ آ دیکھے وہی نور بقائے آل احمد ہے
وہی زیر لوائے احمدی دن حشر کے ہوگا — بھری جس کے دل میں ولائے آل احمد ہے
خجالت سے ہوا ہے پانی پانی ابر نیسانی — جو دیکھے بارش ابر سمائے آل احمد ہے
کف امید کو بھر دیں گے میری نقد مطلب سے — فزوں حاتم سے بھی ادنی سخائے آل احمد ہے
شرف میں کیوں نہ ہم رتبہ مدینے کے کوئے مارہرہ — وہ جائے احمدی ہے اور یہ حال آل احمد ہے
وہ انساں بالیقیں محبوب ہے محبوب یزداں کا — بہ دل جو عاشق حسن و ادائے آل احمد ہے
محبوب آل رسول اب پیشوا میرا — معین دین احمد اور سخائے آل احمد ہے
کہوں کیا دیکھ لیں یہ چشم ظاہر اور باطن سے — وہ ہی علم و شرف اور اتقائے آل احمد ہے
اگر چہ بہتر و محبوب حق ہیں سب ولی اللہ — ولے کچھ اور شان کبریائے آل احمد ہے
ولی ابن ولی ابن ولی جو ذات اطہر ہو — ملا ایسا شرف کس کو سوائے آل احمد ہے
کریں ہیں فخر شیدان جہاں اس کی غلامی کا — عجب یہ صولت کلب سرائے آل احمد ہے
علاج درد دل میرا نہ ہوگا کچھ اطبا سے — مجھے بس کافی و شافی دعائے آل احمد ہے

نہ لا کچھ خوف اپنے دل میں اور حشر کا احسنؔ
کہ تو دل سے غلام با وفائے آل احمد ہے

شیخ محمد بخش کامل اور روشن ضمیر اور فنا فی الشیخ تھے۔ ہزار ہا آدمی ان سے فیض یاب ہوئے۔ ۱۲۷۴ھ میں بماہ رمضان مسند آرائے بہشت ہوئے، مرقد شریف رام پور میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد (آمین ثم آمین)

[۴۴۔ خادم حسین خان کی احوال پرسی]

نقل ہے کہ ایام عرس فرجد اعلیٰ میں خادم حسین خاں ابن مجو خان ساکن موضع بوڑہ جو مارہرہ سے سات کوس ہے، ہمراہ رحم علی خاں رئیس ایٹہ مارہرہ میں آئے اور محلّہ کمبوہان میں بخانہ حکیم امداد حسین ٹھہرے۔ حکیم امداد حسین نے کہا کہ "آج عرس شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، شیرینی تقسیم ہوگی، تم بھی چلو تبرک ملے گا"۔ خادم حسین نے کہا کہ "مَیں کبھی حضور میں گیا نہیں ہوں، لیکن جناب والد ماجد کو اس خاندان سے کمال عقیدت تھی اور حضور بھی ان پر کمال نوازش فرماتے تھے، تہی دست جانا مناسب نہیں، اگر نذر کے واسطے ایک روپیہ ہوتا ضرور جاتا"۔ امداد حسین نے کہا "وقت شب بھی آدمیوں کی کثرت ہوگی، حضرت تم کو نہیں پہچانیں گے"۔

آخرالامر باصرار امداد حسین خادم حسین خاں ہمراہ ان کے حاضر ہوئے۔ وقت مولود اژدہام تھا، خادم حسین خاں سب آدمیوں کے پیچھے بیٹھ گئے، بعد فاتحہ خوانی شیرینی حضرت نے روبرو طلب کیا، دست مبارک سے سامنے بلا کر ہر ایک کو حصہ دینا شروع کیا۔ جب نوبت خادم حسین پر آئی، حضور نے ان کے والد کا حال استفسار کیا، خادم حسین نے سب حال بیان کیا۔ من بعد حضرت مرشد اعلیٰ نے ان کو تبرک عطا فرمایا، یہ تبرک لے کر فرودگاہ پر آئے اور دویم پھر حضور میں حاضر ہوئے اور اپنے دل میں کہا کہ "رات حضور نے مجھ کو خوب نہیں پہچانا، اگر آج استفسار فرمایا تو بے شک وہ روشن ضمیر ہیں"۔ اس وقت مرشد اعلیٰ برائے نماز عصر مسجد میں تشریف لائے تھے، سب سلامی ہوئے۔ حضرت نے دست مبارک سے اشارہ فرما کر خادم حسین کو اپنے پاس بلایا اور سب حال پوچھا اور فرمایا "جب تک تم یہاں مقیم ہو، کہیں اور کھانا نہ کھانا، ہر روز یہاں سے جائے گا"۔ آداب بجالائے اور تا قیام کھانا یہاں سے دو وقتاں بلا ناغہ جاتا رہا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۵۔رحم علی خان کی مراد برآری]

رحم علی خاں جو ہم ردیف [ساتھ ساتھ] خادم حسین خان آئے تھے، انھوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر عارف اور کامل اور ولی اللہ حضور ہیں تو مجھ کو کوئی کتاب عنایت فرمائیں گے۔ جس وقت ان کو قدم بوسی حضرت مرشد اعلیٰ کی نصیب ہوئی ہنوز بیٹھنے نہ پائے تھے کہ حضرت مرشد اعلیٰ نے کتاب شاہد صادق ان کو عطا فرما کر کہا ''اس کو نقل کرا لینا اور وہ نقل اپنے پاس رکھنا، اصل واپس کر دینا اور اگر تمہارے گاؤں میں کاتب نہ ہو تو یہاں نقل کرا دی جائے گی''۔ انھوں نے عرض کیا حضور کاتب ہے، الغرض ایسے تفضلات پیر و مرشد اعلیٰ کے خاص و عام سب پر برابر تھے اور جو حاضر ہوا وہ خالی نہ گیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴٦۔حجرہ شریف کے صاحبزادے کی آمد کی پیشگی اطلاع]

عہد نواب آصف الدولہ بہادر میں بسیار شرفا ساکنان بلاد ہائے مختلفہ سپاہیوں میں نوکر ہو گئے تھے اور اکثر کی تعیناتی علاقہ میں ہوتی جاتی تھی۔ چناں چہ ایک مرتبہ چند اشخاص تورانی کہ مرتاض اور شاغل تھے ملک کٹھیر میں تعیناتی ہوئی۔ من جملہ ان کی ایک شخص مرزا رضا بیگ جو بڑے کامل تھے کثرت مزارات اولیاء اللہ دیکھ کر بدایوں میں رہ پڑے، گوشہ نشیں ہو کر یادِ الٰہی کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ وہ حضور پر نور میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کی بڑی خاطر کی، انھوں نے عرض کیا کہ ''ہمارے خاندان میں صاحبزادہائے حجرہ سے بیعت کرتے ہیں اور دوسری جگہ مرید نہیں ہوتے ہیں، مَیں نہایت حیران ہوں کہ ضعیف ہو گیا، وہاں کیسے حاضر ہوں''، حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''تم اپنے گھر کام میں مشغول رہو، کوئی صاحبزادہ حجرہ سے تمہارے گھر آئے گا، اس سے بیعت کر لینا''۔ رضا بیگ حضرت سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے، تھوڑے دن نہ گزرے تھے کہ ایک پیرزادہ حجرہ شریف کے ان کے گھر آئے، مرزا صاحب ان کے مرید ہو کر حضرت مرشد اعلیٰ کے کمال معتقد ہوئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۷۔محمد عظیم خان اور عبدالرحمٰن صدیقی کا درستگیٔ اعتقاد]

نقل ہے کہ ماہ شعبان ۱۲۲۷ھ میں دو حاجی الحرمین زائر روضہ غوث الثقلین ایک محمد عظیم خان، دوسرے شیخ عبدالرحمٰن صدیقی عبدالرحمانی ساکن مکہ معظّمہ جار بیت اللہ مارہرہ میں تشریف لائے اور بوساطت جناب فضیلت مآب مولوی سلامت اللہ صاحب قدم بوسی حضرت مرشد اعلیٰ کی حاصل کی۔محمد عظیم خان اگرچہ مرید بجائے دیگر تھے،مگر جب کعبۃ اللہ کو گئے تھے اس خاندان سے نہایت باعقیدت گئے تھے،اب جو یہاں کچھ روز ٹھہرے اعتقاد دست ہو گیا۔ ہر دو حاجی نے متفق ہو کر مولوی سلامت اللہ سے کہا کہ ''ہم بدایوں کو روانہ ہوں گے''۔

محمد عظیم خاں نے وقت شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مہیب بشکل حضرت مرشد اعلیٰ آیا اور کہا ''تو باعتقاد درست آیا تھا، اب باعتقاد دست جاتا ہے؟'' انھوں نے کہا ''اعتقاد جب درست ہو، جب قلب میرا جاری ہو''،فرمایا ''اٹھ قلب تیرا جاری ہے''۔آنکھ ان کی کھل گئی،قلب حضرت مرشد اعلیٰ قدس اللہ تعالیٰ نے حسب معمول قدیم زیارت کا وظیفہ پڑھ کر خانقاہ میں تشریف لائے ،اس وقت سب خاص و عام حاضر ہوئے۔محمد عظیم خاں سے استفسار فرمایا ''تم کون کون شغل کرتے ہو؟'' عرض کیا ''حضور پر روشن ہے''۔من بعد جناب مرشد اعلیٰ نے ایک مسودہ اشغال کر کے مولوی سلامت اللہ سے کہا ''تم محمد عظیم خان کو تلقین کرو''،اور محمد عظیم خاں معنی کلمہ کے ہر ایک سے پوچھتے تھے،حضرت مرشد اعلیٰ سے بھی پوچھے۔حضرت مرشد اعلیٰ نے لاالٰہ الا اللّٰہ کے وہ معنی ارشاد فرمائے کہ ہزار ہا اسرار نفی و اثبات کے ان کے دل پر کھل گئے۔

دوسرے روز محمد عظیم زیارت حضرت فرجد اعلیٰ میں مراقب تھے،ایک شیر سامنے آیا، مارے ہیبت کے کھڑے ہو گئے، جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت ہیں۔

القصہ محمد عظیم خان ہر روز اس طرح کی واردات دیکھ دیکھ کر کمال معتقد ہو گئے۔ ہمیشہ کو آستانہ بوسی اختیار کی اور مارہرہ میں مقیم ہوئے اور حاجی عبدالرحمان کا یہ حال تھا کہ رہے تو مارہرہ میں مگر برگشتہ اور منحرف رہے، جب کوئی پوچھتا تھا ''تم مرید کس کے ہو؟'' وہ کہتے تھے ''مَیں رسول اللہ ﷺ کا مرید ہوں،مرید ہونے سے کیا ہے یا طلب زر یا طلب مولا،سو طلب زر مجھ سے نہیں طلب مولا کو توسل رسول اللہ کا کافی ہے، پھر کسی کے ہاتھ میں کیوں ہاتھ دوں؟'' اور تنہائی میں عبدالرحمٰن نسبت حضرت کے کلمات ناسزا کہتے تھے۔

ایک دن حضرت نے ان کو روبرو طلب فرما کر ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''تم مجھ کو کلمات ناسزا کہتے ہو، وہ کانپ کانپ کر قدوم مبارک پر گر پڑے اور کہنے لگے انك ولی اللّٰہ [بے شک آپ اللہ کے ولی ہیں] پھر فرودگاہ پر آئے اور وقت زوال خواب میں دیکھا کہ روبرو حضرت کے ایک طشتری میں چٹنی رکھی ہے اور حضور فرماتے ہیں کہ ''حاجی کھاؤ''، انھوں نے انکار کیا۔ اس عرصے میں بیدار ہو گئے اور اس خواب کو حاجی محمد عظیم خاں سے بیان کیا۔ اس اثنا میں حضور نے ان کو طلب کیا، حاجی نے جس طرح خواب میں دیکھا تھا اس طرح جلسہ پایا اور حضرت چٹنی کے متواضع ہوئے، ان کو اپنی خواب یاد آئی، کہنے لگے انك ولی اللّٰه [بے شک آپ اللہ کے ولی ہیں]

دوسرے روز باغ میں کیلے کی پھلیاں دیکھیں، دل میں خطرہ آیا کہ اگر حضرت بزرگ ہیں تو یہ پھلیاں مجھ کو عنایت فرمائیں، بعدۂ مکان سکونت پر آئے، دوسرے روز حضرت رونق افروز ہوئے اور وہاں حاجی عبدالرحمٰن کو طلب فرما کر ارشاد کیا ''تمہارا دل کیلے کی پھلی کو چاہتا ہے جاؤ ایک توڑ لو''، انھوں نے کہا انك ولی اللّٰہ [بے شک آپ اللہ کے ولی ہیں] پھر آپ نے محافظ باغ سے کہا سب پھلیاں کیلے کی توڑ لاؤ، وہ توڑ لایا، آپ نے سب حاجی عبدالرحمٰن کو دے دیں اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا علی السبیل تذکرہ سب بیان کر دیا۔ انھوں نے انك ولی اللّٰہ [بے شک آپ اللہ کے ولی ہیں] کہہ کر کہا ''اب مجھ کو مرید کر لو''، حضرت نے فرمایا ''تم کو مریدی کی کیا حاجت ہے، تم رسول اللہ کے مرید ہو؟'' آخر بسعی مولوی سلامت اللہ صاحب داخل سلسلۂ طریقت ہوئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۸۔ حضرت مولانا عبدالملک پر نظر عنایت اور ان کی بیعت وخلافت]

محسن جہاں رہبر گمراہاں فخر الابرار عابد شب بیدار مورد مراحم جناب باری محمد عبدالملک انصاری بدایوں ایک مدت سے ارادہ بیعت کا رکھتے تھے، لیکن عقیدہ کرسی نشین نہ ہوتا تھا۔ جب **مولانا عبدالمجید** بیعت کر کر آئے، انھوں نے فضل وکمال حضرت کے بیان کیے، ان کو آرزو قدم بوسی کی ہوئی، دل میں عزم بالجزم کیا کہ مارہرہ جا کر قدم بوسی حضور کی حاصل کروں۔ ہنوز یہ عزم پورا نہ ہوا تھا کہ عالم رویا میں دیکھا کہ جناب مرشد اعلیٰ مسجد ناگران میں تشریف لائے اور ان سے فرمایا ''وضو کے واسطے پانی لاؤ''، یہ پانی لائے، حضرت نے اس سے وضو کیا اور اسی مسجد میں

دوگانہ ادا کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا آؤ۔ ان کی آنکھ کھل گئی، نہایت ذوق وشوق دل میں تھا۔

بعد دو روز کے شیخ محمد شفیع عثمانی [برادر شاہ عین الحق] اور محمد سلیم اللہ کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ بعد قطع منازل آستانہ بوسی سے فائز ہوئے، اسی روز دوگانہ ادا کرکر محمد سلیم اللہ اور یہ داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے اور عنایت حضرت مرشد اعلیٰ کی جو ان کے حال پر تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ بعد ایک ہفتے کے نقد مطالب باطنی وظاہری دامن میں بھر کر بدایوں آئے اور جو کچھ حضور سے اذکار واشغال عطا ہوئے تھے اس میں مشغول رہے۔

بعد چھ مہینے کے پھر مارہرہ کو چلے، جب قصبہ سوروں سے ایک کوس آگے بڑھے، کیا دیکھتے ہیں کہ مسافر ترساں ولرزاں چلے آتے ہیں، یہ وہاں کھڑے ہوگئے اور پوچھا کہ ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' کہا ''قطاع الطریق [ڈاکو] آتے ہیں، اب قافلے کو لوٹیں گے''۔ انھوں نے سب کی تسلی و تسکین کی۔ اس میں دیکھا کہ پانچ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور لوٹنے کا ارادہ کیا، انھوں نے کمان میں تیر جوڑا، انھوں نے کہا ''تم چلے جاؤ تم سے کچھ غرض نہیں ہے''، انھوں نے کہا ''اگر کسی پر ہاتھ بھی ڈالا تو ایک کو جیتا نہیں چھوڑوں گا، تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ''۔ آخر کو وہ سوار خوف زدہ کانپتے ہوئے اور طرف کو چلے گئے، یہ آگے کو روانہ ہوئے اور سب قافلہ ایک ساتھ چلا۔ جب یہ حضور میں پہنچے اور قدم بوسی حاصل کی، حضرت نے فرمایا ''خوب قزاقوں [ڈاکو] سے مقابلہ کیا!'' انھوں نے عرض کیا کہ ''حضور کی توجہ سے''۔

بعد چند روز کے گھر آئے اور عارضہ وجع مفاصل [جوڑوں کا درد] اور تشنج [اینٹھن] میں مبتلا ہوئے، ہر چند علاج کرتے تھے کچھ آرام نہ ہوتا تھا، دس مہینے کامل بیمار رہے، نہایت ضعیف ہوگئے تھے، نماز لیٹے لیٹے تیمّم سے پڑھتے تھے۔

ایک دن جامع مسجد میں صبح کی اذان ہوئی، ان کی آنکھ کھلی، ہر چند تیمّم کو ہاتھ اٹھاتے تھے، ہاتھ نہ اٹھتے تھے، نہایت رنج ہوا، اسی حالت میں سو گئے اور قبل سونے کے حضرت مرشد اعلیٰ سے رجوع کی، عالم رویا میں دیکھا، دو آدمی نورانی سامنے کھڑے ہیں، ایک نے سبقت کرکر برابر پہلو کے آکر ان سے کہا ''اٹھو وقت نماز کا جاتا ہے''، انھوں نے عرض کیا ''طاقت اٹھنے کی نہیں، کیسے اٹھوں؟ اور کیسے نماز ادا کروں؟'' اس شخص نے سیدھے ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑ کر اور الٹا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر ان کو بٹھلا دیا اور دوسرے شخص جو پیچھے ان کے کھڑے تھے ان سے انھوں نے پوچھا

''یہ کون حضرت ہیں؟'' کہا ''یہ شاہ ابو برکت اللہ صاحب ہیں''۔

جب یہ یعنی عبدالملک خواب سے بےدار ہوئے، بالکل صحیح سالم تھے کچھ اثر وجع کا بالکل باقی نہ تھا۔ فوراً وضو کرکر نماز ادا کی اور بعد برآمد آفتاب دوگانہ شکرانہ ادا کیا، بعدہٗ مسجد خرمہ میں تشریف لے گئے لوگ متعجب تھے کہ کل وہ حال تھا آج یہ حال ہے۔ پھر خود انھوں نے پانی چاہ سے کھینچ کر غسل کیا۔

بعد دو روز کے نامۂ فیض شمامہ آیا اور اس میں لکھا تھا کہ علاج بیماری کا موقوف کرنا انھوں نے حسب الحکم عمل کیا اور یہ حاضر حضور ہوئے۔ ارشاد ہوا بیماری تمہاری رفع ہوگئی پھر عود نہ کرے، اس بات سے تم گیارہ ڈنڈ ہر روز کر لیا کرو، یہ اس کے پابند ہوئے اور حضور سے رخصت ہوکر بدایوں آئے۔ اکثر لوگ ان سے واسطے بیعت کہا کرتے تھے، یہ کہتے تھے ''اول تو مجھ کو اجازت نہیں دوسری مجھ میں لیاقت نہیں خود مرید ہونے کی، مَیں کس کو مرید کروں؟''

ایک مرتبہ مولوی غلام معین الدین مارہرہ کو گئے تھے، انھوں نے حضور سے استدعا لوگوں کی کی اور انکار ان کا بیان کیا۔ حضرت نے اجازت خاندان قادریہ کی اور مثال بہ دستخط خاص مزین فرما کر بدست غلام مولوی معین الدین شیخ عبدالملک کو عطا فرمائی۔ جب مولوی صاحب موصوف بدایوں میں آئے، عبدالملک سے کہا ''اب تجھ سے استدعا بیعت کی کرے، ہرگز انکار نہ کرنا''۔ انھوں نے کہا ''مولوی صاحب! تم کو مجھ سے ہنسنا نہ چاہیے، مَیں تمہارا خورد ہوں''۔ مولوی صاحب نے وہ مثال ان کو دی، انھوں نے بوسہ دے کر سر پر رکھ لی۔

بعد ایک سال کے جب عبدالملک حضور میں حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا ''عبدالملک کس قدر آدمیوں سے توبہ کرائی اور داخل سلسلہ کیا؟'' انھوں نے عرض کیا ''اپنے آپ میں اس کام کی لیاقت نہ پاتا''، حضرت نے بچشم عتاب فرمایا ''یہ اجازت خاندان برکاتیہ ہے، اس میں لیاقت اور نہ لیاقت سے کیا غرض ہے، بزرگان سلف نے کچھ اپنی لیاقت پر نظر نہیں کی تھی، یہ سوچ لیا تھا کہ شاید کسی کے ہاتھ میں تاثیر ہو جس سے ہماری بھی نجات ہو جائے ان کو اس کام سے جائے دم زدن نہ رہی''۔

رخصت ہوکر گھر آئے پھر جو کوئی بیعت کو کہتا تھا مرید کرتے تھے، آدمی بہت اچھے بزرگ تھے، کرامات بھی ظاہر ہوتی تھیں۔ ۱۳؍رمضان ۱۲۵۷ھ میں راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ مزار مقدس

مابین قاضی حوض اور قلعہ بدایوں سمت غرب اور حوض سے جانب شرق ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۹۔شیخ محمد ظہیرالدین کو خلافت اوران کی مطلب برآری]

شرافت پناہ شیخ محمد ظہیرالدین (ساکن بدایوں محلّہ قاضی ٹولہ) سابق میں حضرت مرشد اعلیٰ سے خاندانِ چشتیہ بہشتیہ میں بیعت کی تھی، بعدش باغوائے اخوان الشیاطین حضرت سے منحرف ہو گئے تھے اور سیاحی اختیار کی تھی، جس جگہ جاتے تھے عقدہ نہ جمتا تھا۔ ایک مرتبہ مارہرہ میں آئے اور سرائے میں ٹھہرے۔ ایک شخص ساکن مارہرہ سے ملاقات ہوئی، دو چار گھڑی باہم باتیں ہوئیں، پھر اس شخص کا یہ ارادہ ہوا کہ حضور میں جا کر قدم بوسی حاصل کرو۔ ان سے کہا ''مَیں حضور میں جاتا ہوں تم بھی چلو''، انھوں نے لحاظ سے انکار نہ کیا، دل میں کہا کہ ''فقرا اور مشائخ زمانہ حال میں کہاں ہیں دکان داری ہے، آدمیوں کو جال میں پھانستے ہیں''۔ حضور میں پہنچے اور دولت قدم بوسی حاصل کی۔ حضرت نے فرمایا ''شیخ ظہیرالدین! خیریت سے ہو؟'' انھوں نے کہا الحمد للہ۔ بعد کچھ تھوڑی دیر کے انھوں نے رخصت چاہی، حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''بیٹھو اور حال ہماری دکان داری کا دیکھو''۔

میر حکیم علی دیوان اور چودھری خواجہ علی خاں رئیس سہاور [سے] آتے ہیں، دو چار روپے نظر دیں گے اور ایک ہفتہ رہیں گے، تین روپے روز سے کم خرچ نہ ہوگا۔ اس گفتگو میں دونوں صاحبوں نے آ کر دولت قدم بوسی حاصل کی اور چار روپے نذر گزاری۔ مع چالیس آدمیوں کے آٹھ روز مقیم رہے۔ یہ حال دیکھ کر شیخ ظہیرالدین نہایت نادم ہوئے اور ہر روز یوں ہی واردات تازہ دیکھتے تھے۔

اس عرصے میں ایک فقیرزادہ نو وارد سرائے ہوا اور پالو [پالتو جانور] اپنا سرائے میں باندھ کر حضور میں گیا۔ حضرت نے کمال مہربانی اور نوازش فرما کر قیمت گھاس و دانہ اور کرایہ خانہ پاس سے عنایت فرمائی اور کہا ''کھانا یہاں سے جائے گا، فکر نہ کرنا''۔ جو کھانا یہاں سے گیا، کچھ بہت تکلف نہ تھا، درویش کہ بندۂ شکم تھا بے ہودہ بکنے لگا، کہا ''اونچی دکان پھیکا پکوان ہے''۔ شیخ ظہیر الدین نے کہا ''ایسا بزرگوں کی شان میں کہنا موجب نقصان ہے''، وہ کم بخت اور تیز ہوا۔

صبح شیخ ظہیرالدین جب حضور میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا ''وقت شب جو فقیر وارِدِ

سرائے نے میری نسبت کہا اچھا کہا، لیکن مرید کو چاہیے کہ اہانت مرشد کی نہ سنیں اور ایسے آدمی سے ہم کلام نہ ہو کہ موجب فساد اور سستئ اعتقاد کا ہے''۔ اس عرصے میں وہ فقیر بھی حاضر ہوا، حضرت مرشد اعلیٰ نے اس سے فرمایا کہ ''اس فقیر سے کیا قصور ہوا تھا کہ وہ وقت شب بعوض طعام دشنام [گالی] دی، حالاں کہ طریقۂ مہمان داری میں کچھ خلل نہ ہوا اور کہتے ہو کہ خاندان چشتیہ میں مرید ہوں، دیکھو اس خاندان عالیہ میں خلفا نے کس قدر نفس کشی کی ہے۔ چناں چہ آں حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا سنا ہوگا کہ ایک روز ایک قلندر تراب نامی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور کوئی شئے دنیاوی آپ سے طلب کی اور وہ چیز اس وقت آپ کو مل نہیں سکتی تھی، آپ نے غور کیا، اس نے سترہ زخم چھری کے چہرۂ مبارک پر اور چشم پر لگائے، حضرت مخدوم نے اس جگہ پر تامل فرما کر قلندر سے کہا کہ ''تو میرے حجرے میں چھپ رہے ورنہ لوگ تجھ کو زندہ نہ چھوڑیں گے''۔ پھر ہر چند لوگوں نے اسے تلاش کیا، پتہ نہ لگا۔ وقتِ نیم شب اس قلندر سے کہا اس وقت میدان خالی ہے، تو چلا جا، وہ فوراً چلا گیا۔ حاکم وقت کے بھی ہاتھ نہ آیا۔ بعد اس معرکے کے ایک درویش بکمال نے مخدوم صاحب کو لکھا دست از جفا کاراں سے اس قدر تحمل نہ چاہیے۔ حضرت نے اس کے جواب میں لکھا:

چوں حوالت ہائے ایں ضررے جائے دیگر است...... نم نم آمد گر بگویم کز فلاں رنجیدہ ام۔

بزرگان سلف کا یہ حال تھا''۔

وہ فقیر نہایت پشیمان اور نہایت نادم ہوا۔ روز دیگر شیخ ظہیر الدین بعد نماز تہجد دل میں سوچنے لگے کہ اول شجرۂ قادریہ پڑھوں یا چشتیہ پڑھوں جو کہ مرید خاندان چشتیہ میں تھے، اول شجرۂ چشتیہ پڑھا۔ دوسرے روز جب حضور میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا کہ اس کی کیا فکر ہے کہ کون سا شجرہ پڑھوں، ہر دو خاندان واحد ہے۔

شیخ ظہیر الدین نے ایسی ایسی واردات ہر روز دیکھ کر توبہ کر کر تجدید بیعت کی اور خلافت چاہی، خلافت عطا ہوئی، بعد سرفرازئ خلافت اپنے گھر آئے۔ بعد تھوڑے عرصے کے دیہہ معافی ان کا تحصیل دار نے قرق کیا۔ انھوں نے کد و کاوش بہت کی کچھ کارگر نہ ہوئی۔ لا چار ارادہ جانے حیدر آباد کا کیا اور واسطے اجازت کے حضور میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا ''اول بریلی جا کر تدبیر گاؤں کی کرو، ان شاءاللہ چھوٹ جائے گا، وہاں سے آ کر حیدر آباد جانا''۔

یہ مارہرہ سے آ کر بریلی کو گئے اور حاکم کو چند مرتبہ سوال دیا، کوئی سنوا نہ ہوا۔ پھر وہ حاکم دوری کو گیا یہ بھی ہمراہ گئے۔ جب آنولہ میں مقام ہوا انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان نہایت مصفہ ہے، اس مکان میں بہت مستورات مسن فرتوت [نہایت ضعیف اور عمر دراز عورتیں] بیٹھی ہیں، ان کے درمیاں حضرت مرشد اعلیٰ کھڑے ہیں، ان کو خیال ہوا کہ حضرت مکان سے کہیں جاتے نہیں یہاں کیسے آئے؟ حضرت نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کی دل جمعی فرمائی، اس میں ان کی آنکھ کھل گئی۔

جب صبح ہوئی، یہ کچہری گئے، حاکم نے ان سے کہا حقیقت تمہاری ثابت ہوئی اور تمہارے گاؤں سے کوئی معترض نہ ہوا۔ انھوں نے عرض کیا ''مَیں مدت تک خراب ہوا ہوں میرا سوال ملاحظہ نہ ہوا''۔ حاکم نے ان کا سوال نکلوا کر سنا اور اس پر حکم لکھوایا کہ شیخ ظہیر الدین کے گاؤں سے تحصیل دار مزاحمت نہ کرے۔ یہ اسی روز وہاں سے روانہ ہو کر گھر آئے پھر حضور میں حاضر ہوئے، عرض کیا ''اب کہاں جاؤں؟'' حضور نے فرمایا ''اب فرخ آباد جاؤ''۔ یہ فرخ آباد گئے وہاں حاکم صدر بورڈ کے یہاں حاضر ہوئے۔ اس نے ان سے پوچھا ''تم کون ہو؟ کیوں آئے ہو؟'' انھوں نے سب حال کہا، اس نے ایک چٹھی بنام کلکٹر بریلی لکھ بھیجی۔ شیخ ظہیر الدین کے گاؤں سے تعارض نہ کیا جائے اور ایک چٹھی بطور سند کے ان کو دی، یہ خوش وخرم گھر آئے اور دعا ترقی درجات حضور میں مشغول رہے۔ ظہیر الدین رئیس بدایوں سے تھے، قبر قاضی حوض پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۰۔نوازش نامے نے دوا کا کام کیا]

شیخ محمد یوسف عباسی رئیس بدایوں (مرید حضرت مرشد اعلیٰ) عرصہ ونیم سال سے عارضۂ سخت میں مبتلا تھے۔ ہر چند دوا کرتے تھے کچھ آرام نہ ہوتا تھا، یہاں تک مرض کا اشتداد ہوا کہ نوبت ہلاکت پہنچی، لاچار ہو کر عرضی حضور میں ارسال کی وجواب عرضی نوازش نامہ حضور کا آیا، فقط اس قدر تھا ''برادرم ادویہ دافع مرض ایشاں می رسد'' [تمہارے مرض کی دوا پہنچ جائے گی] محمد یوسف نے دوائے ظاہری کا خیال کیا اور سمجھے کہ حضرت نے کسی آنے والے کے ہاتھ کچھ دوا بھیجی ہے۔ جب کوئی مارہرہ سے آتا تھا اس سے طلب گار دوا کے ہوتے تھے، جب کہیں دوا کا پتہ نہ لگا لاچار ہو کر بیٹھ رہے، لیکن مرض بالکل جاتا رہا جو کہ مرض ظاہر میں سے تھے، یہ نہ سمجھے یہ نوازش نامہ

ہی دوا ہے۔جس وقت نوازش نامہ مطالعہ کیا تھا اسی وقت بیماری جاتی رہی تھی اگرچہ ان کو بظاہر کچھ تمیز نہ ہوئی۔سبحان اللہ! نوازش نامے نے معجزۂ عیسوی دکھایا۔

جب یہ حضور میں حاضر آئے، حضور نے فرمایا ''محمد یوسف دوا تم نے بہت تلاش کی، انھوں نے عرض کیا، وہ نوازش نامہ ہی دوا تھا، اس سے اچھا ہوگیا''۔ پھر محمد یوسف کو کبھی وہ عارضہ نہ ہوا۔ محمد یوسف متقی و ابرار تھے۔قبر بدایوں میں قریب تکیہ محبت شاہ کے کنارے میں حضرت قدوۃ الاولیا زبدۃ الاصفیا حضور بدرالدین صاحب ولایت قدس سرہ اللہ پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۱۔شیخ محمد شہاب الدین پر تہمت لگانے والے کی ذلت]

راست آگیں درست یقین شیخ محمد شہاب الدین مرید حضرت مرشد اعلیٰ بہ علاقہ معلم گری موضع ککرالہ میں نوکر تھے۔کسی شخص حاسد نے ان کو علت ابنہ [لواطت] سے متہم کیا۔تمام دیہات میں وہ امر کاذبہ شائع ہوا، ہر ایک نے زبان طعان کھولی، یہ بے چارے بوڑھے آدمی بحر تحیر میں غرق تھے۔اب اس حاسد کے اغوا سے لوگوں نے قصد ان کی ایذا رسانی کا کیا جو کہ اُن پر یہ تہمت سخت نظری کی گئی تھی، یہ نہایت پریشان تھے اور بہ مقتضائے بشریت زندگی ان کو وبال ہو گئی، لاچار ہو کر بجناب مرشد اعلی رجوع کی۔

رات کو عالم رویا میں حضور کی رویت ہوئی، انھوں نے عرض کیا ''یا حضرت! مَیں نے آپ کا دست مبارک پکڑا ہے، ہر مہم میں آپ کا ہی آسرا ہے، ان دہاقین [دیہات کے رہنے والوں] میں اس قدر میری ذلت وخفت ہوئی ہے کہ خدا دشمن کی نہ کرے''۔حضرت نے فرمایا ''خاطر جمع رکھو، حامی تمہارے سید برکت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، تمہیں کچھ مضرت وایذا نہ پہنچے گی، جس نے متہم کیا ہے وہ ذلیل و پشیمان ہوگا''۔ بعدش ان کا ہاتھ پکڑ کر مجلس جناب رسالت مآب ﷺ میں لے گئے، یہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے قدموں پر گر پڑے۔حضرت مرشد اعلیٰ نے عرض کیا ''اس غلام کو حضور کے ناحق ظالموں نے متہم کیا ہے اور درپئے ایذا ہیں''، حکم ہوا جو کچھ تم نے کہا ہے وہی ہوگا۔بعدۂ یہ خواب سے بیدار ہوئے اور اپنا وظیفہ پڑھنے لگے۔

جب روز روشن ہوا وہ شخص مفتری آیا اور ان کے قدموں پر گر گر کر کہنے لگا ''میری خطا معاف کرو، مَیں نے بے موجب تم کو رنج کیا ہے، وقت شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا اس نے

ایک طمانچہ زور سے سر پہ مارااور کہا تو نے ناحق شیخ شہاب الدین کو متہم کیا ہے، انھوں نے کہا کہ تو سب کے سامنے یہ حال بیان کر دے تو تیرا قصور معاف کر دوں گا''۔ اس نے سب لوگ جمع کیے اوران کے روبرو کہا ''مَیں نے ناحق میں حضرت پر اتہام کیا تھا اس کی سزا پائی''۔ انھوں نے اس کی خطا معاف کر دی، پھر جس جس نے گستاخانہ کلمات کہے تھے انھوں نے توبہ کی۔ حضرت شیخ شہاب الدین نے سب کی خطا معاف کی، عزت ان کی پہلے سے دوبالا ہوئی۔ قبر شیخ شہاب الدین کی قاضی حوض پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۲۔ خواہش کے باوجود گوشت تناول نہ فرمانے کا سبب]

واقف رموز جزوکل شاہ بازگل صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور میں حاضر تھا۔ ڈیرھ پہر رات گئے تھے حضرت مرشداعلیٰ نے طعام طلب فرمایا، خادم نے کھانا حاضر کیا۔ مَیں نے دیکھا کہ چند نان گندم اور ایک پیالے میں گوشت اور ایک پیالے میں دال مونگ تھی۔ حضرت نے دال تناول فرمائی اور گوشت میں ہاتھ نہیں ڈالا اور فرمایا ''اے بازگل! اس وقت اگرچہ طبیعت گوشت پر مائل ہے، لیکن قسمت میں میری نہیں ہے اور کی قسمت کا ہے''۔ یہ ہی گفتگو تھی کہ شاہ غلام غوث نے زنجیر ہلائی، محمد دائم نے مطلع ہو کر عرض کیا کہ غلام غوث دروازے پر کھڑے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ آئیں، انھوں نے عرض کیا کہ ''ایک سیاح بعد تقسیم طعام وارد روضہ ہوا ہے، معلوم ہوا کہ بھوکا ہے''۔ حضرت مرشداعلیٰ نے وہ پیالہ گوشت کا اور بقدر قوت روٹیاں اپنے سامنے سے اٹھادیں، یہ مَیں کرامت دیکھ کر قدموں پر گر پڑا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۳۔ حضرت شیخ اشرف علی انصاری کو پیر کامل کی تلاش]

واقف رموز خفی وجلی شیخ محمد اشرف علی ابن شیخ ولی محمد انصاری ساکن بلدہ میر اور محلّہ اشرف ٹولہ متعلقہ مرادآباد نے اپنا حال محمد افضل سے یوں بیان کیا کہ جس وقت مجھ کو خواہش بیعت کی ہوئی، سات مرتبہ اجمیر کو گیا اس امید پر کہ وہاں زائر دور دور کے آتے ہیں، وہاں کوئی نہ ملا۔ نیز تالی ملک مارواڑ میں گیا، وہاں میاں فیض علی شاہ کی خدمت میں چند سال رہا، پھر جے پور کو آیا اور شاہ مولوی ضیاالدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ من بعد فتح پور کو واسطے زیارت حضرت سلیم چشتی

کے گیا۔ بعدۂ قاوہ باغ کو گیا، پھر شاہجہاں آباد میں آیا اور خدمت میں مولانا محی الدین صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور میاں غلام علی شاہ صاحب اور میاں صابر بخش کے گیا اور دو برس مَیں ان حضرات کی خدمت کرتا رہا مگر مطلب دل کا نہ پایا۔ بعدۂ صعوبت سفر اختیار کر کے بمقام لکھنوتی، گنگوہ متعلقہ سہارنپور گیا اور ایک مدت تک خدمت گزاری میاں الٰہی بخش صاحب اور میاں قلندر بخش صاحب کی، بعدۂ پیران کلیر گیا اور چھ مہینے وہاں مقیم رہا، بعدۂ دھنورہ گیا، وہاں سے پاک پٹن گیا، دو برس تک صاحبزادے حضرت فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں رہا۔

غرض کہ اس طور عرصے تک مثل مجنون صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کی، لیکن کہیں لیلیٰ مراد سے ہم آغوش نہ ہوا، جوانی تمام ہوگئی، اب پھرنے کی طاقت نہ رہی، لاچار بھرت پور میں نوکری کر لی اور وہاں لوگوں سے رابطہ اتحاد زائد الحد ٹھہر گیا۔ شیخ محبّ اللہ صاحب کمبوہ ساکن سیتھل سے (کہ سرکار بھرت پور میں نوکر تھے) مَیں نے ایک دن اپنا حال بیان کیا۔ انھوں نے اوصاف اور کمالات اور خرق عادات حضرت مرشدی ومولائی کے بے حد بیان کیے۔ مَیں فوراً نوکری چھوڑ کر سیتھل آیا اور وہاں بھی حضور کے فضائل سنے، نہایت اشتیاق دامن گیر ہوا، مثل مجنون کے مارہرہ کو روانہ ہوا۔

بعد طے مسافت مارہرہ میں پہنچ کر درگاہ شریف میں ٹھہرا، ابھی کسی سے ملا نہ تھا کہ ایک خادم آیا اور اس نے کہا کہ ''اشرف علی کون صاحب ہیں؟ ان کو حضور طلب فرماتے ہیں''۔ سنتے ہی ورطۂ تحیر میں ڈوب گیا کہ حضرت میرے نام کو کیا جانے مَیں نے تو اپنا نام کسی کو ابھی بتایا بھی نہیں ہے، پھر سمجھا کہ آفتاب ہدایت اس ذرۂ بے مقدار پر یہیں سے چمکے گا۔ مَیں فوراً حاضر حضور ہوا اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ اس وقت مجمع عظیم تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ اگر تنہائی ہوتی تو خوب حال عرض کرتا۔ حضرت مرشدی ومولائی نے حاضرین سے ارشاد فرمایا ''اب تم صاحب رخصت ہو''، سب رخصت ہوئے۔ مجھ سے ارشاد فرمایا ''مقام خلوت اور تنہائی ہے جو کچھ مدعا دل ہو کہو''، مَیں نے از اول تا آخر سب احوال بیان کیا۔ حضرت نے ایسی توجہ فرمائی کہ سالہا سال کی گرد صعوبت سفر سے جو دل آلودہ تھا بالکل صاف ہوگیا، مَیں نے قدوم مبارک پر گر کر یہ شعر پڑھا:

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز　　　کامیکہ خواستم ز خدا شد میسرم

طالع کی یاوری سے دولت ابدی پائی، مَیں اس روز داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوا اور حضرت

نے یہ خلعت فاخرہ دستار وکرتہ و پائجامہ ودوپٹہ سرفراز فرمایا اور جو کچھ مطلب اور مقصد دل تھا وہ حاصل ہوا۔ شیخ اشرف علی مشاہیر خلفائے حضرت اعلیٰ میں تھے، بہت لوگ مرید تھے۔ ۱۲۳۵ھ میں انتقال ہوا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۴۔ مولانا سلامت اللہ کشفی کی مہلک مرض سے شفایابی]

ایک گردش فلکی سے وبا کی کثرت ہوئی، اکثر خلق اللہ راہیٔ ملک بقا ہوئی، جس پر فضل خدا تھا چندروز کی کشمکش میں رہ کر بچ گیا۔ اس عرصے میں جناب فضیلت مآب فخر العلما مولانا سلامت اللہ صاحب اخص الخاص مرید حضرت کے کسل مند ہوئے جو کہ مولوی صاحب ہر ایک سے محبت و اتحاد رکھتے تھے، سب دست بدعا تھے اوران پر غلبہ بیماری کا سب سے زیادہ تھا، اکثر بے ہوش رہتے تھے۔ والدین اور برادران مولوی صاحب کے مضطرب حال ہو کر عرضی حضور میں ارسال کی، اس کے جواب میں نوازش نامہ آیا، یہ عبارت دستخط خاص لکھی تھی'' رفتاً وآمداً و باز رفتاً از خیریت است'' اور یہ رباعی لکھ کر ارقام فرمایا تھا کہ اول وآخر سات مرتبہ درود پڑھ کر ہفت مرتبہ پڑھنا:

اے درصفت ذات تو میران کہ دمہ در ہر دو جہاں خدمت گہ تو بہ
علت تو ستانی و شفاہم تو دہی یارب تو بفضل خویش بشتاب بدہ

جب نوازش نامہ آیا فقرہ پیشانی مکشوف نہ ہوا۔ مولوی صاحب کو صحت کلی ہوئی، دو چار روز بآرام تمام رہے، من بعد بیماری نے عود کیا۔ ایک بیماری سابق کا ضعف دوسری مرض دوبارہ کا صدمہ اس قدر تکلیف ہوئی کہ تمام بدن بے حس وحرکت ہوگیا۔ شب وروز بے حس وحرکت اور بالکل مردہ پڑے رہتے تھے، سانس چلتی تھی اور کچھ نہ تھا۔ تمام اقارب جمع تھے، کسی کو امید جاں بری کی نہ تھی، ہر ایک کف افسوس ملتا تھا، زار زار روتا تھا۔

ایک دن وقتِ شام قدرافاقہ ہوا، دوسرے روز پھر وہی حال ہوا۔ تین روز تک یہی حالت رہی، ان کے والدین کو نہایت رنج والم تھا اور یہ فکر لاحق تھی کہ اگر ان کا یہی حال رہا تو فاتحہ یازدہم کس طرح ادا ہوگی اور یازدہم مولوی صاحب کے یہاں بہت دھوم سے ہوئی تھی، اسی فکر میں مکرر عرضی حضور میں ارسال کی، پھر عنایت نامہ مزین بدستِ خاص آیا، وہ یہ ہے:

عزیزمن خط رسید وخیالِ خود بود حالاں کہ مبادا کے تپ عود کند بنا برآں بقلم رفتہ بود والداً بعض رفتاً از خیریت است در خط سابق مفصل بنا برخوف آں برخوردار نہ نوشتہ بود چرا کہ از اندیشہ ہم مرض عود می کند خاطر جمع دارند و فاتحہ آں جناب و خوبی تمام خواہد شد و بروز بروز ترقی خواہند ماند جمع خاطر والدین نمودہ باشند مضمونِ خط واحد است دریں ایام خبرگیری محتاجان بسیار خواہد نمود جلد صحت خواہد شد دریں شک نیست از فضل الٰہی خاطر جمع دارند

والسلام

اور ہمراہ نوازش نامہ جناب میاں جی محمد منور صاحب کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ:

سابق نوازنامہ والا بآں فضیلت مآب عزیز ابراز شدہ بود و پیشانی خط بدستخط خاص مزین فرمودہ بودند کہ رفتاً و آمداً بعض رفتاً از خیریت است ہما وقت از احقر ارشاد شدہ بود کہ ایں مضموں را فہمیدیں بندہ از کرد کہ غلام ایں مضمون را نہ فہمیدہ فرمودہ کہ اول لفظ رفتاً مراد از بیماری است بلفظ آمدن مراد از صحت بلفظ رفتن دوئیم مراد از صحت است بلفظ خیریت مراد است کہ انجام بخیر خواہد شد بندہ را ہما وقت آگاہ و گواہ کردند کہ مولوی سلامت اللہ را بعض مرض خواہد شد، لیکن بعض ازاں صحت بالکل خواہد شد

جس وقت نوازش نامہ اقدس اور خط میاں جی صاحب کا آیا فوراً اچھے ہوگئے اور روز بروز صحت ہونے لگی۔ تین روز میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ تاریخ نہم ربیع الثانی سے تا ہفت دہم ماہ مذکور ہر روز محفل شریف بڑی دھوم دھام سے کری۔

مولوی سلامت اللہ صاحب بڑے فاضل تھے، آخر شاہ عبدالعزیز ثانی مشہور ہوئے۔ ۱۲۴۰ھ میں بدایوں سے لکھنؤ تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرما کر مجتہد شیعان سے مباحثہ مذہبی تحریر کیا اور مجتہد کو لاجواب کر کر اور لکھنؤ میں دوسری شادی کر کانپور میں آئے اور سلسلۂ مشیخت جاری کیا اور بہت ریاست پیدا کی۔ آخر ۱۲۸۲ھ میں راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ قبر شریف کانپور میں ہے۔ ہزار ہا آدمی مرید تھے، سلسلۂ طریقت اچھی طرح جاری کیا تھا، کرامات بھی ظاہر ہو جاتی تھیں۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۵۔''مذہب اہل سنت حق ہے'']

شرافت پناہ حافظ محمد شرافت اللہ متوطن بدایوں (مرید حضرت مرشد اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل ہے کہ مَیں ایک مرتبہ ہم راہ خال اکرم حافظ غلام محمد بطریق سیر [پیدل] اکبر آباد کو جا تا تھا اور چند اشخاص دیگر امرنا سے ہم سفر تھے۔ ازاں جملہ شیخ بشارت اللہ اور شیخ ظہیر الدین (کہ دونوں مرید حضرت کے تھے) اور منشی احسان علی بھی ہم راہ تھے۔ مَیں اور منشی احسان علی ایک بہلی میں سوار تھے، باہم سخانانِ دل ان پر ہوتے تھے۔ جب کاس گنج سے روانہ ہوکر مارہرہ میں پہنچے تذکرہ حضرت کے کشف وکرامات کا ہوا، منشی احسان علی کبھی فیض یاب قدم بوسی سے نہیں ہوتے تھے۔ کہنے لگے ''اگر وقت ملاقات ذکر شیعہ وسنی کا کریں تو مَیں جانوں کون سا مذہب حق تو روشن ضمیر ہے''۔

جس وقت ہم حضور میں پہنچے، سعادت قدم بوسی حاصل کر چکے، حضرت مرشدی ومولائی نے استفسار خیریت فرمائی اور کمالِ خاطر داری سے پیش آئے اور منشی احسان علی سے مخاطب ہوکر فرمایا ''بھائی احسان علی! خیال سنی شیعہ کا کیا ہے، مَیں خود شیعہ ہوں اور سنی ہوں، سامنے ہمارے دروازے کے مزار شہدا کے ہیں، جانتے ہو وہ شیعہ تھے یا سنی؟'' احسان علی نے خجل ہوکر عذر کیا کہ ''بندے نے بطور امتحان نہ کہا تھا بلکہ واسطے ثبوت مذہب کے کہا تھا''، حضرت نے فرمایا ''مذہب اہل سنت حق ہے'' اور شیخ ظہیر الدین نے خیال باندھا تھا کہ حضرت مجھ کو کھانا تنہا کھلائیں، ان سے حضرت نے ارشاد کیا، ''بھائی ظہیر الدین! آج تم کھانا حافظ صاحب کے ساتھ کھاؤ، کل تم کو تنہا کھلائیں گے''۔ چناں چہ دوسرے روز انھیں تنہا کھانا کھلایا۔

اور ایک شخص احمد علی شاہ سیاح متوطن پٹنہ شیعۃ المذہب بھی ہم راہ تھا، اس نے اپنے دل میں کہا ''یا حضرت! اپنی زبان سے کلمۃ الحق فرمائیں تب مَیں جانوں گا ولی ہیں'' اور کلمۃ الحق اصطلاح رفاض میں کلمات الباطل سب ولعن [گالی گلوچ اور لعن طعن] کو کہتے ہیں، جس وقت یہ رافضی حضور کے روبرو ہوا، حضرت نے فرمایا ''میاں احمد علی شاہ کلمات الحق یہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ سو میرے اختیار میں ہے تمہارے سوا سب سے کہلوا سکتا ہوں''۔ پھر در و دیوار سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی آواز آنے لگی اور سب حضار [حاضرین] کلمہ پڑھنے لگے۔ احمد علی شاہ کی زبان بند ہوگئی، بعدہٗ حضرت نے سکوت فرمایا۔ احمد علی شاہ پر ایک

حالت طاری تھی اور سب ہم راہی پشیمان تھے۔

بعدۂ سب رخصت ہوکر فرخ آباد کو گئے، وہاں سید زاہد علی صاحب مشائخ مشہور تھے ان سے مَیں نے پوچھا کہ ''وقت ذکر اسم اللہ کے کیا معنی تصور کروں؟'' انھوں نے کہا ''کہیں مرید ہو؟'' مَیں نے کہا ہوں، سید صاحب نے کہا ''وقت ذکر اسم اللہ کے تصور اپنے پیر کا کرو، اس وقت یہ عقدہ حل ہوگا''۔ مَیں نے ویسا ہی کیا، اسی رات خواب میں دیکھا حضور ارشاد فرماتے ہیں ''یہ کلمات پڑھتے رہو

الٰہی نعمت کہ از فضل خود بما ارزانی فرمودہ است اثر ایشاں دہ و ہر بیماری کہ دارند توشفادہی

جس وقت خواب سے بے دار ہوئے، یہ کلمات یاد تھے، حسب الارشاد پڑھنا شروع کیا، ہزاروں دروازے فیض و برکت کے کھل گئے۔ حافظ صاحب موصوف آدمی اہل نسبت تھے، اپنے پیر سے اعتقاد بہت تھا اور ذاکر شاغل تھے، فقرا کی خدمت سے زیادہ شوق تھا، قبر بدایوں میں قاضی حوض پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵٦۔ خواجہ نقش بند خاں داخل سلسلۂ عالیہ]

یہ نقل ہے کہ نواب فیض اللہ خاں ساکن دہلی ۱۲۲۹ھ میں جہت استحصال شرف قدم بوسی حضور میں حاضر ہوئے۔ بعد چند روز کے عزم وطن کا کیا اور حسب الارشاد جناب فضیلت مآب مولوی صاحب شاہ محمد سلامت اللہ کو ہمراہ لے گئے۔ سکان دہلی نے جو اوصاف حمیدہ اور اخلاق عظیم مولوی صاحب کے ملاحظہ فرمائے نہایت معتقد ہوئے، اکثر نے بیعت کی۔ چناں چہ نواب غلام حسین خاں نے بہ اجازت اپنے والد جناب فیض اللہ خاں صاحب مولوی صاحب سے بیعت کی۔ بعد دو ماہ مولوی صاحب موصوف مع غلام حسین خاں اور خواجہ نقش بند خاں داماد نواب صاحب موصوف بہ ہمراہی چالیس پچاس آدمی پاپیادہ وسوار کے مارہرہ میں آئے۔ خواجہ نقش بند خاں صاحب سعادت قدم بوسی حاصل کرکر داخل سلسلۂ نقش بندیہ ہوئے جو کہ ایام یازدہم نزدیک تھے مولوی صاحب مع خواجہ صاحب واعزہ بدایوں آئے۔

محمد افضل کہتے ہیں کہ مجھ سے خواجہ نقش بند خاں نے احوال محمد اسلم خاں اپنی ہمراہی کا یہ بیان

کیا کہ سابق میں محمد اسلم خاں فقرا سے نہایت متنفر تھے اور ہر ایک کو برا کہتے تھے، جس وقت حضور میں پہنچے اور قدم بوسی حاصل کی، حضرت نے اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھا، فوراً بے طاقت ہو کر زمین پر گر پڑے اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے، دو چار گھڑی یہی حال رہا۔ پھر فرمایا ان کو مسجد میں لے جاؤ، حضار حکم بجالائے۔ بعد تھوڑی دیر کے افاقہ ہوا، زار زار روتے تھے اور شوق ترقی پر تھا، ضبط نہ ہو سکتا تھا۔ پھر حضور میں پہنچ کر اور قدم مبارک پر گر کر داخل سلسلۂ طریقت ہوئے۔

دوسرے روز جب حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا ''اسلم خاں وضو کر آؤ، لیکن بعد وضو حقہ نہ پینا، تم کو ایک شغل تعلیم کریں گے''، یہ حکم حضور بجالائے لیکن وضو کر کے جب چلے راہ میں کوئی ہم راہی ان کا حقہ لایا، انھوں نے پی لیا اور حضور میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا کہ ''منع کیا تھا حقہ نہ پینا، حقہ پی لیا، تجدید وضو کر آؤ''، یہ نہایت نادم ہوئے اور تجدید وضو کیا۔ حضرت نے ایک شغل تعلیم فرمایا، ہزاروں فیض کے دروازے ان کے دل پر کھل گئے۔ محمد اسلم خاں بہت معتقد ہوئے۔ محمد اسلم خاں آدمی بہت بزرگ تھے، قبر مبارک دہلی میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۷۔ ستر حال]

جناب فضیلت مآب شیدائے محبوب سبحانی شیخ محمد ریاض الدین سہسوانی مصنف 'ریاض احمدی' مرید خاص الخاص حضرت مرشد اعلیٰ کے تھے اور اکثر خدمت شریف میں رہا کرتے تھے۔ جس وقت حضور معلیٰ آرام فرماتے تھے، یہ ہاتھ پاؤں دابا کرتے تھے اور اکثر ان کو غنودگی آجاتی تھی۔ ایک دن یہ پاؤں مبارک کو دابتے تھے، یکایک ان کے ہاتھ سے پائے مبارک غائب ہو گئے، انھوں نے لحاف پر ہاتھ پھیرا حضرت کو نہ پایا، لحاف اٹھا کر دیکھا، غالیچہ خالی تھا، حضرت کا پتہ نہ تھا۔ نہایت تعجب میں آ کر کہنے لگے آج تو مجھ کو غنودگی بھی نہیں آئی جو کہوں حضرت کہیں چلے گئے، یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی خیال میں تھے کہ حضرت نے بستر پر کروٹ لی اور ان کے ہاتھ میں پائے مبارک آ گئے۔ ان کو تعجب بالائے تعجب ہوا، یہ سمجھے ذات واحد حقیقی میں محو ہے اور جسم پورا ہی گاہے غائب ہو جاتے ہیں گاہے ظہور فرماتے ہیں۔ کمال ادب سے یہ واقعہ حضور سے عرض کیا حضرت نے ہنس کر فرمایا ''شیخ ریاض الدین! تمہاری عادت غنودگی کی ہے، یہ معاملہ تم نے خواب میں دیکھا ہوگا''، شیخ ریاض الدین خاموش رہے۔ شیخ ریاض الدین بڑے بزرگ صاحب

اوقات تھے، یہ نہیں معلوم کہ خلیفہ بھی تھے یا مرید تھے۔ قبر مبارک سہسوان میں ہے۔

خدا وندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۸۔حضرت حافظ غلام علی شاہ اور آیات جلالی کی اجازت]

جناب طریقت مآب سیادت دست گاہ حافظ غلام علی شاہ خلیفہ حضرت مرشد اعلیٰ ساکن شاہ جہاں پور محمد افضل سے یوں درخشاں ہوئے کہ ایک مرتبہ حضرت مرشد اعلیٰ نے مجھ کو آیات قرآنی پڑھنے کا حکم فرمایا اور ایک چلے کی میعاد مقرر کی تھی اور فرمایا تھا ''گوشت گاؤ اور مچھلی نہ کھانا، آیات جلالی ہیں''، مَیں حسب الارشاد پابند ہوا۔

ایک دن سہواً گوشت گاؤ کھا لیا، وقت شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بے سر آغشتہ مجنون میری طرف آتا ہے اور دو آدمی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے اس کے ساتھ ہیں، وہ دونوں آدمی میرے پاس آ کر کہنے لگے ''اس کے مجروح کرنے میں حافظ بھی شریک ہیں''، مَیں نے خواب کو دیکھا لباس ترکانہ پہنا تھا اور خود وعروہ [لوہے کی ٹوپی اور دستہ] سے مسلح تھا، باوجود مسلح ہونے کے یہ خوف طاری ہوا، یہ معلوم ہوا کہ جان تن سے نکل گئی، ناگاہ دیکھا کہ حضرت مرشدی و مولائی تشریف لائے اور دو بدو...... پر لگا کر کھڑے ہوئے۔ بعدہٗ ازراہِ خشونت اور عتاب ان کی طرف عصا ہلایا بہ مجرد ہلانے عصا کے عصا سے ایک تلوار نمودار ہوئی، اس کی چمک سے میری آنکھ کھل گئی، کچھ نہ دیکھا۔ سمجھا کہ خواب میں یہ واقعہ بسبب کھانے مچھلی کے پیش آیا ہے، الا بتوجہ حضرت نجات پائی۔ من بعد ایام ما بقی [اس کے بعد جو بقیہ ایام تھے] با حتیاط تمام کر کر روانہ مارہرہ کا ہوا۔ جس وقت حضور میں پہنچا حضرت نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا ''یا حافظ جی! مچھلیوں نے خوب تماشہ دکھلایا''۔ مَیں قدوم میمنت لزوم پر گر کر عذر کرنے لگا، فرمایا ''اب ایسی حرکت وقوع میں نہ آئے''۔

حافظ غلام علی شاہ اجل خلیفہ حضرت کے تھے، لوگ کرامات بہت بیان کرتے ہیں، یہ قطعہ ان ہی کا ہے:

ہمیں یک مجرب عمل یاد ہے　　　کہ ہر درد کا اپنے درماں ہوا
لیا دل سے جب آل احمد کا نام　　　وہیں عقدہ لاحل آسان ہوا

مزار شریف شاہجہاں پور میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۹۔حکم کی خلاف ورزی کرنے کا نتیجہ]

سلیقہ پیرائے لالہ دانی رائے قوم کائستھ متوطن بیرون قلعہ بدایوں مدت سے بے کار اور نان شبینہ کو محتاج تھے، ہر چند تلاش معاش کرتے تھے لیکن کہیں صورت نہ نکلتی تھی، اکثر حکام کو عرضی دیتے تھے، کوئی شنوا نہ ہوتا تھا۔ اتفاقاً جناب حقائق آگاہ شاہ بےفکر شاہ سے اور لالہ مذکور سے ملاقات ہوگئی۔ شاہ صاحب اکثر ان کے واسطے دعا کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مارہرہ کو تشریف لے گئے۔ لالہ صاحب پا پیادہ پیچھے سے حضور میں پہنچے اور بوساطت شاہ صاحب دولت قدم بوسی حاصل کی، شاہ صاحب نے دربارہ لالہ صاحب حضور میں عرض کیا، حضرت نے ان کی بہت تسکین فرمائی۔ بعد تین روز کے شاہ صاحب نے رخصت لالہ صاحب کے عرض کیا، جناب مرشد اعلیٰ نے ایک دستار طلب فرما کر لالہ مذکور کے سر پر باندھی اور ارشاد فرمایا ''یہ دستار قانون گوکی ہے''، دانی رائے فوراً قدوم پر گر کر آداب بجالائے۔

بعد چند روز کے کلکٹر صاحب بریلی سے بدایوں آئے، عملہ تحصیل کا بندوبست کیا۔ دانی رائے نے بھی کاغذ تیار کیا تھا وہ پیش کیا۔ کلکٹر صاحب نے منظور فرما کر ان کو قانون گو تحصیل بدایوں کر دیا۔ ان کے آباواجداد سے کوئی عہدہ قانون گوئی پر مقرر نہ ہوا تھا، یہ محض توجہ سے آپ کی قانون گو ہوئے اور حقوق بالائی بہت ہاتھ سے نہایت مال دار ہوگئے۔

جب روپیہ ناجائز ہاتھ آیا تو خلق خدا پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے حضور کو اطلاع کی، حضرت نے دانی رائے کو لکھا ''ایذارسانی خلق اللہ کی نہ چاہیے، اگر اپنی بہتری منظور ہے تو خلق اللہ کی دل جمعی کرو اور خاطر داری میں مصروف رہو اور درستی اعتقاد رکھو، درصورت خلاف نمائی فتنہ و فساد ہوگا تم نہ ہوگے''۔ دانی رائے نے کچھ عمل تحریر حضور پر نہ کیا اور اپنی عادت نہ چھوڑی۔ آخر ایک دن گھر کو کچہری سے جاتا تھا، راستے میں کس شخص نے تلوار ماری، فی النار ہوا۔ دیکھو حضرت کی توجہ سے کیا رتبہ پایا، خلاف ورزی میں مارا گیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۶۰۔مولوی شیخ خلق محمد کو نصیحت]

فضیلت پناہ مولوی شیخ خلق محمد متوطن بدایوں مع چند رفقا روانہ مارہرہ کے ہوئے اور قدم بوسی حاصل کر کر قیام کیا۔ روز دیگر واسطے کھانے کے سرکار سے رساول آئی۔ خلق محمد نے کہا ''تم سب

کھاؤ، مجھ کو تو آج حضرت نے بھوکا رکھا مَیں تو رساول نہیں کھاتا ہوں، مجھ کو ہضم نہیں ہوتے ہیں''، ہر چند لوگوں نے اصرار کیا، یہ شریک نہ ہوئے، لاچار سب نے رساول کھائی۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت مرشد اعلیٰ درگاہ میں تشریف لائے، بعد فراغ وظائف جب خانقاہ کو چلے، خلق محمد بھی ہم راہ ہوئے، جب دروازۂ خانقاہ پر پہنچے، ایک خادم سے فرمایا ''مولوی خلق محمد ہیں جلد کھانا لاؤ''، اسی وقت موافق حکم کے خلق محمد کے واسطے کھانا آیا، انھوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔

بعد تین روز کے مولوی خلق محمد نے اجازت جانے کی چاہی، حضرت نے ارشاد فرمایا ''کون سی راہ سے جاؤ گے؟'' عرض کیا ''شاہ رمضان سے کمال اتحاد تھا اوران کے بیٹے غلام قطب باپ کا ملنے والا سمجھ کر پاس ادب بہت کرتے ہیں، سہاور ہو کر اور دو روز ان کے یہاں ٹھہر کر بدایوں جاؤں گا''۔ فرمایا ''جو کچھ موجود ماحضر ہو کھانا چاہیے انکار نہ کرنا کہ واسطے کہ خانہ درویش ہے'' اور فرمایا ''سمجھے؟''، انھوں نے کہا ''مَیں کچھ نہیں سمجھا''، پھر ارشاد ہوا کہ ''مثل رساول نہ ہو کہ مَیں نہیں کھاؤں گا، آج مجھ کو بھوکا رکھا، یہاں بہ عنایت الٰہی ہر چیز موجود ہے، ہم کو روٹی کھلا دی، اگر وہاں انکار کیا، اس وقت وہ تمہاری مرغوب کہاں سے لائیں گے''۔ یہ نہایت نادم ہوئے اور روانہ ہو کر بدایوں آئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۶۱۔ میاں عبدالعلی قادری کی دلی تمنا پوری ہوئی]

شرافت پناہ نجابت دست گاہ میاں عبدالعلی صاحب قادری ساکن بلرام نے ایک مرتبہ آکر شرف قدم بوسی حاصل کیا، دل میں خیال گزرا، اگر حضرت صاحب قبلہ بوقت تقسیم طعام مجھ کو زمرۂ رفقا سے علیحدہ کھانا کھلا دیں، بلکہ میری فرودگاہ پر بھیجے جب مانوں روشن ضمیر ہیں۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے ویسا ہی کیا، بہت خوش ہوئے، پھر وسوسہ شیطانی گزرا یہ طریقہ اکثر مشائخین کا ہے۔ اب جس وقت مَیں حضور میں حاضر ہوں، حضور مکان اغیار سے خالی کر دیں، فقط مَیں اور آپ ہوں، تب خوب یقین ہو کہ آپ کامل ہیں۔ یہ حضور میں حاضر ہوئے، حضرت نے اسی وقت حاضرین کو رخصت کیا، یہ اپنے دل میں نہایت نادم ہوئے، پھر تنہائی میں اپنی مراد دلی کو ظاہر کیا، حضرت نے اس وقت ان کے دامن مطلب کو گوہر مقصود سے بھر دیا، یہ اپنے گھر بلرام تشریف لے گئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۶۲۔شیخ محمد صدرالدین کی اہلیہ کی بیعت]

جناب معظّمہ نانی صاحبہ کاتب کی بڑی عارفہ تھیں۔ بیبیاں برادری کی مارہرہ کو واسطے مرید ہونے کو چلیں، انھوں نے اپنے خاوند سے کہا ''میرا دل واسطے بیعت کو بہت چاہتا ہے مگر لاچار ہوں، نذر نہیں کرسکتی ہوں، مَیں کس طرح مرید ہوں؟'' جب سب قافلہ حضور میں پہنچا، مرد اور بیویاں مرید ہوچکیں۔حضرت نے جناب نانا صاحب شیخ محمد صدرالدین سے فرمایا کہ ''تھوڑے بتاسے تم بھی منگوالو، ان کو حیرت ہوئی، پہلے مرید ہو چکا ہوں، اب حضرت بتاسے کیوں منگواتے ہیں؟'' حسب الحکم انھوں نے بتاسے حاضر کیے، حضرت نے اس پر فاتحہ پڑھی، جو کلمات بوقت مرید کرنے کے فرماتے تھے وہ فرمائے۔ بعدہٗ اپنے دست مبارک سے تھوڑے بتاسے جناب نانا صاحب کو دیے اور فرمایا ''بھائی صدرالدین صاحب! یہ بتاسے اپنی زوجہ کو دینا، وہ ہی کھائیں، ہم نے ان کو مرید کرلیا اور شجرہ ان کی پٹاری میں سبز بقچے [گٹھری] میں ملے گا، نکال کر اچھی طرح رکھیں'' اور شیخ عبادت اللہ سے فرمایا کہ ''تم زوجہ شیخ صدرالدین کو دوگانہ پڑھا دینا''۔جب نانا صاحب نے یہ حال سب کہا انھوں نے پٹاری کے سبز بقچے میں شجرۂ دستخطی حضرت اپنے نام کا پایا اور شیخ عبادت اللہ نے اسی روز دوگانہ پڑھایا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۶۳۔حضرت شاہ عبدالحق بلرامی کو پیر کامل کی تلاش]

حقائق آگاہ میاں شاہ عبدالحق بلرامی نے درحالت دنیاداری اور روزگار سیر وسیاحت بہت کی تھی اور ہمیشہ تلاش کامل کی کیا کرتے تھے، آخر اپنے گھر بیٹھ رہے۔اسی حالت میں بیمار ہوئے اور شدائد مرض سے نہایت تکلیف ہوئی۔ایک شب عالم رویا میں جمال باکمال حضرت مرشد اعلیٰ سے مشرف ہوئے اور حضرت نے ہاتھ ان کا پکڑ کر فرمایا کہ ''اٹھو''، یہ اس وقت بے دار ہوئے اور بالکل آپ کو صحیح وسالم پایا، کچھ عارضہ نہیں تھا، سمجھے کہ کسی کامل نے ہاتھ پکڑا ہے، اس سے صحت ہوگئی، اب تلاش ان کی چاہیے۔اسی خیال میں پھر سیاحی کی، پھرتے پھرتے مارہرہ میں آنکلے۔ چھوٹی سرکار میں کسی کا عرس تھا، اس مجمع میں گئے، مگر اپنا مطلوب نہ پایا اور جگہ کا ارادہ کیا، کسی نے ان سے کہا ''یہاں ایک سرکار اور ہے وہ کلاں سرکار مشہور ہے''، انھوں نے اپنے دل میں کہا یہاں بھی چلنا چاہیے۔ یہ درِ دولت پر حاضر ہوئے اور خدام سے پوچھا ''حضرت کہاں ہیں؟''

لوگوں نے کہا ''وقت نماز ظہر قریب ہے، اب حضرت مسجد میں تشریف لائیں گے''، یہ مسجد میں جا بیٹھے۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت تشریف لائے، انھیں جو جمال با کمال رویا میں نظر آیا تھا وہی اب دکھائی دیا، فی الفور قدوم مبارک پر گر پڑے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''تم آ گئے؟'' اور عنایت بے غایت فرما کر کسی مکان میں ٹھہرایا، دوسرے روز داخل سلسلۂ طریقت فرمایا کہ ترک لباس کر کر صاحب خلافت ہوئے، بہت سے آدمیوں نے شاہ عبدالحق سے فیض پایا ہے، مزار شریف بلرام میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

☆☆☆

مقامِ سوم

در بیانِ کرامات شنیدہ از زبان ثقات

[۱۔زبان فیض ترجمان کی تاثیر]

حضرت قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین پیر ومرشد برحق ہادیٔ مطلق مولانا وہادینا ومرشدنا سید شاہ آل رسول صاحب زیب سجادہ برکاتی دام برکاتہم نے فرمایا ہے کہ:

ایک مرتبہ عالم حیات جناب مرشد قدس اللہ سرہٗ العزیز ایک کمبوہ بدرجہ غایت بیمار ہوئے، ہر چند علاج کیا، کچھ آرام نہ ہوا۔ ایک طبیب (کہ مرید حضرت کے تھے) کہنے لگے کہ'' آرام نہ ہوگا، مرض لاعلاج ہوگیا، کسی قدر روح بھی تحلیل ہوگئی''۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا'' ابھی وہ بہت دنوں زندہ رہیں گے''۔

مردے از غیب بیروں آید وکارے بکند

بعد چند روز کے ایک جوگی وارد ہوا اور اس نے بیمار کو کوئی کشتہ کھلایا، وہ بیمار بالکل اچھے ہو گئے جو حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا تھا وہ ظاہر ہوا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۔حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کی تکلیف کا ازالہ]

حضرت صدارت دست گاہ مقبول الہ آسمان سیر خواجہ محمد ذکراللہ بالخیر فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ موسم سرما میں اس قدر میرے دانتوں میں درد ہوا کہ مجھ کو تاب نہیں رہی، تمام رات آہ وزاری سے گزاری، قریب صبح نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ جناب پیر ومرشد جلوہ گر ہیں اور فرماتے ہیں کہ'' تمبا کو دانت تلے دابو''۔ جب مَیں خواب سے بے دار ہوا، تمبا کو اپنے پاس موجود پائی۔ حسب الحکم اسی وقت دانتوں کے نیچے دابی، اسی وقت درد جاتا رہا۔ پھر تاعمر حضرت شاہ صاحب کے دانتوں میں درد نہیں ہوا مگر شاہ صاحب تمبا کو بہت کھاتے تھے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۔قرآنی آیت سے علاج]

حضرت پیر ومرشد برحق فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ والدہ چھٹو میاں کی آنکھیں اس شدت سے دُکھتی تھیں کہ کسی طرح ان کو کَل [چین] نہیں تھی اور نہایت بےقرار تھیں۔ مَیں نے جا کر حضرت پیر ومرشد سے عرض کیا ارشاد فرمایا'' آیت اہل یثرب پڑھ کر دم کرو''، مَیں نے جا کر آیت شریف

کودم کیا فوراً درد جاتا رہا، جب سے اب تک عرصہ ساٹھ برس کا ہوا ان کی آنکھیں نہیں دکھیں۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۔سید جان علی بدایونی کی عصبیت اور عقیدت]

سید جان علی بدایونی اپنا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ مَیں سابق میں شیعۃ المذہب متعصب بدگو تھا، اسی زمانے میں آگرہ کو چلا۔ جس وقت سوروں سے چلا، خیال مارہرہ کا آ گیا، بسبب بُغض اس راہ کو چھوڑ دیا اور ایسی راہ چلا جس میں مارہرہ کو پشت رہی، اس کو بڑا کارِ ثواب سمجھا۔ ایک گاؤں میں جا کر شب باش ہوا، وہاں سے مارہرہ سات کوس تھا۔

رات کو خواب میں دیکھا ایک صحرا وسیع ہے اور وسط میں ایک مکان نہایت عمدہ بنا ہے اور بہت آدمیوں کا اژدہام ہے، لوگوں سے پوچھا ''یہ کیا مجمع ہے؟'' ایک شخص نے کہا ''مجلس امام انام جناب سید الشہدا حسین علیہ السلام ہے''، مَیں نے چاہا کہ مَیں بھی شریک ہوں، مکان مطہر تک گیا، دروازے پر دربان تھا، اس نے مجھے اندر جانے نہیں دیا، مَیں نے کہا کہ مالک مکان سے جا کر عرض کرو کہ ایک محبّ امام حسین علیہ السلام کا دروازے پر کھڑا ہے، اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ وہ اندر گیا اور معاً آیا اور مجھ سے کہا ''جاؤ''، مَیں اندر گیا دیکھا کہ جناب سید الشہدا مسند پر جلوہ افروز ہیں اور چند آدمی روبرو حضور کے دست بستہ کھڑے ہیں، نزدیک جا کر آداب بجالایا، کچھ حضور نے التفات نہ فرمایا۔ بعد ایک لحظے کے میرے دادا کا نام لے کر فرمایا ''فلاں شخص کو بلواؤ''۔ اس وقت دادا صاحب حاضر ہوئے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ''تمہارا نبیرہ جان علی ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور ہمارے پوتے سید آل احمد کا منکر ہے، اس کو یہاں سے نکال دیو''، دادا صاحب نے مجھے فوراً نکال دیا اور کہا ''اس مذہب سے توبہ کر اور حضرت سید آل احمد سے خطا معاف کرا''۔ اس میں میری آنکھ کھل گئی۔

نہایت شوق قدم بوسی حضرت قبلہ کا دل میں پایا، اسی وقت کہ کچھ رات باقی تھی، مارہرہ کو روانہ ہوا۔ خدا کی قدرت اب یہ خیال آیا کہ مارہرہ کو جوتا پہن کر جانا خلاف ادب ہے، جوتا اتار کر ہاتھ میں لے لیا، یہ ہوش نہیں تھا کہ منھ سے کیا کہتا جاتا تھا۔

چار گھڑی دن چڑھے مارہرہ میں آ گیا، اس وقت قدم بوسی میسر نہ ہوئی۔ جب حضور وظیفے سے فارغ ہوئے اور دربار عام ہوا، اس وقت مَیں بھی حاضر ہوا، حضرت نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا

''میاں جان علی کل خفا ہوکر چلے گئے تھے، آج داداصاحب کے بھیجے آئے ہو''۔میں قدم مبارک پرگر پڑا اور توبہ کی اور اسی روز داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوا۔ میر جان علی حضرت مرشد اعلیٰ کا نام بے وضو نہیں لیتے تھے اور جو کوئی حضرت کا ذکر کرتا تھا تو روتے روتے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ قبر بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۔ مفتی ببر علی کی بچپن میں گم شدی کا واقعہ]

نقل ہے کہ زوجہ مفتی محمد اسماعیل رئیس بدایوں مرید حضرت مرشد اعلیٰ کی تھیں اور کمال اعتقاد رکھتی تھیں۔ جس وقت کوئی کام ہوتا تھا حضرت سے مدد چاہتی تھیں، فوراً ان کا کام ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ منجھلے بیٹے ان کے مفتی ببر علی خورد سالی میں گھر سے خفا ہو کر بغیر اطلاع دیگرے اپنے گاؤں میں جا کر چھپ رہے، ہر چند تلاش کیا کہیں پتہ نہ لگا، ان کی والدہ کو نہایت قلق ہوا۔ آخر کو برہنہ سر ہوکر صحن مکان میں بیٹھ کر کہنے لگیں کہ ''میرے اچھے میاں ببرا کو ڈھونڈ لاؤ''، صبح سے دو پہر تک یہی کہتی رہیں۔ ایام گرماں کے تھے جب ان پر دھوپ آ گئی عورات نے سمجھایا کہ دالان میں بیٹھ کر عرض کرو، انھوں نے کہا ''جب تک میرا ببرا نہیں آئے گا یہاں سے نہ اٹھوں گی''۔ یہی گفتگو تھی کہ ایک دہقانی نے آ کر کہا کہ ''ببر علی گاؤں میں ہے، میں نے ہر چند سمجھایا کہ گھر چلو آتے ہیں''۔ لوگ گاؤں سے جا کر ببر علی کو لائے۔ جب ببر علی گھر میں آ گئے تب ان کی والدہ اس جگہ سے اٹھیں۔

جب مفتی ببر علی مع والدہ کے حاضر حضور ہوئے، حضرت نے فرمایا ''بھائی ببر علی بغیر اطلاع ایسے گھر سے نہ چلے جایا کرو، لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے'' اور فرمایا فلاں چوپال کس رخ ہے؟ اور فلاں مکان کا دروازہ اس طرف کو ہے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جلد میں حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ غرض کہ معلوم ہوا کہ ببر علی کو ڈھونڈنے کے واسطے حضرت وہاں تشریف لے گئے تھے اور جلدی میں وہ گاؤں ملاحظہ فرمایا تھا۔ والدہ مفتی ببر علی ولیہ صفات بی بی تھیں، قبر قاضی حوض پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[٦۔مولوی مبارز الدین کومخصوص گھڑے کے پانی سے شفا]

جناب والد ماجد قبلۂ دو جہاں [مولوی مبارز الدین بدایونی] فرماتے تھے کہ مَیں حالت صغر سنی میں مرید حضرت مرشد اعلیٰ کا ہوا تھا، اپنے والد ماجد کے ہم راہ گیا تھا۔ بعد پہنچنے اور مرید ہونے کے عارضہ دردِ چشم میں مبتلا ہوا۔ ایک رات یہ شدت درد کی ہوئی تو چلانے لگا۔ اس وقت **مولانا عبدالمجید صاحب** کو میرا حال معلوم ہوا، انھوں نے جا کر حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا ''ہماری سبو چہ [گھڑا] سے پانی لے جاؤ اور اس سے آنکھیں دھو، اللہ تعالیٰ شفا دے گا''۔ مولوی صاحب حسب الارشاد پانی لائے اور اپنے دست شریف سے آنکھیں دھوئیں، فوراً درد جاتا رہا اور تمام رات با آرام سویا۔ جب صبح ہوئی ہم راہ والد ماجد کے حضور میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا ''مبارز الدین کیا حال ہے؟'' مَیں نے عرض کیا ''اب تو بالکل اچھا ہوں''۔ جناب والد ماجد نے عرض کیا جو حضور سے پانی عطا ہوا تھا اس کے دھونے سے بالکل درد جاتا رہا، تمام رات چین سے سویا۔ **حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''بھائی وہاب الدین پانی [میں] کچھ برکت نہیں تھی، مولوی عبدالمجید کے ہاتھ کی برکت ہوئی، مولوی صاحب کے ہاتھ میں بڑی تاثیر ہے''۔**

جناب والد ماجد کو حضرت مرشد اعلیٰ سے کمال اعتقاد تھا اور حافظ دلائل الخیرات تھے اور دن رات میں علاوہ دلائل الخیرات کے دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور ایک ختم ہر روز دلائل الخیرات کا کرتے تھے اور حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا تھا ''مبارز الدین دلائل الخیرات نہ چھوڑنا''، سو یوم وفات دلائل الخیرات ناغہ نہ ہوئی۔ بوقت نزع بھی صلی اللّٰہ علیك یا محمد زبان پر جاری تھا، قبر سرائے ملا میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۷۔جناب محفوظ علی کو کلاہِ مبارک کا عطیہ]

ایک سال عرس میں بہت آدمی بدایوں کے تشریف لے گئے، من جملہ ان کے جناب حقیقت مآب فخر العابدین مشیخت دست گاہ شیخ محمد عبادت اللہ مع ظہور الحق صاحب خلیفہ حضرت مرشد اعلیٰ بھی تھے اور ہم راہ ان کے محمد ظفر علی اور ببر علی اور محفوظ علی تھے۔ دستور وہاں کا یہ تھا کہ جو لوگ جاتے تھے ان کو دستار اور کلاہ [ٹوپی] عنایت ہوا کرتی تھی۔ جس وقت تقسیم کلاہ کا وقت آیا، محفوظ علی

نے جناب حقیقت مآب سے عرض کیا کہ ''مَیں وہ کلاہ لوں گا جو حضرت کے سر پر ہے''، جناب حقیقت مآب نے ان کو بزرگانہ جھڑک دیا۔ جب تقسیم کلاہ شروع ہوئی تو حضرت نے دست مبارک سے ظفر علی اور ببر علی کو کلاہ عنایت فرمائی اور محفوظ علی کو اپنے پاس طلب کیا اور جناب حقیقت مآب سے فرمایا ''تم لڑکوں پر کیوں خفا ہوتے ہو؟ یہ ادب اور بے ادبی نہیں جانتے ہیں'' اور اپنے سر مبارک سے کلاہ شریف اتار کر محفوظ علی کو اڑھا دی۔ مفتی ظفر علی اور ببر علی اور محفوظ علی مرید حضرت کے تھے، قبور قاضی حوض پر ہیں۔

خداوندا برائے آلِ احمد ‏ نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۸۔خواہش کے مطابق بیر کا عطیہ]

میاں رسول بخش حسرؔ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بہت آدمی عرس شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں بدایوں کے حاضر تھے، من جملہ ان کے صاحبت مآب حکیم محمد قائم بھی تھے۔ ایک روز کھانا آنے میں دیر ہوئی، حکیم صاحب نے کہا ''اگر اس وقت حضور اعلیٰ کچھ بیر بھیج دیں تو وہ مثل ہوں، بھوکے بیرا کھائے کانڈہ تس پر سے مولی کا ڈانڈہ'' اور اس زمانے میں بیر پکے نہیں تھے۔ شروع زمانہ تھا بتلاش دو چار پکے مل جاتے تھے۔ ابھی ایک لحمہ نہ گزرا تھا کہ خادم حضور والا کا ایک طشتری میں عمدہ بیر رکھے ہوئے مجمع میں آیا اور کہا ''حکیم محمد قائم کون سے ہیں؟ حضور نے یہ بیر عنایت فرمائیں ہیں اور ارشاد کیا ہے حکیم صاحب اس کو تناول فرمائیں، عنقریب کھانا بھی بھیجتا ہوں''۔ اب وہ مثل ہوئی بھوکے بیرا کھائے کانڈہ تس پر سے مولی کا ڈانڈہ۔ حکیم صاحب نے عطیہ سرکار کو سر پر رکھا اور اپنے قول سے نادم ہوئے اور کہنے لگے:

خدا رکھے سلامت یوں ہی دائم آل احمد کو ‏ ہمیشہ دیکھوں اس مسند پہ قائم آل احمد کو

پھر بیر کھائے بعدہٗ انواع انواع کے کھانے حضور سے آئے، سب نے ہم راہ حکیم صاحب تناول فرمائے۔

خداوندا برائے آلِ احمد ‏ نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۹۔میاں رسول بخش حسرؔ کو فرزند ارجمند کی بشارت]

میاں رسول بخش حسرؔ سے نقل ہے کہ میرا ایک بیٹا مر گیا، اس کا صدمہ مجھ کو بہت تھا، اسی سال

حضور میں حاضر ہوا۔ بعد قدم بوسی دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت ارشاد فرمائیں کہ میرے فرزند زندہ رہنے کو ہوئے۔ [یعنی اگر اب بیٹا پیدا ہو تو وہ زندہ رہے] یہی خیال کرتا تھا کہ حضرت نے فرمایا ''میاں رسول بخش! اللہ تعالیٰ تم کو بیٹا دے گا اور وہ زندہ رہے گا، نام اس کا قادر بخش رکھیو''، مَیں آداب بجالایا۔ مولوی سلامت اللہ صاحب بھی اس وقت موجود تھے، ان کو خیال ہوا اگر دختر ہوئی تو قادر بخش نام کیسے رکھیں گے؟ اس وقت حضرت نے فرمایا ''مولوی سلامت اللہ اگر دختر ہوئی تو قادرن نام رکھیں گے، مگر میاں رسول بخش تم قادر بخش ہی نام رکھو''، مَیں دوبارہ آداب بجا لایا۔ بعدہٗ گھر آیا، صورت امید کی نظر آئی، بعد نو مہینے کے قادر بخش پیدا ہوئے۔ آج تک زندہ صاحب اولاد ہیں۔

اور میاں رسول بخش حسؔر بہت معتقد اور خوش عقیدہ مرید تھے، عابد شب بے دار اور تہجد گزار تھے، تا یوم وفات تہجد قضا نہیں ہوئی۔ ان کی تصنیفات میں بہت مدح حضرت مرشد اعلیٰ کی ہے۔ 'مثنوی دانش بینش' میں بہت مدح حضرت کی لکھی ہوئی ہے اور اس مثنوی میں قصہ دانش معمار کا بھی تین ہزار شعر میں ہے، کوئی شعر تلازم عمارت سے خالی نہیں ہے۔ یہ مثنوی حضور میں پیش ہوئی، داد دی، مطلع اس مثنوی کا یہ ہے ؎

خدا معمار ہے ارض و سما کا ۔۔۔ بیان کیا کیجیے قدرت خدا کا

حضرت نے فرمایا بھائی رسول بخش صاحب قدرت میں فک اضافت ہے، اگر یوں ہوتا تو کچھ برائی نہ ہوتی ''بیان کیا کیجیے صنع خدا کا''، پھر فرمایا وہی رکھو جو تمہارے قلم سے لکھا ہے۔ قبر میاں حسؔر کی سرائے ملا میں ہے اور میاں قادر بخش صاحب حضرت پیر مرشد برحق جناب شاہ سید آلِ رسول صاحب مدظلہم العالی کے مرید ہیں، قبر ان کی مسجد میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد ۔۔۔ نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۰۔ مولوی نجف علی کو ہدایت]

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مولوی داؤد علی صاحب رئیس بدایوں مع مولوی نجف علی فرزند حضور میں حاضر ہوئے۔ رات کو مولوی نجف علی کو احتلام ہوا، بہ سبب شرم والد غسل نہیں کیا اور جو کہ مذہب مولوی نجف علی کا ابتدا سے شیعہ تھا، بزرگوں سے عقیدت نہیں تھی، ہم راہ باپ کے حضور میں چلے گئے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے مولوی نجف علی سے پوچھا ''میاں لڑکے کیا پڑھتے ہو؟''

انھوں نے کسی کتاب کا نام بتایا، حضرت نے فرمایا ''نامِ حق بھی پڑھی ہے؟'' اُنھوں نے کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے فرمایا ''اس شعر کے معنی نہیں سمجھے؟''

در طلب کردن حقیقت کار　　　　از خدا شرم دار و شرم مدار

نجف علی نہایت نادم ہوئے اور مولوی داؤد علی سمجھ گئے کہ نجف علی حالت جنابت میں چلا آیا ہے۔

مولوی صاحب مرید خوش عقیدہ تھے، تا مرگ کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اور چھیانوے برس کی عمر میں کاتب نے ان کو صائم دیکھا جو کہ سب اولاد مولوی داؤد علی کی شیعہ تھی۔ بعد وصال تجہیز و تکفین مولوی داؤد علی کی بطور شیعہ ہوئی۔ ایک ثقہ نے مولوی صاحب سے خواب میں پوچھا کہ ''آپ کا مذہب کیا تھا؟'' فرمایا ''اہل سنت والجماعت''، اس نے کہا ''تجہیز و تکفین تو بطور شیعہ ہوئی''، فرمایا ''مردہ بدست زندہ، مَیں کیا کروں''۔ قبر قاضی حوض پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۱۔ حج کیے بغیر حاجی]

صاحب وجد و حال واقفِ راز میاں حاجی شاہ صاحب کا نسہ گر چمچہ ساز اپنی نقل کرتے ہیں کہ ایک وقت مارہرہ شریف میں مَیں اور بہت لوگ مؤدب بیٹھے ہوئے تھے، حضرت نے اس وقت بیر طلب فرما کر تقسیم کیے، فقط مجھ کو نہیں دیے اور خود تناول فرمانے لگے اور تخم [بیج] ان کے اپنے روبرو جمع کیے۔ جب بیر تمام ہوگئے، مجھے روبرو طلب کیا اور سب تخم دست مبارک میں لے کر مجھ کو مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا ''تم عمر بھر بیر کھاؤ گے''۔ بعد دو روز کے میں گھر آیا اور ان تخموں کو بو دیا اور مَیں نے پرورش کی، بہت جلد بارآور ہوئے، مَیں نے اور میری اولاد نے بہت مدت اس کے بیر کھائے۔

جب حاجی کا انتقال ہوا وہ درخت خشک ہوگئے اور حاجی صاحب کی قبر میں ان ہی درختوں کا تختہ لگایا گیا۔ حاجی صاحب کا نام دلیل تھا، وقت مریدی مرشد اعلیٰ نے ان کا نام حاجی شاہ فرمایا، وہ حاجی شاہ مشہور ہوگئے۔

تھی ہر ان کے ہیر کی ایسی کے دیکھیو　　　　بے حج کے حاجی حرم محترم ہوا

قبر حاجی شاہ کی بدایوں میں سرائے ملا میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۲۔مرشد طریقت ہر ایک مرید کو جانتے پہچانتے ہیں]

کالے خاں ساکن کریہ رہلو پرگنہ بدایوں دہیہ معافی کا تب خورد سالی میں دو چار گاؤں کی گلہ بانی کرتے تھے۔ان ہی دنوں میں ہم راہ جناب دادا صاحب مرحوم مار ہرہ کو گئے اور ہم راہ والد ماجد اور عم مرید حضور کے ہوئے ،بعد گھر آئے اور بیس برس سے زیادہ دادا صاحب کی خدمت میں رہے۔

بعد انتقال دادا صاحب ہم راہ والد ماجد پھر مار ہرہ کو چلے۔جس وقت کاس گنج سے آگے بڑھے، والد ماجد سے کہنے لگے''میاں بہت مدت ہوئی تب مرید ہوا تھا،حضور مجھے کیا پہچانیں گے؟ اور ہزاروں مرید ہیں،کیا سب کو پہچان جائیں گے؟ جب یہاں نہ پہچانا تو قیامت میں کیا پہچانیں گے؟ مَیں غریب آدمی روپیہ کیوں نذر کروں؟'' جناب والد ماجد نے کہا''حضرت سب کو پہچانتے ہیں،کالے خاں ایسی باتیں نہ کہو،روپیہ تو مت دیجیے چاہے دیجیے،مگر یہ خیال دل سے نکال ڈال''۔جب سب لوگ حضور میں حاضر ہوئے،اول حضرت نے کالے خاں کو سامنے بلایا اور فرمایا''کالے خاں! پچیس برس میں آئے ہو،تم شیخ وہاب الدین کے ساتھ آئے تھے اور مبارز الدین اور ذوالفقار الدین کے ساتھ مرید ہوئے تھے،اس وقت تم بچے تھے''۔کالے خاں قدموں پر گر پڑے۔حضرت نے اپنے ہاتھ سے ان کا سر اٹھایا،کالے خاں نے روپیہ پیش کیا فرمایا''رکھو، ابھی تو اور باتیں کرنا ہے''،سامنے بٹھلا کے فرمایا''تم جب شیخ وہاب الدین کے ساتھ آئے تھے تو کیا عمر تھی؟''انھوں نے کہا''گیارہ برس کی''،فرمایا''کیا پیشہ کرتے تھے؟'' کہا''چند دیہات کی بکریاں مزدوری پر چراتا تھا''،حضرت نے فرمایا''کتنی بکریاں تھی؟'' کہا''سوسوا سو بکری سے کم نہیں رہتی تھیں''، پھر فرمایا''اتنی بکریوں کا چرانا اور پانی پلانا اور بھیڑیوں سے بچانا سب کر لیتے تھے؟'' کالے خاں نے کہا''حضور سب کر لیتا تھا''،حضرت نے فرمایا''اب یہ بتاؤ یہ تمھیں پہچان کیسے تھی کہ یہ بکری فلانے کی ہے،اس کے گھر پہنچاؤں؟'' کالے خاں نے کہا''حضرت جی بڑی پہچان ہوگئی تھی، بھلا جس کو چرائیں اس کو پہچانیں گے نہیں!'' حضرت نے فرمایا''کالے خاں! ایسے ہی پہچان پیروں کو ہے،جس کا ہاتھ پکڑیں گے اس کو پہچانیں گے نہیں اور جیسا تم بکری کو رکھاتے تھے ایسا ہی پیر مریدوں کو رکھاتے ہیں،تم اپنے سامنے رکھاتے ہو اور پیر ہر جگہ موجود اور بے موجود میں برابر کا ہے''۔کالے خاں پھر قدموں پر گر پڑے اور روپیہ نذر کیا،حضرت نے

روپیہ لے لیا اور فرمایا "بڑا سر پھرائی کا روپیہ ہے"۔ جب کالے خاں گھر کو چلے تب کالے خاں کو سات روپے فرخہ آبادی دیے۔ قبر کالے خاں کی کوہریا میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۳۔ مریدین کی دست گیری اور حاجت روائی]

جناب شہادت مآب قبلۂ کعبۂ دو جہان عم عالی مقام شیخ محمد ذوالفقار الدین مرحوم مغفور مرید حضرت مرشد اعلیٰ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں بہ تقریب دورا ہم راہ حاکم فوج داری بہ مقام اوسہت مکان جناب عم شیخ محمد وزیر الدین صاحب پر فروکش ہوا تھا، حاکم نے حکم کوچ کا دیا تھا، لہٰذا پھر رات رہے اٹھا اور آدمیوں سے کہا تیاری چلنے کی کرو۔ اس اثنا میں مَیں نے سنا کوئی شخص شجرہ قادریہ برکاتیہ پڑھتا ہے، مَیں نے آدمی سے کہا "یہ کون شخص پڑھتا ہے؟" اس نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کوئی مسافر مسجد میں ٹھہرا ہے، وہ پڑھتا ہے۔ مَیں نے ان کو پاس بلایا، بوڑھے آدمی سیاح وضاع تھے، مَیں نے ان سے پوچھا "حضرت آپ کس کے مرید ہیں؟" فرمایا "سید آل احمد مارہروی کے"، پھر چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور صبح کے بعد تک بے ہوش رہے، مجھے ان کے ساتھ محبت ہو گئی۔ جب ان کو ہوش آیا، مَیں نے ان سے پوچھا کہ "حضرت! آپ کس زمانے میں مرید ہوئے تھے؟" فرمانے لگے "میاں! مجھ بے چارے کی سرگزشت یہ ہے کہ خال بزرگ وار میرے کفش بردار حضور پرنور کے تھے اور بزمرۂ سواراں ملک دکھن میں مامور تھے۔ ایک مرتبہ مجھ کو بھی لے گئے اور بزمراں سواراں نوکر کرا دیا۔ اکثر واسطے بیعت کے مجھ سے کہا کرتے تھے مَیں کچھ خیال نہ کرتا تھا۔ ایک بار رضا حاصل کر کر وطن کو چلے، مَیں بھی ہم راہ تھا، راہ میں پھر مجھ سے بیعت کے واسطے کہا، مَیں خاموش ہو رہا۔ وہ خوش ہوئے، سمجھے کہ یہ راضی ہو گیا، بایں سبب انھوں نے ارادہ مارہرہ کا کیا۔ ناگاہ ایک جنگل میں پہنچے کہ سوائے خاردار درختوں کے اور کچھ نہ تھا، سب اس میں باتیں کرتے چلے جاتے تھے، ناگاہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شیر مہیب [ڈراؤنا] درختوں سے نکل کر سدِ راہ ہو گیا، اسے دیکھ کر سب کے ہوش اڑ گئے، جان قالب سے پرواز کرنے لگی، مجھے خیال آیا ماموں صاحب مرید کرنے لے جاتے تھے، اچھے مرید ہوئے سیدھے ہی گھر کو جاتے، یہ بلا کاہے کو آتی۔ ناگاہ سب نے بچشم سر دیکھا کہ ایک لوٹا مٹی کا پُر آب کہیں سے آ کر اس کے زور سے لگا کہ اس نے ایک چیخ ماری اور بد حواس ہو کر مفرور ہو گیا۔

ہم سب وہاں سے بخیریت تمام مارہرہ میں داخل ہوئے اور شرف قدم بوسی مرشدی ومولائی حاصل کیا اور دوسرے روز داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے۔ حضرت میاں جی محمد منور صاحب نے بہت خرق عادات حضور پرنور کے بیان کیے۔

ایک کرامت بیان کی کہ فلاں روز مَیں حضور کو ظہر کا وضو کراتا تھا کہ حضرت کچھ مشوش [پریشان ومضطرب] ہوئے اور میرے ہاتھ سے لوٹا لے کر اوپر کو پھینک دیا، مَیں نے دیکھا وہ لوٹا اڑا چلا گیا، نہیں معلوم وہ کیا بات تھی اور وہ لوٹا کہاں گیا؟ مجھے یقین کامل ہو گیا جو لوٹا آ کر شیر کے لگا وہ حضرت نے پھینکا تھا۔ اس طرح حضور نے ہم کو شیر سے بچایا تھا۔ بعد دو روز کے حضرت نے مجھ کو منہیات شرعیہ سے متنبہ کر کر اور ایک دعا تعلیم فرما کر گھر کو رخصت کیا۔

مَیں اپنے گھر مئو ضلع فرخ آباد میں آیا۔ ایک مرتبہ جلسۂ احباب میں بیٹھا تھا، دور تاری کا چلا لوگ مجھ سے بھی متواضع ہوئے، مَیں نے انکار کیا، کسی نے نہ مانا۔ مَیں نے کہا ''مَیں نے پیر و مرشد کے ہاتھ پر قسم کھائی ہے کہ مَیں نہ پیوں گا''۔ ایک صاحب بولے:

آزردن دل دوستاں جہل است وکفارۂ یمین سہل است

[دوستوں کا دل دُکھانا نادانی ہے جب کہ قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرنا آسان ہے]

درخت کا رس ہے کیا مضائقہ پی لو۔ جب سب کا اصرار زیادہ از حد ہوا، چار ناچار دو چار گھونٹ نوش کیے۔ جب کہ ایام رخصت قریب الانقضا ہوئے، پھر حاضر حضور ہوا۔ بعد قدم بوسی سامنے مؤدب بیٹھا ہوا تھا، اس وقت **حضرت عرفان مآب مولانا عبدالمجید صاحب** بھی موجود تھے۔ حضرت نے ایک کتاب اٹھا کر مولوی صاحب کو دی اور فرمایا ''پڑھو''، مولوی صاحب نے جس وقت کتاب کھولی، یہ حدیث نکلی کُلّ مُسْکِرات حَرَامٌ [ہر نشہ آور چیز حرام ہے] مولوی صاحب نے معنی حدیث کے بیان فرمائے، حضرت نے فرمایا ''اگرچہ اس درخت کا ہو''مَیں اس وقت سمجھا مجھ سے جو حرکت وقوع میں آئی ہے وہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ فوراً مَیں پائے مبارک پر گر پڑا اور توبۂ تجدید کی اور پھر حضرت سے رخصت ہو کر دکھن کو راہی ہوا۔ واہ واہ صل علی عجب وہ ذات عالی تھی اور حقیقت کے عالم کو منور کر دیا تھا۔

شبستان طریقت ہے منور آل احمد سے گلستان حقیقت ہے معطر آل احمد سے

خدا شاہد ہے حاصل اس نے کر لی بیعت رضواں
ملایا ہاتھ جس نے دست اطہر آل احمد سے

شفا بخشی مریضوں کو فقط آیۂ شفا پڑھ کر
ہوئے اعجاز عیسیٰ کے اکثر آل احمد سے

ملائک لو فرضنا نور سے ہوں گے مجسم
مگر ہوں گے نہ نوری جسم بڑھ کر آل احمد سے

ہوئے قائل من عدوی من رآنی کی حقیقت کے
ہم چناں تھی سر بسر شان پیغمبر آل احمد سے

چھڑایا شیر سے جا کر مریدوں کو بیاباں میں
ہوئے ظاہر کرامت مثل حیدر آل احمد سے

بلایا تو در اقدس پہ بھیجو شاد ماں کر کر
یہی ہے عرض ذاکر مکرر آل احمد سے

جناب عم عالی مقام منشی ذوالفقارالدین صاحب مرحوم مغفور بہت خوش عقیدہ تھے، جس وقت مرید ہوئے تھے کمسن تھے۔ حضرت نے فرمایا ''ذوالفقارالدین تم کو کچھ بتائیں گے، تمہارا خط منشیانہ ہو جائے گا، صبر کیجیے، بزرگانِ سلسلہ مددگار ہیں''۔

اس وقت اس جملے کا مطلب کچھ نہ کھلا، پس از مدت دراز مطلب کھلا، عمل داری سرکار انگریزی میں وہ عمدہ عہدہ ہائے پر مقرر ہوئے۔ ہر کام کو بخوبی انجام دیا، یہاں تک سرشتہ دار فوج داری ہو گئے اور منشی لقب پایا۔ حکام وقت راضی رہے، آخر ایام غدر میں بہ علت ملازمی نواب خاں بہادر خاں مرحوم ۱۲۷۴ھ میں چہارم ذی القعدہ کو دوشنبہ کے دن شہادت پائی۔ ہم راہ ہم راہیان خود نیک پور کی زمین قریب بنگلہ فوج داری زیر خاک آرام فرمایا۔ تاریخ رحلت اس مصرع میں ہے:

<u>ہوا مسند آرائے خلد بریں</u>

جو حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا تھا ''صبر کیجیے، بزرگانِ سلسلہ مددگار ہے'' وہ اس وقت کے واسطے فرمایا تھا۔ چناں چہ تصدیق اس کی اس خواب سے ہے۔

بعد رحلت ان کی ہمشیرہ نے ان کو خواب میں دیکھا نہایت خوش وخرم اپنے مکان میں ٹہلتے ہوئے انھوں نے پوچھا ''بھائی تم تو مارے گئے تھے، یہاں کیسے آئے ہو؟'' فرمایا ''میرا صبر اور حضرت پیر مرشد برحق کی مدد مجھ کو یہاں لائی ہے، مَیں سچ مچ مارا نہیں گیا ہوں، جس وقت مجھ کو گولی مارنے کو کھڑا کیا گیا میری آنکھیں بند تھیں، اسی وقت حضرت پیر و مرشد برحق نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک دریا میں غوطہ دیا، جس وقت مَیں اس غوطے سے باہر نکلا، ایک بوستان عجیب میں کر دیا۔ اب جہاں چاہتا ہوں سیر کرتا ہوں، تمہارے ملنے کے واسطے آج یہاں آ گیا ہوں، حضرت پیر مرشد نے مجھ کو ساری آفتوں سے بچا لیا ہے''۔

سبحان اللہ عجب ذات بابرکات تھی، ہر جگہ اپنے غلاموں کی مدد فرمائی۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۴۔صرف چھونے سے میاں رسول بخش کو برص سے نجات]

شیخ رسول بخش حشؔر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مبروص حضور میں حاضر ہوا اور بلحاظ اپنے مرض کے دور کھڑا رہا، قدم بوس نہیں ہوا۔ حضرت پیر مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''بھائی! آگے آؤ''، وہ آگے کو آئے اور یوں عرض کرنے لگے، حضور مَیں اس قابل نہیں ہوں''، فرمایا'' آگے آؤ''، وہ پاس سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کے داغ سفید پر انگلی رکھی اور فرمایا ''یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے''، وہ داغ بدن کے ہم رنگ ہو گیا، یوں کل داغ مٹا دیے اور اس مرض سے ان کو اچھا کر دیا، بالکل صحیح و سالم ہو گئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۵۔پھلوں کا عطیہ]

یہی میاں حشؔر سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ دربار عام تھا، ایک شخص باغبان ایک سبد کیت [ایک قسم کے پھل کی ٹوکری] حضور میں لایا اور سامنے حضرت کے وہ سبد رکھ دیا، حضرت نے سب کو اپنے دست مبارک سے ایک ایک کیت عطا فرمایا، مجھ کو خیال ہوا مجھ کو دو کیت دیں، ایک مَیں کھاؤں اور ایک گھر کو لے جاؤں۔ حضرت نے دو کیت سبد سے اٹھائے اور مجھ سے فرمایا ''میاں حشؔر! دل چاہتا ہے تم کو دو کیت دوں، تا کہ ایک یہاں کھاؤ اور ایک گھر کو لے جاؤ''۔ مَیں آداب بجالایا، پھر مجھ کو دو کیت عطا فرمائے، مَیں آداب بجالایا اور قدوم میمنت لزوم پر گر پڑا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۶۔اژدحام عام میں نذر]

میاں جی محمد فیض اللہ ابن احمد شاہ نقل کرتے ہیں ایک بار مَیں برائے حصول قدم بوسی حضور میں حاضر ہوا، اس وقت برائے نماز ظہر مسجد میں تشریف لائے تھے، اژدحام عام تھا۔ مَیں نے اس وقت قدم بوسی حاصل کر کر نذر گزاری، حضرت نے نذر قبول فرمائی۔ جب حضور نے خانقاہ میں اجلاس فرمایا مجھ کو خیال آیا کہ مَیں نے اژدحام عام میں نذر گزاری ہے، خدا جانے حضرت

نے پہچانا یا نہیں پہچانا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا ''میاں فیض اللہ ایسے اژدحام میں کوئی نذر دیتا ہے، کیا معلوم ہے کس نے نذر دی؟'' مَیں قدموں میں گر پڑا۔ میاں جی فیض اللہ بڑے خوش عقیدہ تھے، قبر بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۷۔ مولانا سلامت اللہ کشفی کا اعتذار]

جناب فیض مآب عالم باعمل فاضل بے بدل غواص بحر عرفانی محدث لاثانی مولوی سلامت اللہ صاحب کہتے تھے کہ جس وقت شاہ محمد شفاعت اللہ صاحب فقیر ہوئے مجھ کو ان کا خیال ہوا کہ یہ کیا فقیر ہوں گے اور فقیر ہو کر کیا کریں گے؟ اسی وقت حضرت مرشدی ومولائی نے فرمایا کہ ''مولوی سلامت اللہ اگر یہ اچھے نہیں، ان کا پیر اچھا ہوگا، وہ اچھا نہیں اس کا پیر اچھا ہوگا، اسی طرح کوئی سلسلے میں نکل آئے گا جس سے سب کا نباہ ہو جائے گا''۔ مَیں قدموں پر گر کر توبہ کرنے لگا اور بے ساختہ میری زبان سے یہ نکلا گنہ گارم، گنہ گارم، گنہ گارم۔

شیخ شفاعت اللہ بڑے ذاکر تھے اور دن رات مسجد کی خدمت کیا کرتے تھے اور حضرت نے ان کا نام غلام ربانی رکھا۔ قبر شاہ شفاعت اللہ سرائے ملا میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۸۔ حضور خاتم الاکابر کا مقام ومرتبہ]

ایک میرے دوست باخدا ثقہ کا بیان ہے کہ بعد انتقال حضرت شمع ولایت مہر طریقت عابد و زاہد عارف بالصمد منبع الکمالات جناب سید شاہ آل برکات صاحب قدس اللہ سرہ العزیز روسائے مارہرہ شریفہ اور سب خلفا نے متفق ہو کر حضرت عالم باعمل فاضل بے بدل قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رہبر طریقت ہادیٔ شریعت پیر مرشد برحق شاہ سید آل رسول صاحب کو بجائے حضرت مرشد اعلیٰ مسند مشیخت پر بٹھلایا، بڑا دُرِّ ہدایت وا ہوا صدہا مرید ہوئے۔

بعد چند سال کے ایک رئیس اور ساکن گوالیار بہ ارادہ بیعت حضرت مرشد اعلیٰ مارہرہ میں آئے اور سرائے میں قیام کیا، حضور میں حاضر ہوئے اس وقت میں کچھ برادری کو حضرت پر غبطہ [رشک] تھا، چند مقدمات عدالت میں دائر کر دیے تھے۔ ہمارے حضور اس کے ظاہری اور باطنی

پیروی فرماتے تھے۔ یہ امر جوان رئیس نے دیکھا کچھ اعتقاد نہ جما، سرائے کو واپس گئے اور اپنے ہم راہیوں سے کہنے لگے کہ ''مَیں بڑا نام سن کر آیا تھا، یہاں کچھ بھی نہیں، دنیا داری ہے، ایسے ہی اچھے میاں ہوں گے''۔ بعد کئی روز کے مارہرہ سے وطن کو روانہ ہوئے۔ جب مارہرہ کی آبادی سے باہر ہوئے دیکھا کہ ایک بزرگ دو پہاڑ دونوں ہاتھوں میں لیے کھڑے ہیں اور فقط رئیس نے نہیں کل ہم راہیوں کو یہ واقعہ نظر آیا اور وقت بھی وہ کہ سورج نکل چکا تھا۔ جب رئیس کی سواری ان کے قریب پہنچی، انھوں نے دونوں پہاڑ ملا کر راستہ مسدود کر دیا، یہ نہایت حیران ہو کر کہنے لگے ''حضرت آپ کون ہیں اور مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے جو میری راہ روکی ہے؟'' فرمایا ''ہم آل احمد ہیں، تو بہ نیت خیر اور خوش عقیدہ ہو کر مرید ہونے کو آیا تھا اور بدعقیدہ ہو کر جاتا ہے، ہم جانے نہ دیں گے، جلد جا کر آل رسول کا مرید ہو ورنہ یہ دونوں پہاڑ تیرے سر پر ڈال دوں گا''۔ وہ شخص نہایت پریشان اور حیران ہو کر واپس آ کر حضور کے مرید ہوئے''۔ مَیں نے چند مرتبہ اس کرامت کی تصدیق اپنے حضرت پیر مرشد سے چاہی، یہ تصدیق ہوئی کہ انکار نہیں فرمایا اور روئے سخن اور طرف پھیر کر دوسری باتیں شروع کر دیں۔

اے محبو! شان حضرت مرشدی اور مولائی سے کوئی بھی واقف نہیں ہے۔ اگر غور اور تامل سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کون ہیں اور کیا ہیں۔ شریعت میں امام اعظم اور طریقت میں غوث اعظم ثانی ہیں۔ اگر حضرت کو پاس شریعت اس قدر نہ ہوتا تو حال کھل جاتا، آپ [اپنے آپ] کو شریعت کے جامے میں چھپائے ہوئے ہیں۔ میرے دوست بے ریا خلیفہ باوفا حضرت محمد شکر اللہ خان صاحب نے خوب کہا ہے:

فخر دین رسول آل رسول	نور عین بتول آل رسول
سرورِ عنائے بوستان علی	باغ احمد کا پھول آل رسول
روشن و راہ دین احمد کے	ہیں فروع و اصول آل رسول
ہے وہ مردود دہر جس نے کیا	حکم تیرا عدول آل رسول
تیرے وابستگان دامن کا	خلد میں ہو دخول آل رسول
تیری یمن دعا سے بہر نبی	نہ رہوں مَیں ملول آل رسول
روزِ محشر تیری شفاعت سے	ہووے جنت حصول آل رسول

کر دو میرے تئیں فنا فی اللہ | جاؤں دنیا کو بھول آل رسول
ہوویں غارت مجھے ستاتے ہیں | رات دن چند غول آل رسول
جلد بر آئیں مطلب کونین | ہو نہ مہلت کو طول آل رسول
رہوں محفوظ نفس و شیطاں کا | نہ ہو دل میں حلول آل رسول
کر توجہ کہ مجھ سے چھوٹ جائیں | ساری باتیں فضول آل رسول
تیرے صدقے سے طیب و طاہر | ہووے روزی حصول آل رسول
ہوں جناب خدا میں تیرے طفیل | سب دعائیں قبول آل رسول

شکر دل خستہ رہے ہر دم
لطف حق کا نزول آل رسول

خداوندا برائے آلِ احمد | نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۱۹۔کنویں میں حضرت مولانا عبدالصمد عثمانی کی حفاظت]

مولوی انوارالحق عثمانی ابن شیخ ظہور احمد ابن غفران مآب مولوی عبدالصمد ساکن بدایوں معتقد خاص حضرت مرشد اعلیٰ کا بیان ہے کہ زمانہ سابق میں حیات دادا صاحب میں ثمن برج پر ایک تکیہ تھا اور قریب اس تکیے کے ایک چاہ بے آب تھا[بغیر پانی کا کنواں]اور اس تکیے میں ایک فقیر صاحب تصرف امان الدین نامی رہتے تھے۔حضرت دادا صاحب دو وقت بلا ناغہ ان کو روٹی لے جاتے تھے۔ایک شب تاریک میں حسب معمول دادا صاحب کھانا لیے جاتے تھے،اس چاہ بے آب میں گر پڑے، ہنوز تہ چاہ میں نہ پہنچے تھے کہ حضرت کو یاد کیا جب تہ پر پہنچے دیکھا کہ حضرت مرشد اعلیٰ وہاں موجود ہیں، ان کو گود میں بٹھلا لیا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ عبدالصمد کنوئیں میں گر گئے،لوگ وہاں جمع ہوئے اور نکالنے کی فکر کی۔انھوں نے آواز دی ’’گھبراؤ نہیں، مَیں صحیح و سالم اپنے پیر و مرشد کی گود میں بیٹھا ہوں‘‘۔ جب ان کو نکالا، انھوں نے بیان کیا’’ گرنے کے ساتھ ہی حضرت پیر مرشد نے مجھ کو گود میں لے لیا‘‘۔

مولوی عبدالصمد مرید خوش اعتقاد تھے،قبر قاضی حوض پر ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد | نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۰۔ایک شیعہ سرکاری مؤاخذے میں مبتلا]

ایک ثقہ کا بیان ہے کہ عہد حضرت مرشد اعلیٰ میں ایک تحصیل دار مارہرہ کا شیعۃ المذہب تھا اور حضرت سے برسرِ پرخاش تھا۔ایک دن جناب **فضیلت مآب مولانا عبدالمجید صاحب** نے اس کی خرابی کے واسطے سیفی پڑھنا شروع کی، ہنوز ختم نہ ہوئی تھی، حضرت مرشد اعلیٰ بعد فراغ وظیفہ درگاہ فرودگاہ مولوی صاحب پر آئے اور فرمایا **"مولوی صاحب کیا ضرور ہے کسی کی خرابی کے واسطے سیفی پڑھنا چھوڑ دو، جو شخص ہماری خرابی چاہتا ہے، عنقریب تمہارے قدموں پر آکر گرے گا"**، مولوی صاحب نے اس کو ترک کیا۔ دو چار روز نہ گزرے تھے کہ وہ تحصیل دار کسی مواخذۂ سرکاری میں پھنس گیا، تنگ ہوکر مولوی صاحب کے پاس حاضر ہوکر قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا "للہ میری حضرت سے سعی کیجیے کہ وہ میرے واسطے دعا فرمائیں"۔ مولوی صاحب اس کو حضرت کی خدمت میں لے گئے اور واسطے دعا کے عرض کیا۔حضرت نے اس کے حق میں دعا فرمائی، اسی روز وہ اس مواخذے سے بری ہوگیا، حضرت کا بڑا معتقد ہوا۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۱۔مریدانِ خاندان کی فریادرسی]

سید جواد علی ساکن لکھنؤ کا بیان ہے کہ والد ماجد میرے میر باقر علی صاحب مرحوم مغفور حضرت سید ابوالفضل آل احمد اچھے میاں کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ حالت تحصیل داری مواخذۂ سرکاری میں گرفتار ہوئے، پندرہ ہزار روپے کا مواخذہ تھا۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ مکانات اور سب اسباب ضبط ہوگیا اور ان کو جیل خانے میں بھیج دیا، انھوں نے جیل خانہ سے عرض داشت کے طور پر سب حال اپنا لکھ کر حضور میں ارسال کیا۔ بعد چند روز کے تسکین نامہ حضور کا آیا اور پیشانی پر اس کے بہ دستخط خاص مزین تھا

غلام خاندان قادری مضطر نمی ماند   اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[ترجمہ: خاندان قادری کا غلام پریشان نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو ایک وقت ہوتا ہے دوسرے وقت نہیں ہوتا]

جس وقت نوازش نامہ آیا سب کو تسکین حاصل ہوگئی۔ دوسرے روز حاکم کو تحقیق ہوا کہ باقر

علی بےقصور ہےاور روپیہ مخبروں نے لیا ہےاور اپنے بچنے کے واسطے باقر علی کو پھنسایا ہے۔ اس روز ان کو رہا کر دیا اور جائداد چھوڑ دی۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۲۔کھانے میں برکت]

حضرت مرشدی و مولائی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بروز عید ایک رسالہ سواراں اور دو پلٹن پیادے کی کاس گنج سے حضور کی قدم بوسی کو مارہرہ میں آئے۔ بعد قدم بوسی حضرت نے سب کوٹھہرایا بعدہٗ باورچی سے دریافت کیا کہ ''کس قدر سویان خام [کچی سویاں] موجود ہیں''، اس نے کہا ''چھ دھڑی سے کچھ کم اور پانچ دھڑی سے کچھ زیادہ ہوں گے''۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''بہت ہیں تم پکاؤ اور جس وقت تیار ہو جائیں چولہے سے نہ اتارنا، مجھ کو اطلاع کرنا''۔ باورچی حکم بجالایا، جس وقت تیار ہوئیں حضور کو اطلاع کی۔ حضرت ایک چادر سفید ہاتھ میں لیے ہوئے تشریف لائے اور اس چادر کو دیگ پر ڈالا اور مونڈے پر پاس اس دیگ کے جلوہ افروز ہوئے۔ اول خود اس دیگ میں سے ایک بادیہ گلی سویاں نکال کر سمجھایا کہ اس طرح تم بھی نکالو، چادر نہ اٹھانا۔ اس باورچی نے اس بموجب نکالنا شروع کیا اور خدام نے اس لشکر کو کھلانا شروع کیا یہاں تک کہ سارا لشکر شکم سیر ہو گیا۔ جب سب کھا چکے تب آپ نے چادر دیگ سے اتار لی، ساری دیگ سویاں سے بھری تھی، سب کو تکثیر کے معجزے کا پرتو دکھایا اور بسم اللہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے، پھر جو آیا اس کو سویاں کھلائیں۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۳۔شراب نوشی سے چھٹکارا]

جناب حقیقت مآب غواص بحر عرفان دست گیر بے کساں مقبول الٰہی میاں حبیب اللہ شاہ مرحوم ومغفور خلیفہ حضرت مرشد اعلیٰ قدس اللہ تعالیٰ نے ایک دن راقم سے فرمایا کہ ایک شخص سیاح اتفاقاً مارہرہ میں وارد ہوا، رات کو سرائے میں ٹھہرا۔ شہرہ حضرت اظہر من الشمّس تھا، سن کر مشتاق قدم بوسی کا ہوا بلکہ چاہا کہ مرید بھی ہو جاؤں جو کہ دائم الخمر تھا اور ہر وقت پیتا تھا، ہر وقت پاس بوتل رہتی تھی۔ یہ عادت تھی کہ ایک دو بات کی اور دو گھونٹ پی لی۔ یہ تامل میں تھا کہ کیا کروں کہ یہ بلا

چھوٹ نہیں سکتی اور بغیر حاضری جی نہیں مانتا۔ المختصر بعد سوچ اور تامل بسیار کلیاں بہت سی کر کر دربار فیض آثار میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ''میرا دل مرید ہونے کو بہت چاہتا ہے، مگر معذور ہوں، حضور پر سب حال روشن ہے، وہ بلا چھوٹ نہیں سکتی''، حضرت نے کہا ''یہ عہد کرو کہ ہمارے سامنے تو نہیں پیو گے؟''، اس نے کہا ''حضور کے روبرو کبھی نہ پیوں گا''، فرمایا ''مرید ہو جاؤ''۔ وہ اس وقت داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے۔

بعد تھوڑی دیر کے رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ پر آئے اور چاہا کہ شراب پئیں، حضرت کو موجود پایا، نہیں پی، اندر کوٹھری کے جا کر کواڑ بند کیں اور جام میں شراب بھری اور منھ تک لے گئے تھے دیکھا تو حضرت کھڑے ہیں۔ آخر شیشہ لے کر بیت الخلا میں چلے گئے، بوقت ارادہ نوش وہاں بھی حضور کو جلوہ افروز پایا۔ مارہرہ سے روانہ ہو کے دوسری منزل میں بھی یہی ہوا، بائیس روز تک یہی نوبت رہی، جب ارادہ شراب پینے کا کیا حضور کو موجود پایا۔ آخر اس فعل قبیح سے توبہ نصوحی کی اور پھر کبھی شراب کا نام بھی نہ لیا۔

اے دوستو! مقامِ غور ہے کیسا خلق تھا اور کیسی ہدایت تھی بظاہر ان کی دل شکنی نہیں کی، تصرف باطنی سے فعل قبیح چھوڑا دیا۔ حضرت شاہ حبیب اللہ صاحب مرحوم مغفور اجل خلیفہ حضرت مرشد اعلیٰ کے تھے اور بڑے کامل اور عامل تھے، کرامات بھی اکثر ظاہر ہوئی ہیں۔ مزار درگاہ حضرت مولانا عین الحق میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۴۔ ایک لطیفہ]

جناب فیض مآب قدوۃ الابرار زبدۃ الاخیار غوث جہاں قطب زماں مرشدی و مولائی سید شاہ آل رسول صاحب دام ظلکم کی زبان فیض ترجمان سے یہ بیان سنا ہے کہ ایک شخص شیخ کنبوہ حسن ساکن مارہرہ مقدسہ کسی جلسے میں کہنے لگے کہ ''مَیں اور اچھے میاں دونوں مرید حضرت سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جو کچھ انھیں بتایا ہے وہی مجھے بھی بتایا ہے، جو وظیفہ وہ پڑھتے ہیں وہی مَیں پڑھتا ہوں، جو ڈاڑھی ان کی بڑی ہے ویسے ہی میری طویل ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ مَیں شیخ کنبوہ ہوں، وہ سید ہے''۔ بعدۂ حضور میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا ''اے بھائی فلاں! الحمد للہ! تم نے ہماری سیادت تو قائم رکھی''۔ بعد تھوڑے دنوں کے ڈاڑھی میں خارش پیدا ہوئی،

شانہ کیا بہت جوئیں نکلی، ہر چند صاف کرتے تھے، جوئیں کم نہ ہوتی تھیں، جس قدر نکالتے تھے اسی قدر اور ہوتی تھیں۔ آخر کو تنگ آ کر لحیۂ ابیض کو حلق کرایا اور بسبب شرم کے رومال باندھ لیا۔

ایک روز ان کو حضور نے طلب فرمایا بموجب الامر فوق الادب کے بہ جز حاضری کچھ چارہ نہ دیکھا، حاضر ہوئے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''بھائی منھ کیوں باندھا ہے، رومال کھولو''۔ پہلے تو کچھ عذر کیا، جب حضرت نے مکرر سہ مکرر فرمایا، لاچار رومال کھول دیا۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''اے بھائی فلاں! اب ہم میں دو فضیلت ہیں، ایک ہم سید ہیں، دوسرے ہماری ڈاڑھی بہت بڑی ہے''۔ وہ نہایت نادم ہو کر قدوم پر گر پڑے اور عفو خطا چاہی اور پھر کبھی ایسی بات زبان پر نہ لائے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۵۔محکمہ انگریزی میں نوکری]

ایک ثقہ کا بیان ہے کہ مرشد اعلیٰ نے کسی شخص کو محکمہ انگریزی میں نوکر کرا دیا تھا اور بعوض جرم بطور ضمانت دو سو روپے کا رقعہ مزین بدستخط خاص داخل کر دیا۔ اتفاقاً حاکم نے جھوٹا جرم لگا کر انھیں موقوف کر دیا اور حضرت سے زرِ ضمانت طلب کیا۔ حضور نے بجواب اس کے فرمایا کہ ''ہمارا رقعہ واپس کرو اور ضمانت واپس لو''۔ وہ رقعہ دفتر سے حضرت کے پاس آیا، ہر چند محافظ دفتر نے رقعہ تلاش کیا، ہرگز نہ ملا اور کوئی جرم اس شخص پر ثابت نہ ہوا، حاکم نے پھر بدستور نوکر کر لیا وہ شخص تا عمر دعا گو رہا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۶۔ایک نیک اور صالحہ کی خوش اعتقادی]

ایک معقول نے بیان کیا کہ عہد مرشد اعلیٰ میں ایک عورت بیوہ ساکن قبول پورہ محلّہ، بدایوں چرخہ زنی سے اوقات اپنے بسر کرتی تھی۔ معمول اس نیک بخت کا یہ تھا کہ جب ایک روپے کا سوت بیچتی تھی تو ایک پیسہ نذر بڑے سرکار نکال لیتی تھی۔ یازدہم ربیع الثانی کو جس قدر فلوس [روپے] جمع ہوئے تھے ان کی شیرینی منگوا کر بڑی احتیاط سے فاتحہ حضرت غوث الثقلین دلواتی تھی۔ ایک بار اس عفیفہ کے پاس دو روپے جمع ہوئے تھے کہ ایام عرس سید شاہ برکت اللہ قادری رحمۃ اللہ قریب

آئے اور اشخاص بدایوں مارہرہ کو چلے، اس عفیفہ کے شوہر کے برادر خورد نے بھی ارادہ مارہرہ مقدسہ کا کیا۔ اس عفیفہ خوش عقیدہ نے وہ دو روپے اس کو دے کر کہا کہ ''حضور میں گزرانذر اور عرض کرنا میری بھاوج نے یہ دو روپے دیے ہیں، حضور بڑے پیر کی فاتحہ کرادیں''۔

وہ دونوں روپے لے کر مارہرہ کو روانہ ہوا، رات کو سرائے میں قیام کیا، شیطان اس کمبخت پر مسلط ہو گیا، اس نے ایک روپیہ طوائف کو دے کر فعل قبیحہ کیا، صبح کو غسل کرکر پوشاک بدل کر حضور میں پہنچا اور ایک روپیہ نذر گزرانہ۔ حضرت مرشدی نے بہ نظر عتاب فرمایا ''اے کمبخت! اس بیوہ بے چاری نے دو روپے مدت میں جمع کیے تھے اور واسطے فاتحہ جناب غوث اعظم کے بھیجے تھے تو نے بڑی خیانت کی، ایک روپے میں فعل قبیح کیا، ذرا شرم نہ آئی کہ یہ روپیہ مَیں کہاں خرچ کرتا ہوں''۔ وہ شخص قدوم پر گر پڑا اور رونے لگا اور توبہ کی۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۷۔ نذر قبول نہ کرنے کی حکمت]

ایک شخص ساکن بدایوں حضور میں حاضر ہوئے اور ایک روپیہ نذر گزرانا، حضور نے قبول نہ فرمایا، وہ رونے لگے فرمایا ''بصیغہ امانت رکھو، پھر لیں گے، تم بازار سیر کر آؤ، آ کر دینا''۔ حسب الحکم بازار کو گئے۔ ایک طوائف حسن اپنے دروازے پر بیٹھی تھی، اس کے ساتھ ان کو محبت ہوگئی، اس کے پاس جا بیٹھے۔ اس نے اپنے پیشے کے موافق ان کو لبھایا، انھوں نے وہ روپیہ اس کو دے دیا، اس نے اس روپے کو چوما اور سر پر رکھا اور برہنہ پا ہو کر جانب درگاہ معلیٰ زمین پر سجدہ کیا اور کہا ''اے واہ اچھے صاحب! تیرے قربان گئی کیسی مدد کی''۔ انھوں نے کہا ''یہ تم نے کیا کہا؟'' اس طوائف نے بیان کیا ''آج میری برادری میں رسوم بد ہے، بلاوا آیا تھا جانا ضرور ہے، ایک روپے نیوتے کے واسطے درکار تھا، میرے پاس روپیہ نہیں تھا، بہت دیر سے حضرت سے کہہ رہی تھی کہ آج میری بڑی بدنامی ہوگی، ایک روپیہ کہیں سے بھجوا دو، اس عرصے میں آپ تشریف لائے، آپ کو ہم سن اور بوڑھا دیکھ کر سمجھی کہ حضور نے بھیجا ہے، اب آپ رخصت ہو جایئے، مَیں بھی رخصت ہوتی ہوں، میرا انتظار ہوگا''۔ وہ بڑھیا چلی گئی اور یہ خانقاہ کو تشریف لائے۔

جب حضور میں حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا ''میاں فلانے! ہماری امانت کا روپیہ دو، ہم نے امانت رکھوایا تھا اور تم سے کہہ دیا تھا بصیغہ امانت رکھنا''۔ ان کے پاس اور روپیہ تھا نہیں،

نہایت نادم اور پشیمان ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ''مجھ سے کیا حرکت ہوئی، اب روپیہ کہاں سے لاؤں اور کہوں تو کیا کہوں؟'' جب چند مرتبہ حضرت نے روپیہ طلب فرمایا یہ خجل ہوکر رونے لگے۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا ''روتے کیوں ہو، جس کی قسمت کا روپیہ تھا اسے مل گیا، ہماری قسمت کا نہیں تھا، رنج کی کیا بات ہے، تمہارے پاس نہیں ہے تو اب ہم تم سے نہیں طلب کریں گے، ہم نے معاف کیا۔ تم کو یہ سوجی کیا کہ نذر کا روپیہ رنڈی کو دے آئے''۔ انھوں نے جواب دیا تم کو سوجی کیا اگر کچھ کہوں، حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا بھائی بس بس برابر ہوگئے، نہ تم ہماری کہو نہ ہم تمہاری کہیں، یہ قدموں پر گر پڑے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۸۔ ملا نور احمد عثمانی کی شفایابی]

جناب فیض مآب عالم معقول منقول عارف بالصمد مولانا نور احمد مدظلہ نے ایک دن مجھ سے اس طرح بیان کیا کہ ایک مرتبہ والد ماجد محمد شفیع صاحب غلام پیر مارہرہ کو جاتے تھے۔ جب کاس گنج میں پہنچے ہیضہ شدید ہوا......اثر کرگئی تھی، درد کی شدت ہوئی، روح تحلیل ہونے لگی، ہم راہان کو امید زیست منقطع ہوگئی۔ بدقت تمام مارہرہ میں لے گئے۔ جب حضور میں پہنچے حکم ہوا ٹھہراؤ، گھبراؤ نہیں۔ بعد ایک لمحے کے چند بیر عنایت فرما کر ارشاد ہوا کہ مولوی غلام پیر کو یہ بیر کھلاؤ۔ حسب الحکم وہ بیر ان کو کھلا دیے۔ معاً درد کو تسکین ہوئی، دو گھڑی کے بعد بالکل صحت ہوگی۔

سبحان اللہ! بیر کیا تھے تریاق فاروقی تھا۔ پھر شام کو کھانا کھایا، مولوی غلام پیر صاحب مرید خوش اعتقاد تھے مزار زیر دیوار درگاہ حضرت عین الحق علیہ الرحمہ ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۲۹۔ بیماریوں سے نجات]

جناب حکمت مآب شیخ عنایت صاحب رئیس مارہرہ مرید خاص حضرت مرشد اعلیٰ 'آثار احمدی' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکثر تصرف حضرت پیر و مرشد کا یہ تھا کہ دوسری چیز پر حوالہ کر دیتے تھے تا کہ عام لوگوں پر تصرف ثابت نہ ہو۔ چناں چہ صاحب محرقہ کو (کہ ایک مہینے سے بیمار تھا) پلاؤ بھیج دیا اور فرمایا ''حضرت پیرانِ پیر کی فاتحہ کا ہے، کھاؤ صحت ہوگی''۔ صاحب سرفہ مزمن کو

کنار باغی کھلائے اچھا ہوگا، مدقوق کا بیروں سے علاج کر دیا، اچھا ہوگیا۔ صاحب نفخ شکم کو نان خشک کھلایا اچھا ہو گیا، نفخ جاتا رہا۔ صاحب اسہال کو نان فطیر اور گوشت گاؤ اور بادنجان کھلائے اچھا ہو گیا۔ صاحب خفقان جار کو گوشت گاوہ بیگن پڑا کھلا دیا عمل مفرح بارد کا کیا۔ صاحب ذیابیطس کو سفوف زنجبیل نے قرص کافور کا کام دیا۔ قولنج والے کو برنج ہمراہ خربزہ کھلائے کار مسہل کیا۔ صاحب ہیضہ کو لیپ چوسے آرام ہو گیا۔ صاحب پیچش کو دال ار ہر اور ضیق النفس والے کو رساول کھلائے دونوں نے صحت پائی۔ اس طرح جناب مرشد اعلیٰ جو چیز دیتے تھے ظاہر مخالف مرض کے ہوتی تھی۔ مجنون مقید جس وقت حضور میں آتے تھے جس وقت نظر پڑتی تھی اچھے ہو جاتے تھے۔ آسیب زدگان فتیلہ روئے سے پاک ہوتے تھے الغرض عین وقت مایوسی میں شکستہ دلوں کی لطف حضرت کار مومنائی اور مردہ دلوں کو اعجاز مسیحائی کرتا تھا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۰۔ شمس مارہرہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی]

نقل ہے کہ ایک مرتبہ خوش جوان منش بحال زار حضور معلیٰ میں حاضر ہوا۔ حضرت مرشد اعلی نے فرمایا ''میاں کہاں سے آئے ہو اور کیا مطلب ہے؟'' اس نے بے ساختہ عرض کیا ''حضور شاہجہاں آباد سے آیا ہوں، فلاں ساہوکار کی دختر پر عاشق ہوں، وصال میسر نہیں ہوتا، درد فرقت سے آہ و نالہ کرتا ہوا حضور میں حاضر ہوا ہوں، اس درد لا دوا کی دوا حضور کے دارالشفا سے چاہتا ہوں، اللہ دعا فرمایئے کہ مَیں اس نازنین سے ہم آغوش ہوں''۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے متبسم ہو کر فرمایا ''بھائی حرام، پھر فقرا سے اعانت چاہتے ہو''۔ اس نے عرض کیا ''خدا گواہ ہے نیت حلال کی ہے''، فرمایا ''اگر یہ ہی بات ہے اور عشق تمہارا صادق ہے تو کچھ بات نہیں ہے، جامع المتفرقین ملا سکتا ہے'' اور کھانا منگوا کر ان کو کھانا کھلایا اور فرمایا اس وقت سے تا حصول مطلب بلا قید وضو بلا تعداد یہ ورد پڑھتے رہنا:

دلم از ہجر او چوں غنچہ تنگ است　　　الٰہی غنچہ امید بکشائی

اور بہت تسکین فرما کر اس وقت رخصت کیا۔ وہ حضور سے رخصت ہو کر افتاں وخیزاں ورد ارشادی پڑھتا ہوا شاہجہاں آباد پہنچا۔ اسی روز اس رات کو وہ نازنین مہ جبیں نہایت بے قرار ہو کر اس کے گھر آئی اور کہنے لگی ''مَیں زانیہ اور حرام کار تو ہوں نہیں، تیری محبت نے بے قرار کر دیا ہے،

وصال تیرا بغیر مسلمان ہوئے بطریق نیک ہو نہیں سکتا، لہٰذا پہلے تو مجھے مسلمان کر، پھر اپنے ساتھ نکاح کر لے، مَیں دولت دنیا چھوڑ کر دولت ایمان قبول کرتی ہوں''۔

وہ جوان اندیشہ اغیار اور گردش فلک کج رفتار سے اس اپنی مطلوبہ کو مدرسہ جناب فیض مآب عالم باعمل فاضل بے بدل ہادیٔ گمرہاں رہبر انس و جان شارع شریعت احمدی عاشق صورت محمدی ماحی کفر وظلام ستون دین و اسلام قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین اغاث العلما تاج الفضلا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں لے گیا اور سب حال مفصل حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا۔ شاہ صاحب نے جس وقت نام نامی حضور کا سنا، اس جوان کی بہت تسکین فرمائی اور اس نازنین مہ جبیں کو مسلمان کر کر دولت خانے میں بھیج دیا جو کہ شاہ صاحب مرجع اکابر و اصاغر تھے، شہر کے ہندو مسلمان سب ان کو مانتے تھے۔ درحقیقت کامل تھے اور سب ان کو جانتے تھے۔

علی الصباح اس ساہوکار کو بنا بر ملاقات طلب فرمایا اور تخلیے میں اس سے فرمایا کہ ''بھائی! اپنی فلانی بیٹی ہم کو دیوا پنی فرزندی میں لے کر کسی اپنے عزیز کے ساتھ شادی کریں گے''۔ شاہ صاحب کی زبان میں خدا نے وہ تاثیر رکھی تھی جس سے وہ کہتے وہ مان لیتا تھا، وہ ساہوکار راضی ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا ''وہ رات مسلمان ہوگئی''، ساہوکار نے کہا ''اللہ اس کو مبارک کرے، آپ کی لڑکی ہے، آپ نکاح کر دیں، مَیں آپ کی لڑکی کے جہیز میں کچھ نقدی دوں گا اور ہمیشہ آپ کی اس لڑکی کی خدمت مال و زر سے کیا کروں گا''۔ پھر وہ رخصت ہو گیا اور دو ہزار روپے شاہ صاحب کے پاس واسطے اس لڑکی کے بھیج دیا۔ شاہ صاحب نے اس کا نکاح اس کے ساتھ بطریق سنت کر دیا اور اس روپے سے اس نے تجارت کی اور ہمیشہ وہ مہاجن اس کی روپے سے مدد کرتا رہا اور کسی طرح اور اولاد میں اور اس میں فرق نہ رکھا، کیسے رکھتا دو بزرگ کا تصرف تھا۔

خداوندا برائے آلِ احمد | نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۱۔ فاتحہ حضور غوث پاک کی برکت]

عالم حیات مرشد اعلیٰ میں رام پرتاب کایستھ ساکن پٹنہ مارہرہ میں تھانہ دار تھا۔ ایک مرتبہ مردمان شہر اور پرتاب نے بلوہ کر کر کول میں مقدمہ دائر کیا۔ حاکم واسطے تحقیقات مقدمہ کے خود مارہرہ آیا اور تھانہ دار مذکور کو نہایت سخت پکڑا۔ وہ بے چارہ مصیبت کا مارا بعد نماز عصر حضور میں حاضر ہوا، اس وقت دربار عام تھا، حضرت مرشد اعلیٰ کے پائے مبارک پر سر رکھ کر رونے لگا۔

حضرت نے سر اس کا اٹھا کر فرمایا ''جاؤ اس وقت گیارہ کوڑی کی شیرینی منگا کر حضرت پیرانِ پیر کی نیاز کرا دینا اور مطمئن رہنا اور خلق خدا پر ظلم نہ کرنا''۔ اس نے اسی وقت حسب الارشاد گیارہ خرمہرہ کی اور اپنی عقیدت سے دو روپے کی شیرینی منگا کر نہایت تعظیم اور ادب سے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلوائی۔ صبح کو حاکم نے اس کو طلب کیا، جب وہ حاکم کے سامنے گیا، اس نے بہت اکرام کیا اور مقدمہ بلا پیشی داخل دفتر کر دیا، تھانہ داری پر بحال رکھ کر تنخواہ کا اضافہ کر دیا۔ وہ ہمیشہ حضور کا دعا گو رہا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۲۔ بخارہ سے ایک طالبِ حق کی آمد]

آثار احمدی میں لکھا ہے کہ ایک جوان ساکن بخارہ اپنے گھر سے مارہرہ مقدسہ میں آیا اور بعد نماز ظہر خانقاہ میں حاضر ہو کر قدم بوسی حضرت مرشد اعلیٰ کی حاصل کی اور کہا ''حضرت کا نام سن کر بخارہ سے طلب حق کے واسطے یہاں آیا ہوں جو کہ نوکر خدا ہوں تاب مجاہدے کی نہیں ہے، توجہ جناب والا سے بے محنت مدعی سے ہم آغوشی چاہتا ہوں''۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے متبسم ہو کر فرمایا ''اتنی بڑی دولت اس قدر جلدی چاہتے ہو؟'' ایک شخص حاضرین سے بولا کہ ''بھائی شیرینی نہیں ہے کہ تمہارے منھ میں دے دی جائے''۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''ایسا نہ کہو، عنایت اسی سے بعید ہے''، بس ان کو ایک درود مع ترکیب تعلیم فرما کر کہا کہ ''آج اس کو اس طرح پڑھنا اور اپنے قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہونا''۔ اس جوان نے حسب الارشاد عمل کیا۔ حالت پڑھنے درود مسعود میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور ایک حالت اس پر طاری ہوئی جس سے عقدۂ باطن اس کا کھل گیا۔ صبح کو حضور میں حاضر ہو کر قدوم مبارک پر گر پڑا اور کہنے لگا ''سبحان اللہ! جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بعد ہر صدی کے ایک شخص میری امت سے پیدا ہوا کرے گا اور وہ میرے دین کو زندہ کرے گا تو بخدا لا یزال [اس پروردگار کی قسم جو کبھی زائل نہیں ہوگا] وہ ذات والا صفات حضرت کی ہے''۔ پھر اپنے دامن مدعی کو دُرِّ مطلب سے بھر کر وطن کو چلا گیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۳۔بغداد معلیٰ سے ایک فرزند کی آمد]

نقل ہے ایک بزرگوار اولاد جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس میں حاضر ہوئے۔ بعد ملاقات کے حضور والا سے عرض کیا ''مَیں چندمرتبہ واسطے کشودعقدۂ باطن کے قریب روضہ دادا صاحب جناب غوث الاعظم کے چلہ کش ہوا۔ ناگاہ ایک دن رویا صالح میں حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ فرزند میرا سید آل احمد قادری دیار ہند میں بمقام مارہرہ اقامت گزیں ہے، اس کے پاس جا، کامیاب ہوگا، سومَیں حاضر ہوا ہوں''۔ حضرت مرشداعلیٰ نے خانقاہ میں مقیم کرکر تعلیم فرمایا۔ اندک عرصے میں عقدۂ لاحل حل ہوگیا، پس حضرت مرشداعلیٰ نے دو سو روپے نقد نذر حضرت غوث اعظم ان کو دے کر بغداد کو رخصت کیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۴۔حضرت سید خیرات علی کالپوی کی مارہرہ تشریف آوری]

حضرت سید خیرات علی صاحب نبیرہ اور سجادہ نشین حضرت شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ میں تشریف لائے۔ حضرت مرشداعلیٰ نے ان کو نہایت تعظیم سے ٹھہرایا۔ انھوں نے بعد ملاقات نیازمندانہ گزارش کیا کہ ''بعد انتقال جناب والد ماجد خود بسبب صغرسنی نعمت باطنی خاندانی سے محروم رہا ہوں۔ جناب دادا صاحب تمہارے ہمارے قبلۂ وکعبہ دادا صاحب سے نعمت باطنی کلی لائے تھے، الحال تمام وکمال اس نعمت عظمیٰ کے وارث وحامل آپ ہیں، لہٰذا خدمت عالی میں آیا ہوں، آپ مجھ کو پیرزادہ نہ تصور کیجیے، فقیرزادہ سمجھ کر محروم نہ پھیریے، اپنے ارادت مندوں سے تصور کیجیے''۔ حضرت مرشداعلیٰ نے کمال ان کی خاطرداری فرمائی اور کہا ''یہاں جو کچھ ہے وہ آپ کا ہی ہے''۔ الغرض تین مہینے اعمال اور اشغال میں مشغول فرماکر سند اجازت اور خلافت خاندانی دے کر اور دو سو روپے نذر کے خود دے کر اور سو روپے دیگر اشخاص سے دلوا کر کالپی کو رخصت کیا۔ شاہ خیرات علی صاحب بڑے بزرگ تھے، مزار کالپی شریف میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۵۔ایک نامعلوم شخص امداد]

ایک تاجر عمدۃ التجار بندر سورت سے حضور میں حاضر ہوا اور بعد قدم بوسی کے عرض کیا کہ ''ایک

جہاز پر از مال بے شمار ملک مغرب میں لاتا تھا، بحوادث تلاطم [موجوں کے آنے کی وجہ سے] دریائے ثور میں غرق ہو گیا، مَیں بچ گیا، سو نہایت حیران اور پریشان رہ گیا۔ اس عرصے میں ایک شخص غیبی نے کہا کہ ''اس وقت تو سید آل احمد قادری کو درگاہ الٰہی میں اپنا شفیع لاؤ، اللہ تعالیٰ رحم کرے گا''۔ مَیں اسی وقت سے مدد چاہنے لگا، ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ جہاز میرا مع مال واسباب قعر دریا سے باہر آ گیا۔ مَیں نے شکر خدا کیا اور نیت کی کہ نصف قیمت خدام میں درگاہ کی نذر کروں گا، سو حاضر لایا ہوں، قبول ہو''۔ وہ روپیہ حضور نے قبول نہیں فرمایا۔ جب اس نے بہت منت وسماجت کی تب فرمایا ''اس میں سے کچھ فی سبیل اللہ مساکین کو دے دو''۔ وہ حکم حضور کا بجا لایا اور نہایت عقیدت سے مرید ہو کر اپنے وطن کو مراجعت کی۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۶۔ ایک بین نواز کا واقعہ]

ایک مرتبہ ایک بازی گر بین نواز سانپوں کا پٹارہ لیے حضور میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس سے پوچھا ''کہاں سے آتے ہو؟'' عرض کیا ''کوہ شمال سے آتا ہوں''، حضرت نے فرمایا ''پٹارہ کھولو، سانپ دکھاؤ''۔ اس نے پٹارہ کھولا، دو مار سیاہ نکلے، بازی گر نے صحن خانہ میں ڈال دیے۔ پھر حضرت نے فرمایا ''دوسرا پٹارہ کھولو''، اس نے عرض کیا ''حضور اس میں دو مار سنہرے ہیں ایک ایک بالشت کے، اڑ کر کاٹتے ہیں اور ان کا کاٹا دم بھر نہیں جیتا ہے، مَیں نے بہ ہزار افسوس سازی ایک کو صید [شکار] کیا ہے، اسی روز سے پھر کھولنے کی جرأت نہ ہوئی''۔ حضرت نے فرمایا ''کھولو تو''۔ اس بین نواز نے چمڑے کا لباس پہنا اور ترساں اور لرزاں عرض کرنے لگا ''حضور اگر کسی کو کاٹے تو غلام مجرم نہیں ہے''، حضرت نے فرمایا ''تمہارا کوئی قصور نہیں ہے''۔ پھر اس نے ڈرتے ڈرتے کانپ کر وہ پٹارہ کھولا، اس کے بیان کے مطابق دو سانپ نکلے اور زمین پر لوٹنے لگے۔ اس وقت حضرت مرشد اعلیٰ کے ہاتھ میں پشت خار [لوہے سے بنا ہوا پنجہ جس سے جانوروں کے بدن کی گرد جھاڑی جاتی ہے] تھا، اس سے ان سانپوں کو حرکت دیتے تھے، مثل قراطیس [کاغذ] پلٹ جاتے تھے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''تم نے بڑی تعریف کی تھی، کچھ بھی نہیں نرے گھسیسے ہیں''۔ اس بین نواز نے کہا ''جناب عالی! تھے تو بہت کچھ، آپ کی نظر نے گھسیسے کر دیے۔ حضور مَیں نے بہت زمین کا سیر کیا ہے، حضرت کے نظر کے برابر کوئی عمل تسخیر کا نہ پایا، اس بلا کے سانپ

گھیسے ہو گئے۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۷۔شمس مارہرہ کے نام کی تاثیر]

شیخ محمد بلاقی ساکن ورئیس اترولی ضلع کول، مرید حضرت اعلی نے اپنے وطن میں بہ عمارت سنگین دیوان خانہ تعمیر کیا تھا، دالان شہ نشین تو تیار ہو چکا تھا دوسرا درجہ باقی تھا۔ معماران نے کہا کہ ''درستی درجہ دوم کی اب نہیں ہوسکتی ہے، جس قدر چونہ اور مصالحہ درجہ اول میں صرف ہوا ہے اسی قدر اس درجے کو چاہیے۔ چونہ اور مصالحہ نہایت کم جتنا چاہیے اس کے نصف سے بھی کم ہے اور پتھر تو ہے نہیں پھر کس طرح تیار ہو؟ جب چونہ اور پتھر آگرہ سے آجائے گا اس وقت کام شروع کریں گے''۔ شیخ صاحب معماروں پر بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے ''کل اسی قدر مصالحے میں بنوا لوں گا''۔ دوسرے روز شیخ صاحب مدد پر کھڑے ہوئے اور ہر شخص کا وضو کرایا اور خود وضو کیا اور کہا ''کام ہاتھوں سے کرو اور بآواز بلند منھ سے کہتے جاؤ یا آل احمد تمہاری مزدوری سب کو ایک مہینے کی دوں گا''، سب نے ویسا ہی کیا۔ دوپہر تک وہ اول درجے سے عمدہ اسی قدر چونہ اور پتھر میں اور مصالحے میں بن کر تیار ہو گیا، سب کاریگر حیران رہ گئے۔

بعد چندے شیخ صاحب حضور میں حاضر ہوئے اور بعد قدم بوسی سامنے بیٹھے ہوئے تھے، کوئی شخص آئے اور انھوں نے حضور سے عرض کیا کہ ''مَیں حضور کا بڑا نام سن کر آیا ہوں۔ شیخ بلاقی نے کہا ''اب حضرت کے برابر روئے زمین پر کوئی نہیں ہے''۔ حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا'' شیخ صاحب! کیا پھر چونا اور پتھر ڈھلواؤ گے، ابھی تو کندھوں میں نشان ہوں گے، پہاڑوں کے پتھر تمہارے لیے ڈھونڈے ہیں، صدہا چونے کے ٹوکرے آگرے سے اترولی لایا ہوں''۔ پھر جامہ اتار ڈالا اور شیخ بلاقی کو کندھے دکھائے، بڑے بڑے گڑھے کاندھوں پہ تھے۔ شیخ بلاقی قدموں پر گر کر لوٹنے لگے اور کہتے تھے ''قربان آل احمد، قربان آل احمد''۔

حقیقت میں کچھ عجب ذات عالی تھی کچھ ایسا گلشن کرامت کھلا تھا کہ ہر شخص اپنا گل مدعی لے جاتا تھا اور جو پژمردہ خاطر آتا تھا ایک نظر سے شگفتہ دل ہو کر جاتا تھا۔ لاکھوں بلبل شیدا نغمہ سرائی کرتے تھے:

ارم سے ہے بہت گلزار گلشن آل احمد کا　　　　فضا ہے نہ فلک ہے صحن مسکن آل احمد کا

فلک یا لیتنی کنت ترابا کا ہوا قائل
بنا فرش زمیں جب سے مدفن آل احمد کا
مجھے معلوم کیا ہے بے خود دل میں کیا نظر آیا
بستان طور دیکھا بام روشن آل احمد کا
ہوئے پیدا ولی وہ بطن مادر سے اسی باعث
کٹا ذکر خدا میں سب لڑکپن آل احمد کا
بتوں کے بطن سے آئی صدا هذا وليّ الله
نہ کیوں کر رام ہووے ہر برہمن آل احمد کا
عجب صل علی پر نور ہے صحرائے مارہرہ
بجا ہے گر کہوں ہے دشت ایمن آل احمد کا
فنون باطنی سے کر دیا زندہ حقیقت کو
حقیقت میں تھا عجوبہ ہر ایک فن آل احمد کا
کھلائے ہیں نئے گل آپ نے زور کرامت سے
کرے کیوں کر نہ ذکر خیر سوسن آل احمد کا
مثال آئینہ تھا قلب صاف و اطہر و ازکی
بنا تھا نور سے سب جسم اور تن آل احمد کا
حسینان جہاں یک پرتو ہیں حسن عالی کا
عجب صل علی تھا حسن احسن آل احمد کا
مریداں کے حبیب اللہ حبیب ان کے بہت کامل
وہ دشمن خدا ہے جو ہے دشمن آل احمد کا
الٰہی یا الٰہی اب میری یہ تمنا ہے
زباں پر نام ہووے وقت مردن آل احمد کا

بروز حشر جب تک بخشوا لیں گے نہ ذاکر کو
کبھی ہرگز نہ چھوڑے گا وہ دامن آل احمد کا

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۸۔ باطنی طریقے سے زیارت حرمین شریفین]

ایک معزز حضرت حرمین شریفین سے تشریف لائے اور حضرت مرشد اعلیٰ سے ملاقات کی۔ حضرت نے فرمایا ''بہت مدت میں سفر حجاز سے آئے''، انھوں نے کہا ''البتہ مدت میں آیا ہوں لیکن حضور سے تھوڑے دن ہوئے تو مکہ میں فلاں مقام پر ملاقات ہوئی تھی، آپ پہلے جہاز پر آئے مَیں دوسرے جہاز پر آیا''، حضرت نے فرمایا ''فقیر [نے] بموجب وصیت اسلاف کبھی یہاں سے حرکت نہیں کی، آپ نے کسی اور کو میری شکل دیکھا ہوگا''، انھوں نے کہا ''باللہ العظیم کوئی شک نہیں، حضور کو دیکھا تھا''۔ حضرت نے سلسلۂ سخن اور طرف کو پھیر دیا۔ انھوں نے جانا کہ یہ معاملہ خرق عادت سے ہے، قدم چوم کر وطن کو مراجعت کی۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۳۹۔آن واحد میں مقامات متعددہ پر حاضری]

ایک بار ایک بزرگ اصحاب صورت نے حضرت مرشد اعلی سے عرض کیا کہ ''مَیں نے مکتوبات عین القضاۃ میں دیکھا ہے کہ انھوں نے کبھی اپنے حجرے سے قدم شریف باہر نہیں رکھا۔ ایک دن بتیس جگہ دعوت ہوئی، ہر ایک کے یہاں وقت واحد میں دعوت کھائی اور بجنسہٖ اور حجرے میں موجود رہے''۔ حضرت نے فرمایا ''اس مرتبے کو اولیاء اللہ بزور کہتے ہیں، اگر وہ چاہیں دوسو جگہ آنِ واحد میں جائیں اور پھر موجود رہیں جہاں تھے''۔ جو وہ شخص روز دوئم حاضر ہوئے دیکھا کہ خدام اور حضار میں سے کوئی نہیں تھا، مکان خالی ہے، جدھر دیکھتے ہیں ادھر حضرت بہ ہیئت قضائی مراقب ہیں اور مسند پر بھی حسب معمول جلوہ فرما ہیں۔ یہ حال دیکھ کر اول تو حیرت ہوئی پھر سمجھے دیروزا[گزشتہ کل] جو مَیں نے حال عین القضاۃ کا کہا تھا اور حضرت نے اس کا جواب فرمایا تھا آج حضور نے وہ دکھلا دیا۔ مجھ کو یقین ہوا حضرت کو ہر مقام حاصل ہے۔ مقام میں انیسویں کرامت سے یہاں تک آثار احمدی سے نقل کیا ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۰۔سرکاری خزانے کے روپے کی ادائیگی]

ایک مرید حضرت مرشد اعلی نے بیان کیا کہ ایک شخص نامعلوم الاسم والمسکن شیعۃ المذہب کسی جگہ تحصیل دار تھا، پانچ سو روپے خزانہ سرکار کا کھا لیا۔ من جانب سرکار تقاضہ شدید ہوا، اس کے پاس ایک خمیرہ[مصری کا دانہ] نہ تھا ادا کہاں سے کرتا۔ ان ایام میں شہرہ فیض رسانی اور کشف کرامات حضرت کا اظہر من الشّمس تھا اور وہ شخص شہرۂ حضور سن کر حضور میں حاضر ہوا اور سب حال اپنا عرض کیا۔ جناب مرشد اعلیٰ نے اس کی تسکین فرما کر اور ایک پرچہ لکھ کر اس کو عنایت کیا اور فرمایا ''بوقت عبور دریا جب بیچ دریا میں پہنچو اس پرچے کو دریا میں ڈال دینا، تمہارا مطلوب ہو جائے گا''۔ وہ شخص پرچہ لے کر روانہ ہوا، جب بیچ دریا میں پہنچا پرچہ ڈال دیا۔ دریا میں سے ایک ہاتھ نازنیں کڑا طلائی پہنے نمودار ہوا اور آواز دی ''کڑا لے'' انھوں نے کڑا اتار لیا۔ جب اس کو فروخت کیا پانسو روپے کا ہوا، اس نے وہ روپیہ خزانہ میں داخل کر کر مواخذۂ سرکاری سے نجات پائی اور حضرت کی دعا گوئی میں مدت العمر مصروف رہا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۱۔دعا کی برکت]

جناب فیض مآب قبلۂ وکعبہ دو جہاں قاریٔ قرآں استاذ نا حافظ حسن علی صاحب ایک مرتبہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حضور میں حاضر ہوئے اور دولت بیعت حاصل کی۔ بوقت رخصت ایک جلد قرآن خاکہ خط جعفری سے پھر حافظ حسن علی صاحب کو جناب مرشد اعلیٰ نے عطا فرمائی اور فرمایا ''اس کو لکھ کر درست کر لینا''، ان کے والد حافظ مکمل صاحب نے عرض کیا کہ ''حضور یہ قرآن شریف لے کر کیا کرے گا، اول تو پڑھا نہیں اور دوسرے ان کا خط قرآنی نہیں جو لکھ کر پڑھ لے''۔ جناب مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''حافظ جی تم کیا جانتے ہو، یہ حافظ صوری اور معنوی ہے اور اس سے بہت خلق کو فیض پہنچے گا''۔ بعد حافظ صاحب مع والد ماجد کے گھر آئے اور قرآن شریف یاد کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں میں حافظ قرآن لاثانی ہو گئے اور خط نسخ کا مشق کر کر اس خاکے کو پر کیا، ہزار ہا آدمی کو قرآن پڑھایا اور صد ہا شاگرد ہیں۔ غرض کہ صبح سے شام تک درس قرآن ہوتا تھا، زبان میں تاثیر تھی، قبر شریف بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۲۔خدام پر نظر عنایت اور کرم فرمائی]

جناب پیر مرشد برحق ہادیٔ مطلق فرماتے تھے کہ عالم حیات جناب حضرت پیر مرشد میں جناب والد ماجد کی گاڑی پر ایک پچوا نامی نوکر تھا، اس کا یہ معمول تھا کہ عرس حضرت دادا صاحب میں ایک روپیہ حضرت کو نذر دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایام عرس کے قریب اسی پچوا نے اپنے دل میں کہا کہ ''ابا جی کو صد ہا روپیہ نذر کا دے گا، ہزاروں آدمی نذر دیں گے، میرا روپیہ کیا معلوم ہوگا، اس مرتبہ روپیہ نہیں دوں گا''۔ حضرت نے اس وقت اصیل سے فرمایا کہ ''پچوا بڑا احمق ہو گیا ہے، کہتا ہے کہ ابا جی کو میرا روپیہ کیا معلوم ہوگا، اس مرتبہ مَیں نذر نہیں دوں گا، جلد اس کو بلا لاؤ''۔ پچوا حسب الطلب حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا ''کیوں رے پچوا! تو اس مرتبہ ہم کو روپیہ نذر کا نہیں دے گا؟ اور اپنے دل میں کہتا ہے کہ ابا جی کو کیا معلوم ہوگا، سال بھر تیرے گھر میں اس روپے کی برکت رہتی ہے''۔ پچوا نے کہا ''مَیں نے [کب] کہا''، فرمایا ''فلانی وقت فلانی جگہ تو نے نہیں کہا اپنے دل میں کہ ابا جی کو کیا معلوم ہوگا، مَیں روپیہ نہیں دوں گا؟ جھوٹ بولتا ہے اب ہم کو تیرا اعتبار

نہیں، جلد جا کر ہمارا روپیہ لاؤ''، بچوا نے کہا''اب خوب دل کی باتیں پکڑی جاتی ہیں، اپنا روپیہ لو خفا کیوں ہوتے ہو؟'' پھر بچوا نے اس وقت کہیں سے لا کر روپیہ نذر کیا، حضرت نے منظور فرمایا اور ارشاد کیا تیرا روپیہ مل جائے گا۔

دوسرے روز بچوا لکڑی لینے بن میں گیا، ایک روپیہ رکھا ہوا پایا، لے لیا اور سمجھا کہ حضرت نے فرمایا تھا روپیہ تیرا مل جائے گا سو مل گیا۔ جب بن سے لکڑی لے کر آیا، راہ میں بازار سے اس روپے کی پگڑی مول لے لی اور پگڑی واسطے دھونے کے دھوبی کو دی، گاڑی لکڑیوں کی لے کر درِ دولت پہ آیا، لکڑیاں اتارتا تھا جو اس پر نظر حضرت کی پڑی، پاس بلایا فرمایا''بچوا روپیہ پایا؟'' اس نے کہا''پایا''، فرمایا''کیا کیا؟'' کہا''پگڑی مول لی''، کہا''پگڑی کہاں ہے؟'' کہا''دھوبی کو واسطے دھونے کے دے آیا ہوں''، فرمایا''آج سات بد ہیں جلد واپس کر لاؤ''، وہ اسی وقت واپس کر لایا۔ اسی رات میں دھوبی کے چوری ہو گئی، بہت کپڑے چور لے گئے۔ جب یہ بات مشہور ہوئی حضرت نے بچوا سے فرمایا''اگر تیری پگڑی دھوبی کے ہوتی، چوری جاتی، کیسی بچا دی''۔ بچوا قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا''اپا جی! تم پر قربان ہو جاؤں''۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۳۔ دیوار کے گرنے کی پیشگی اطلاع]

جناب فیض مآب قبلہ کونین کعبہَ دارین مرشدی و مولائی ارشاد فرماتے تھے ایک مرتبہ ایک دیوارِ خام درگاہ کے احاطے کی...... حضرت منجھلے میاں صاحب نے بنوائی تھی، جس وقت دیوار تیار ہو چکی، حضرت تشریف لائے اور دیوار ملاحظہ فرما کر فرمایا''بدلا! یہ دیوار بہت بودی تو نے بنائی ہے''، اس نے کہا''حضور! ڈیڑھ گز سے زیادہ تو آثار ہے، پکی مٹی ہے، بودی کاہے سے ہو گئی''، آپ نے فرمایا''آج رات میں گر پڑے گی''، اس نے کہا''یہ تو تیس برس تک جنبش بھی نہ کھائے گی''، حضرت نے فرمایا''اگر آج رات میں گر پڑے تو ہم مزدوری نہیں دیں گے''، اس نے کہا ''اگر دن رات میں کبھی دس برس تک گر پڑے آپ مزدوری نہ دیں اور دیں تو دس برس تک پھیر دوں''، حضرت نے اور لوگوں سے فرمایا''تم سب گواہ رہنا، ہمارے اور بدلا کے یہ عہد ہے کہ اگر رات میں دیوار گرے تو ہم بنوائی نہیں دیں گے''۔ بعدہٗ حضرت دولت خانے کو تشریف لے گئے۔ شام کو کسی مسافر نے اس دیوار کے تلے اپنا باندھا، فرمایا''یہاں نہ باندھو، چوروں کا خوف ہے یا

جواندر باندھو''، وہ مسافر حکم حضرت بجالایا۔ رات میں وہ دیوار جڑ سے الٹ کر گر پڑی۔ صبح کو آپ نے بدلا کو روبرو بلوا کر کہا ''کیوں رے بدلا! دیوار نہیں گری؟'' اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا ''حضور! دیوار تو گرنے کی نہیں تھی تم نے کرامات سے گرادی۔ حضور نے اس کی مزدوری دلا دی''۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۴۔ خلیفہ ارادت اللہ کے لیے اولاد کی دعا]

ارادت مند سعادت کیش خلیفہ محمد ارادت اللہ حجام ساکن بدایوں (مرید حضرت مرشد اعلیٰ) کے تین دختر تھیں، کوئی بیٹا نہ تھا، اسی فکر میں تھے کہ خداوند ایک بیٹا دے۔ جب سن ان کا ستین [ساٹھ] سے تجاوز کر گیا، اس امید کو دل سے دور کیا۔ ایک مرتبہ بہ ہنگام عرس حضرت سلطان العاشقین جناب شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ روبرو حضرت مرشد اعلیٰ کے دست بستہ کھڑے تھے، دریائے سخاوت عرفانی جوش پر تھا، فرمایا ''ارادت اللہ کیا چاہتے ہو؟'' انھوں نے عرض کیا ''غلام کے کوئی فاتحہ خواں نہیں ہے''، حضرت نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا ''ہمارے ارادت اللہ کو فرزند لئیق عطا فرما''، پھر فرمایا ''خلیفہ ارادت اللہ تمہارا بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام کریم بخش رکھیو، دوسرے کا رحیم بخش اور تیسرے کا الٰہی بخش رکھنا''۔ خلیفہ ارادت اللہ قدموں پر گر پڑے اور عرض کرنے لگے ''حضور مجھ کو تو امید نہیں''۔ اس وقت حضرت نے سر مبارک سے کلاہ اتار کر خلیفہ ارادت اللہ کے سر پر رکھ دی اور ارشاد فرمایا ''خدا کی ذات سے مجھ کو امید ہے''۔

جب خلیفہ ارادت اللہ گھر کو آئے خداوند کریم کی قدرت ظاہر ہوئی، ان کی بیوی کو حمل رہا۔ بعد مدت معمولی کے بیٹا پیدا ہوا، خلیفہ نے اس کا نام کریم بخش رکھا۔ پھر دوسرے سال دوسرا بیٹا پیدا ہوا، اس کا نام رحیم بخش رکھا۔ جب تیسرا پیدا ہوا، اس کا نام الٰہی بخش رکھا۔

اور بہ توجہ حضرت مرشد اعلیٰ کے تینوں بیٹے خلیفہ ارادت اللہ کے جوان اور عاقل ہوئے۔ دو بیٹوں نے اپنا پیشہ کیا، کریم بخش نے علم پڑھا یہاں تک علوم مروجہ سے فراغ حاصل کر لیا۔ اب کریم بخش سرکار انگریزی میں بہ عہدۂ سروری پیمائش میں نوکر ہے اور شش روپے کی تنخواہ ہے اور منشی کریم بخش لقب ہے اور رحیم بخش اور الٰہی بخش راہیٔ ملک بقا ہوئے اور وہ کلاہ شریف اب تک کریم بخش کے پاس ہے اور خلیفہ ارادت اللہ کو کوئی شغل بھی عطا ہوا تھا، اس میں تا دم مرگ مشغول رہے اور بڑے خوش عقیدہ مرید تھے۔ اٹھتے بیٹھتے ہر کام کے شروع میں کہتے ''یا اچھے مدد کی جیو''۔

قبر خلیفہ کی صاحب ولایت کے بَن میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۵۔ حکم کی خلاف ورزی کا انجام]

حافظ علی اسد اللہ صاحب نے بیان کیا جب ماموں صاحب شیخ محمد ارادت اللہ نے غیبت میں اپنے والدِ ماجد کے ہتھنی خرید کی، ان کے والد ماجد اس زمانے میں مارہرہ میں تھے، وہاں انھوں نے سنا، چاہا کہ ہتھنی واپس ہو جائے۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''شیخ برکت اللہ ہتھنی کو واپس نہ کرو''۔ حسب الحکم شیخ برکت اللہ نے رہنے دی اور روز بروز ریاست کی ترقی ہوئی۔ ایک مرتبہ شیخ برکت اللہ کو کچھ ضرورت پیش آئی، چاہا کہ ہتھنی کو فروخت کر ڈالے۔ نوازش نامہ آیا ''ہتھنی کو فروخت نہ کرنا''، وہ ارادہ موقوف کیا۔ آخر کار کسی ضرورت شدید نے ہتھنی کو فروخت کر ڈالا۔ جس وقت یہ خبر حضور کو پہنچی، چند مرتبہ فرمایا ''بڑا گھر بگڑ گیا''۔ جس روز سے ہتھنی فروخت ہوئی شیخ برکت اللہ کی ریاست پر زوال آیا۔ شیخ برکت اللہ مرید حضرت قادر شاہ قادری کے تھے، مگر حضرت کے معتقد بہت تھے۔ قبر مسجد حیدر شاہ میں ہے برابر قادر شاہ کے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۶۔ الله ھو کے معنی کی تفہیم]

جناب حکمت مآب یعقوب رقم حکیم محمد وارث خان صاحب ساکن بریلی مرید حضرت مرشد اعلیٰ ایک دن اس طرح سے گوہر افشاں ہوئے کہ مَیں ملک دکھن میں افسر رسالہ سواراں تھا، تعیناتی ہماری مقام کوانت ہوئی۔ ایک فقیر نہ سالک نہ مجذوب، وہاں مقیم تھا، گاہ گاہ میرے پاس آیا کرتا تھا اور لفظ ھــو اس کی زبان پر جاری رہتا تھا۔ جب مجھ سے اور شاہ صاحب سے رابطۂ کمال ہو گیا اور مَیں رخصت لے کے گھر کو روانہ ہوا، اس فقیر نے کہا ''تم بہ حضور اچھے صاحب پہنچو، تب میری طرف سے لفظ کو اعلان کیجو'' اور میرا یہ معمول تھا کہ جب مَیں گھر کو آتا تھا براہِ مارہرہ آتا تھا۔ اول مارہرہ میں آیا۔ بعد حصول قدم بوسی پیغام فقیر صاحب ادا کیا۔ در جواب اس کے جناب مرشد و مولائی نے زبان فیض ترجمان سے لفظ ھـو کا فرمایا۔ معاً پیش نظر میرے تیرگی نمودار ہو گئی، عدم وجود کی خبر نہ رہی، بعد ایک لحظے کے سب موجود ہو گیا۔ جب میرے حواس خمسہ درست ہوئے تب

مَیں نے جانا کہ حضرت مرشدی ومولائی نے معنی اللہ ھو کے ظاہر کیے۔ اگر زبان سے بیان کرتے سمجھ میں نہ آتے۔ خان صاحب محمد وارث خان بڑے خوش عقیدہ اور عمدہ طبیب تھے، خوش نویسی میں لاثانی تھے۔ قبر شریف بریلی میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۷۔ ''زن مرید'' کا واقعہ]

ایک عورت مریدہ حضرت مرشد اعلیٰ اکثر اوقات بلکہ ہر وقت ذکر حضور کا کرتی تھی اور خاوند اس کا بدعقیدہ تھا، وہ کہتا تھا ''تجھ کو ہر وقت یہی ذکر رہتا ہے؟'' کبھی کبھی اس بات پر لڑائی بھی ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ عفیفہ نے شب کو حضرت سے رجوع کیا اور کہا ''یا حضرت! میرے شوہر کم بخت کو مسلمان کر کر داخل سلسلہ فرماؤ''۔ صبح کو اس کے شوہر بازار سے کپڑا خرید کر لائے اور بیوی کو دے کر کہا کہ ''جلد اس کو قطع کر کے تیار کر دو''، بیوی نے کہا ''کہاں جاؤ گے؟ کیا ضرورت ہے؟'' ''تجھے کیا، آج تیار ہو جائے، صبح مَیں مارہرہ شریف جاؤں گا اور حضرت کا مرید ہوں گا''۔ بیوی نے کہا ''تم تو برا کہتے تھے اب مرید ہوں گے؟'' کہا ''تمہیں کیا، جو معاملہ مجھے درپیش آیا ہے وہ مَیں جانتا ہوں''۔ القصہ دوسرے روز مارہرہ کو روانہ ہو کر اور حضرت سے شرف بیعت حاصل کیا اور غلامی حضرت کی اختیار کی اور جلسۂ عام میں کہا کرتے تھے ''حضرت کا مَیں غلام غلامان ہوں، مَیں زن مرید ہوں، میری بیوی کے سبب یہ دولت حاصل ہوئی''۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۸۔ گاؤں کی معافی کا مقدمہ]

جناب طریقت مآب معارف آگاہ شیخ محمد عبادت اللہ قدس سرہٗ خلیفہ حضرت مرشد اعلیٰ بیان فرماتے ہیں کہ جن ایام میں تحقیقات معافی لاخراجی حسب فحوائے آئین دوم اٹھارہ سو انیس جمیع ساکنان بدایوں کی سرکار انگریزی میں ہوئی، مقدمہ موضع کھترہ دہیہ معافی میرا بھی بداعمالی قانون گوئی محال سے معرض تحقیقات اس امر کے آیا کہ آیا یہ موضع اصلی ہے یا نہیں؟ محکمۂ کمشنری مراد آباد میں دائر تحقیقات تھا اور مَیں واسطے پیروی مقدمہ کے مراد آباد گیا تھا، سخت حیران و پریشان تھا اور دل میں ڈرتا تھا کہ مَیں کس طرح سوال و جواب کروں گا، مَیں تو کبھی انگریز کے سامنے گیا

ہی نہیں ہوں اور حاکم کو تیز مزاج سنا ہے۔ آخر کو مقدمہ پیش ہوا اور مَیں پکارا گیا، اس وقت حضرت مرشدی و مولائی کو یاد کیا اور کہا ''اِس وقت میری مدد کیجیے، میرا گاؤں معاف ہو جائے اور مجھ سے کوئی نہ پوچھے، مجھ سے جواب نہ آئے گا''۔ مَیں اندر گیا، مَیں نے دیکھا کرسی پر حضرت مرشدی و مولائی جلوہ فرما ہیں، واسطے قدم بوسی کے آگے بڑھا، سپاہیوں نے مجھے باہر کر دیا اور کہا ''جاؤ تمہارا گاؤں معاف ہو گیا''۔ شیخ عبادت اللہ فنا فی الشیخ تھے، قبر سرائے ملا میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۴۹۔ تعمیل حکم کا نتیجہ]

نقل ہے کہ جب شیخ برکت اللہ عارضۂ نزول الماء سے نابینا ہو گئے، حضرت مرشد اعلیٰ کو عرضی لکھی اور اپنے حق میں دعا چاہی۔ حضرت نے در جواب اس کے تحریر فرمایا ''کحال کراؤلی سے آنکھیں قدح کراؤ''۔ شیخ صاحب سمجھے کہ حکم قدح کے واسطے صادر ہوا ہے، تخصیص کراؤلی سمجھ میں نہ آئی۔ بایں وجہ شیخ صاحب نے کحال شاہ آباد سے قدح کرائی۔ پانی اپنے مقام سے نہ ہٹا، تکلیف اٹھائی، مطلب نہ حاصل ہوا، پھر عرضی ارسال کی، حکم آیا ''کحال کراؤلی سے قدح کراؤ''۔ شیخ صاحب نے کحال کراؤلی بلوا کر پھر آنکھیں قدح کرائیں، پانی دفع ہو گیا، نظر قائم ہو گئی، پھر کبھی نظر میں کمی نہ ہوئی۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۰۔ حملہ آور شیر سے نجات]

نقل ہے کہ مولوی علی ولی اللہ صاحب مرید بہ عقیدت حضرت مرشد اعلیٰ کے تھے۔ مولوی صاحب موصوف ماہ بھادو میں حسب اجازت حضرت مرشد اعلیٰ اسی عمل جلالی کی زکوٰۃ دیتے تھے اور جس قدر پرہیز تھا اس وقت پرہیز کرتے تھے۔ جب حضرت مرشد اعلیٰ کا وصال ہو گیا اور ماہ بھادو قریب آیا، حضرت چودھری بدرالدین ملک المجاذیب نے کہا ''مولوی ولی اللہ اب بھی بھادو میں زکوٰۃ دو گے؟'' انھوں نے کہا ''دوں گا''، چودھری نے کہا ''وہ شیر مر گیا، اب کی اس طرح پڑھوں تو معلوم ہو گی''، مولوی صاحب نے کہا ''بڑے کیا بکتا ہے؟ وہ شیر زندہ ہے ایسے شیر کہیں مرتے ہیں؟!'' القصہ جب ایام بھادو آئے مولوی صاحب نے حسب معمول مسجد میں وہ عمل

پڑھنا شروع کیا۔ تیسری شب کو بوقت نصف شب آنکھیں بند کیے پڑھتے تھے کہ یکا یک کھٹکا پیچھے معلوم ہوا، نظر اٹھا کر جو پیچھے دیکھا تو ایک شیر مہیب شکل [ڈراؤنا] حملہ آور نظر آیا، تسبیح ہاتھ سے گر گئی اور دل میں کہنے لگے، چودھری سچ کہتا تھا۔ اسی خیال میں ان کو خوف زیادہ طاری ہوا، آنکھیں بند ہو گئیں، قریب تھا کہ بے ہوش ہو جائے۔ کسی نے ان کے سر پر دھول ماری، ان کو ہوش آیا، آنکھیں کھولی، دیکھا تو سامنے حضرت مرشد اعلیٰ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں ''چودھری سچ کہتا تھا اور تو جھوٹ کہتا تھا، پڑھے جا، خوف نہ کر''۔ انھیں اطمینان ہو گیا اور وہ شیر غائب ہو گیا۔ پھر ہمیشہ مولوی صاحب حسب دستور پڑھتے رہے۔ قبر مولوی صاحب کی سرائے ملا میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۱۔ محبوبہ کی تصویر کا خیال دل سے نکال دیا]

زبانی خلفائے راشدین کے سنا ہے کہ ایک شخص مغل نامعلوم الاسم والمسکن مصوری میں لاثانی رشک سابق اپنی محبوبہ کی تصویر لیے جنگلوں جنگلوں پھرتا تھا۔ دن جو بھلے آئے مارہرہ میں بھی آ گیا، یہاں حضرت مرشد اعلیٰ کا حال سن کر مشتاق قدم بوسی ہوا، لیکن متردد تھا کہ بغیر تصویر کے کل [چین وسکون] نہیں پڑتی اور تصویر لے جاؤں تو بے ادبی ہے۔ آخر بہ فہمائش دیگر کساں تصویر سرائے میں رکھ کر بہ حضور مرشد اعلیٰ حاضر ہوا اور بعد قدم بوسی رخصت چاہی۔ حضرت نے کہا ''مرزا جی! بیٹھو ابھی کیا جاؤ گے؟'' مرزا فراقِ تصویر میں بے قرار تھے، کسی ہم راہی نے سب حال عرض کر دیا۔ حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا ''مرزا جی! اس تصویر کو یہاں منگوا لو، ہم بھی دیکھیں''، مرزا جی نے انکار کیا، حضرت نے زیادہ اصرار کیا، لاچار ہو کر مرزا جی نے وہ تصویر منگوا لی۔ حضرت نے روبرو رکھ کر فرمایا ''مرزا جی خوب بنائی ہے، یہ ایسی ہے کہ ایک لمحے کو چھوڑی نہ جائے، ہمارا جی چھوڑنے کو نہیں ہوتا، مرزا جی! اگر رات بھر کو یہ تصویر یہاں چھوڑ دو تو ہم آپ کے بڑے ممنون احسان ہوں گے، علی الصبح بجنسہٖ لے لینا''۔ مرزا جی راضی ہو کر تنہا سرائے کو روانہ ہوئے۔ رات بھر تصویر کے فراق میں بے قرار رہے۔

علی الصباح حضور میں حاضر ہوئے، پھر دن چڑھے دربارِ عام ہوا۔ حضرت مسند پر جلوہ افروز ہوئے، مرزا جی بھی سامنے بیٹھے، حضرت نے وہ تصویر منگوا کر مرزا جی کے سامنے رکھ دی، مرزا جی نے منھ پھیر لیا۔ حضرت نے فرمایا ''مرزا جی! وہ تصویر ہے عمدہ بنی ہے، دیکھو''، مرزا جی کہنے لگے

''حضور! مجھ کو بہت بری معلوم ہوتی ہے، للہ اس کو پھنکواؤ، میرا جی بگڑا جاتا ہے''، حضرت نے فرمایا ''رات بھر اس کے واسطے بے قرار رہے ہو، دیکھو مرزا جی تصویر موجود ہے''، مرزا جی ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے کہ ''اگر آپ اس تصویر کو نہ اٹھوائیں گے مَیں اٹھا جاتا ہوں''۔ آخر حضرت مرشد اعلیٰ نے تصویر کو اٹھوا دیا۔ مرزا جی قدموں پر گرے اور اسی روز داخل سلسلۂ طریقت ہوئے۔ کیسا حضرت نے مرزا جی کے دل سے خیال تصویر مٹا دیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد　　　نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۲۔ کلاہ مبارک کی برکت سے ظفر یابی]

منقول ہے کہ ایک جہاد میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کلاہ صفوف کفار میں گر پڑی۔ خالد رضی اللہ عنہ حملہ کر کر صفوف کفار سے کلاہ اٹھا لائے۔ لوگوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا ''تم نے ایک کلاہ کے واسطے ایسا سخت حملہ کیا؟'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ''تم مرتبہ اس کلاہ کا نہیں جانتے ہو، بخدائے لایزال [اس خدائے تعالیٰ کی قسم جو کبھی زائل نہیں ہوگا] یہ کلاہ ظفر نشان ہے:

من بعد سب سے سیف خدا نے کیا بیان　　　ہے یہ جو میرے پاس کلاہ ظفر نشان
رکھے ہیں اس میں موئے شریف شہ زمان　　　سمجھوں ہوں اس کو حرز بدن زور جانِ جان
کرتا ہوں جب جہاد یہ ٹوپی دھرے ہوئے　　　پھرتا نہیں ہے جنگ کو بے سر کرے ہوئے

صل علی احمد و علی آل احمد، یہ معجزہ اب تک نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطنٍ اولاد امجاد جناب سرور عالم ﷺ میں چلا آتا ہے۔

چناں چہ شیخ سعد الدین بصیر ساکن بدایوں مرید مولوی حسن علی صاحب فرماتے تھے کہ ایام جوانی میں برائے تلاش روزگار مَیں دکھن کو جاتا تھا، دل میں خیال آیا کہ مارہرہ ہوتا ہوا چلوں۔ بایں غرض در دولت پہ حاضر ہوا، اس وقت جناب معلّیٰ حجام سے اصلاح [خط] درست فرماتے تھے اور کلاہ شریف مسند پر رکھی تھی۔ مَیں آداب بجالا کر روبرو کھڑا ہوا۔ دل میں خیال آیا کہ اگر حضور یہ کلاہ مجھ کو عنایت فرمائیں تو میرے سب کام بن جائیں۔ جب اصلاح شریف درست ہو چکی مَیں قدم بوس ہو کر سامنے بیٹھ گیا، حضرت نے وہ کلاہ میرے سر پر رکھ دی۔ مَیں دوبارہ آداب بجا لایا اور پھر سامنے حضرت کے بیٹھ گیا۔ چند موئے مبارک قریب مسند کے جلوہ افروز تھے، مَیں نے

وہ بصد تعظیم اٹھائے، ان کو بوسہ دے کر ایک کاغذ میں بند کر کر کلاہ مبارک کے سنجاف [کنارے] میں رکھ لیے اور دکھن کو روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر سواروں میں نوکر ہو گیا، اندک عرصے میں تکلیف دنیوی سے فراغت پائی۔ مَیں نے بارہا تجربہ کیا کہ جس مہم میں وہ کلاہ میرے پاس ہوئی وہ مہم سر ہوئی اور جس بیمار کو وہ ٹوپی اڑھائی شفا ہوئی اور جب کبھی بڑے جنگل میں گیا اور وہ ٹوپی میرے پاس ہوئی ہر جانور ایذا دہندہ مجھے دیکھ کر بھاگا۔ بالکل معجزۂ نبوی عیاں تھا۔ شیخ سعد الدین کی قبر بدایوں میں ہے۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۳۔قریب المرگ مریضہ کی صحت یابی]

ایک میرے دوست نے بیان کیا کہ عہد حضرت مرشد اعلیٰ میں میری والدہ بعارضہ تپ دق [بخار] گرفتار تھیں، نوبت درجہ سوم تک پہنچی تھی۔ ایک طبیب نے نسخہ پچیس روپے کا لکھا۔ جناب دادا صاحب (کہ طبیب حاذق تھے) سمجھے کہ اب اس نسخے کا بنانا فضول ہے، بے سود روپیہ خراب کرنا ہے۔ جناب والدِ ماجد جوان اور طبیب تیز رائے تھے، جناب دادا صاحب نے وہ نسخہ دیا اور کہا ''دیکھو اس کا وقت ہے؟'' والدِ ماجد نے فرمایا ''حکیم صاحب نے غور نہیں کیا، برداشتہ قلم نسخہ لکھ دیا ہے، اسے رہنے دیجیے''، دادا صاحب نے فرمایا ''یہ حضور مرشدی ومولائی میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ اگر حکم ہو تو یہ نسخہ تیار کیا جائے''۔ چناں چہ جناب والد ماجد وہ نسخہ حضور میں لے گئے اور منقولہ والد ماجد کا اپنے عرض کیا۔ حضرت نے بار بار نسخہ ملاحظہ فرمایا اور کچھ مراقب سے ہوئے، پھر بہ افسوس فرمایا ''نسخہ بنانے کی حاجت نہیں ہے، اس کا وقت قریب آ گیا ہے، آج نصف شب کو وہ بے چاری اس جہان سے گزر جائے گی''۔

والد ماجد غم گین اور مایوس واپس آئے اور بخوف [و] ہراس عورات [سے] یوں بیان کیا کہ ''حضور نے فرمایا ہے اس نسخے کی کچھ حاجت نہیں، آج نصف شب کو مریضہ کو بحران ہوگا، اس کے بعد کھانا کھائے گی بالکل صحت ہو جائے گی''۔ جو عورات نزع جان کر آئی تھیں یہ بات سن کر ان کو کلی اطمینان ہو گیا، سب اپنے اپنے گھر کو چلی گئیں۔ خدا کی قدرت نصف شب کو مریضہ کو پسینہ آیا، پھر کھانا کھایا اور بالکل صحت ہو گئی۔

صبح کو دادا صاحب نے بیس روپے اور شیرینی والد ماجد کے ہاتھ حضور میں بھیجی، مَیں بھی ہم

راہ گیا، اس وقت عمر میری آٹھ برس کی تھی۔ جس وقت والدِ ماجد حضور میں حاضر ہوئے، حضور نے نہایت غصے سے فرمایا کہ ''فقیر کی شرم خدا نے رکھ لی، اجل اس کی آ چکی تھی، وقت برابر ہو گیا تھا، مَیں نے کچھ کہا، تم نے کچھ کہا، اگر خدا اس کو از سرِ نو زندہ نہ کرتا تو فقیر مارہرہ میں اور کل روئے زمین پر جھوٹا مشہور ہو جاتا''۔ جناب والد ماجد کو خطرہ گزرا کہ یہ مشائخین کی باتیں ہیں، کہا وہ نہ ہوا، یہ تو اب یوں کہتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا ''میاں فلاں! آپ کی زوجہ کی بیماری کی پریشانی میں انبہ کم کھائے ہوں گے؟'' والدِ ماجد نے فرمایا ہمارے ناندہ میں انبہ عمدہ مہنگے ہیں''۔ ''تھوڑے سے گھر کو لیتے جاؤ، دو دو چار چار سب کو دینا، مگر مکھیاں مری ہوئی ناندہ میں ہیں، ان کو علیحدہ کر دو'' اور ایک بادکش عنایت کیا اور فرمایا ''مکھیاں اس پر رکھ کر اس کو فلاں گوشے میں رکھ دو''۔ والد ماجد نے ویسا ہی کیا اور ایک کپڑے میں کچھ انبہ بلا شمار رکھے۔ پھر حضرت نے فرمایا ''جو انبہ تم نے کپڑے میں رکھے ہیں ناندہ میں ڈال دو، بعدہٗ سو انبہ شمار کر کر لے لو''، والد نے یوں ہی کیا۔ جب رخصتی آداب عرض کیا فرمایا ''فلاں ان مکھیوں سے کہو کہ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ جائیں''۔ والد ماجد نے ان سے جا کر یوں ہی کہا۔ وہ مکھیاں زندہ ہو کر اڑ گئیں۔ والد ماجد دل میں پشیمان ہوئے اور سمجھے کہ تصرف اولیا حق ہے۔ میری زوجہ بھی حضور کے تصرف سے زندہ دوبارہ ہوئی۔ مجھ کو خوب یاد ہے اس وقت والد ماجد پر ایک حالت تھی، سبحان اللہ سبحان کہتے تھے۔

خداوندا برائے آلِ احمد — نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۴۔ غوث اعظم کا دیدار]

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ مَیں علاقہ بنارس میں ایک رئیس نامی کے مکان پر ٹھہرا تھا۔ ایک روز ایک فقیر فقط تہہ بند باندھے مضطرب الحال میرے پاس آئے اور کہا '' آپ آرام فرماتے ہیں؟ اور قطب یہاں کے دیتے جاتے ہیں''، مَیں نے عرض کیا ''قطب صاحب کہاں ہیں؟'' کہنے لگے ''یہاں سے دو کوس ایک جھاڑی میں ہیں، بحالت نزع مبتلا چھوڑ آیا ہوں''۔ مَیں ان کے ہم راہ مع دیگر اشخاص کے روانہ ہوا، راہ میں وہ فقیر گم ہو گئے۔ مَیں مع ہم راہیان جھاڑی پر پہنچا۔ بہ مشکل تمام ایک راستہ تنگ پایا، اس سے اندر جھاڑی کے داخل ہوا۔ دیکھا تھوڑی جگہ صاف ہے، وہاں بوریے پر ایک بزرگ لیٹے ہوئے ہیں اور حالت نزع ہے۔ مَیں نے کلمہ طیب پڑھا، انھوں نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا ''میاں ابھی وہ وقت نہیں ہے، تم کو دھوکا دیا''۔ مَیں

نے عرض کیا کہ ''حضرت کا اسم مبارک کیا ہے؟ اور کس کے مرید ہیں؟''، فرمایا ''اچھے کا برا ہوں''، مَیں نے کہا ''مَیں سمجھا نہیں؟'' فرمایا ''ایک بستی مار ہرہ مقدسہ ہے، وہاں ایک اچھے صاحب ولایت ہیں، مَیں ان کا مرید ہوں، مجھ کو بے اختیار رقت ہوئی اور بزرگ بالکل صحیح وسالم ہوکر اٹھ بیٹھے اور مجھ کو تسکین دی''۔ مَیں نے عرض کیا ''آپ کب مرید ہوئے تھے؟'' فرمایا:

بکنا فضول ہے، زمانہ اور وقت معلوم نہیں، اب کہاں ہوں کچھ مفہوم نہیں۔ میرے بزرگ دہلی میں رہتے تھے، مَیں نے حضرت مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست بیعت بارہا کی، فرمایا ''تمہارا حصہ اور جگہ ہے''۔ آخر مارہرہ شریف آ گیا، حضرت کا شہرہ سنا، حاضر ہوکر مرید ہوگیا۔ جو کچھ ارشاد ہوا عمل کیا، لیکن کشود کار نہ ہوا۔

بعد دو برس کے حضور نے فرمایا ''تجھ کو یوں کچھ حاصل نہ ہوگا، یہاں سے بدایوں بریلی کی طرف چلا جا، کسی شیعہ کی نوکری کر لینا''۔ مَیں حسب الارشاد اسی وقت براہ سورو بدایوں کو روانہ ہوا، راہ میں ایک مقام اجھائی پڑا، اس میں رات بھر ایک دکان میں پڑا رہا، صبح کو مالک دکان آیا اس نے حال پوچھا مَیں نے سب حال کہا، اس نے کہا ''چلو مَیں تم کو شیعہ کا نوکر کرا دوں''، مَیں اس کے ساتھ ہولیا۔ وہ تحصیل دار کے پاس لے گیا، وہ تحصیل دار شیعہ تھا، سید حسین نام تھا، مجھ کو دربانی پر عشاہرہ دو روپے ماہوار نوکر رکھا۔ بعد پانچ مہینے کے محرم شریف آیا، ان کے یہاں محافل عزا داری شروع ہوئیں۔ اس تاریخ کو تحصیل دار صاحب نے مجھ کو حکم دیا کہ ''محفل خاص ہے، تم اندر نہ آنا اور جو سنی آئے اس سے منع کرنا کہ محفل خاص ہے''۔ مَیں ڈاڑھی والے کو سنی اور بے ڈاڑھی والے کو شیعہ سمجھتا تھا، اس پہچان پر انتظام کرتا رہا۔ آخر ایک ڈاڑھی والا آیا اور اندر چلا، مَیں نے کہا ''میاں تم مت جاؤ یہ محفل خاص ہے، سنیوں کی ممانعت ہے''، اس نے کہا ''مَیں شیعہ ہوں، مَیں نے کہا ''تھوڑی مٹھائی کے واسطے دوسرا مذہب بتاتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے؟'' اس نے جناب غوث الثقلین کی نسبت کلمہ سخت کہا، مَیں نے جوتا اس کے منھ پر مارا، وہ چلایا، اندر سے بہت لوگ آئے اور مجھ کو لپٹ گئے اور مجھ کو اتنا مارا کہ مَیں بے ہوش ہوگیا۔ پھر

مجھے معلوم نہیں کہاں ڈالا؟ حالت بے ہوشی میں حضرت غوث الثقلین تشریف لائے اور فرمایا کہ ''چل کام بن گیا اور مجھ کو اس جگہ بٹھلا گئے۔ آج تک یہاں بیٹھا ہوں، شام کو ایک آدمی دو گھڑے پانی اور نہایت لذیذ طعام دے جاتا ہے وہ کھاتا ہوں اور عبادت کرتا ہوں اور کبھی کبھی حضرت پیر و مرشد اور گاہے جناب غوث پاک یہاں تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے خیریت پوچھتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں یہ کون مقام ہے؟

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[۵۵۔ جوگی کی اکسیر]

ایک ثقہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک جوگی رسیدہ حضور میں حاضر ہوا اور چند روز رہا۔ اس زمانے [میں] ظاہری اسباب کم تھا۔ وہ جوگی سمجھا کہ یہاں روپیہ نہیں ہے محتاجی ہے۔ حضور میں حاضر ہو کر ایک بیل پُر از اکسیر حضرت کے نذر کیا اور کہا ''یہ خاک ایک رتی باون تولہ سونا بناتی ہے، اس کو آپ رکھیے''۔ آپ نے اس جوگی کی بہت تعریف کی اور بہت ممنون احسانی ظاہر فرمائی، وہ رخصت ہوا۔

بعد دو برس کے پھر حاضر ہوا، سمجھا یہ تھا کہ بڑا کارخانہ ہو گیا ہوگا، یہاں وہ ہی کارخانہ تھا۔ اس نے تخلیے میں حضور سے عرض کیا کہ'' آپ نے وہ خاک کیوں رکھ چھوڑی، امتحان تو کر لیا ہوتا؟!'' آپ نے فرمایا ''ضرورت کے واسطے رکھ چھوڑی ہے، ابھی ضرورت نہیں ہے، احتیاط سے اس کنوئیں میں رکھ دی ہے''۔ اس نے سر پیٹا اور کہنے لگا ''غضب کیا''، آپ نے فرمایا ''پانی سے اوپر رکھی ہے تم جا کر دیکھو کس احتیاط سے رکھی ہے''۔ پھر حسب درخواست اس کے رسیاں سیڑھی میں باندھ کر اس سیڑھی پر وہ جوگی بیٹھ کر کنویں میں اترا اور حضور من [کنویں کی مینڈھ] پر جلوہ فرما ہوئے۔ وہ جوگی ہنوز قریب پانی کے نہ پہنچا تھا کہ حضرت نے فرمایا ''جوگی جی! اپنا بیل پہچان کر لینا''۔ جب جوگی پانی پر پہنچا دیکھا ہزاروں بیل اکسیر سے بھرے پانی پر تیرتے ہیں، جوگی نے چیخ ماری اور کود کر پانی میں غوطہ کھانے لگا۔ حضرت نے جلدی سے اور آدمی اتروا کر جوگی جی کو نکلوایا۔ جوگی کنویں سے باہر آ کر قدموں پر گر پڑا اور چند روز حاضر رہ کر فیض باطنی حاصل کیا۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[٥٦۔حکم سے پرنالوں کا بہنا]

حضرت پیرومرشد فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بچپن میں جب گرمی ہم کو معلوم ہوتی تھی تو ہم حضور سے کہتے تھے کہ اب پانی برسائیں، ہم نہائیں گے۔ حضور کہتے کہ تم پرنالو سے کہو کہ ''ہمارے ابا کہتے ہیں تم چلو''، ہم پرنالوں کے تلے کھڑے ہو کر کہتے تھے ''پرنالوں تم چلو ہمارے ابا کہتے ہیں''، پرنالے خوب زور سے چلتے تھے اور ہم نہاتے تھے۔ پھر ہم ابا سے کہتے تھے ''تم نے چھت پر کوئی بٹھلا دیا ہے وہ پانی ڈالتا ہے''، آپ فرماتے ''جاؤ چھت پر دیکھ آؤ''، جب ہم چھت پر جاتے چھت کو خشک پاتے۔ ہم تعجب کرتے تھے، باہر آ کر مریدوں سے کہتے تھے، مرید وجد میں آ جاتے تھے۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[٥٧۔حضرت سید ظہور حسن قادری قدس سرہٗ کا رشتہ]

حضرت رئیس ابن رئیس خاندانی سید سرفراز علی صاحب سہسوانی ایک مرتبہ حضور میں حاضر ہوئے اور واسطے ثروت کے دعا چاہی۔ اس دن تقریب مکتب سید ظہور الحسن صاحب کی تھی۔ صاحبزادے کو کپڑے پہنا کر حضور کے سامنے لائے۔ حضور نے پیار کیا اور فرمایا ''سید سرفراز علی صاحب کی گود میں دو''۔ سید صاحب نے گود میں لے کر پیار کیا۔ بعدہٗ حضرت نے فرمایا ''سید صاحب! اس بچے کو پہچان رکھنا''۔ اس وقت کوئی اس بات کو کچھ نہ سمجھا۔ سید صاحب رخصت ہو کر بڑودہ تشریف لے گئے اور نائب رئیس ہوئے۔ جب زوجہ سید ظہور الحسن کا انتقال ہو گیا اور سید ظہور حسن صاحب نے سیاحی اختیار کی، بڑودہ پہنچے وہاں سید سرفراز علی صاحب نے اپنی دختر کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ وہ جو حضرت نے فرمایا تھا ''اس کو سید صاحب پہچان رکھو''، یہی مطلب تھا۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

[٥٨۔اتباع حکم کا صلہ]

ایک مرید معتقد نے ایک مکان دس ہزار روپے میں تیار کیا، جب وہ بالکل بن چکا اور عمدہ طور پر سجا دیا، وہ حضرت حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''غلام نے ایک دیوان خانہ بنوایا

ہے، آرزو یہ ہے کہ کسی صاحب زادے کو حکم ہوئے کہ اول وہ تشریف لے جا کر اس میں فاتحہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی کردے''، حضرت مرشد اعلیٰ نے فرمایا کہ ''تم نے بنیاد مکان کی بہت منحوس جگہ رکھی ہے، بنیاد کچھ ہٹا کر رکھی جاتی، یہ مکان مبارک نہ ہوگا''۔ ان عقیدت مند نے پھر کچھ نہ کہا اور اپنے مکان کو آئے اور اس مکان کو بنیاد سے کھدوا ڈالا اور برابر کر دیا۔ یگانے اور بے گانے سب ان کو باؤلا اور مجنوں کہتے رہے، انھوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ پانچ مہینے میں وہ عمارت نیست و نابود ہوگئی۔ پھر یہ حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''وہ عمارت بالکل مَیں نے کھدوا ڈالی، اب نقشہ بنوا دیا جائے، اس بموجب عمارت بناؤں''۔ حضور نے بدست خاص نقشہ کھینچ دیا اور فرمایا ''اس کے بموجب عمارت بناؤ''، انھوں نے عرض کیا ''حضور لکڑی اور اینٹ وہ ہی رکھوں یا وہ نہ لگاؤں؟'' حضور نے فرمایا ''مصالحہ وہ ہی رکھو، دالان شرق دہیہ کی بنیاد اگیت کی پانچ گز گہری سے کم نہ ہو''۔ یہ رخصت ہو کر گھر آئے اور اس نقشے کے بموجب عمارت بنانا شروع کی۔ جب دالان شرق کی اگیت کی بنیاد کھدوائی بڑا دفینہ برآمد ہوا، وہ دولت بے نہایت ان کے ہاتھ آئی۔ پہلے سے وہ چند عمدہ مکان عالیشان بنا۔ جب وہ مکان تیار ہو چکا حضرت نے کسی پیر زادے کو وہاں بھیج دیا۔ انھوں نے وہاں فاتحہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کری۔

خداوندا برائے آلِ احمد   نصیبم کن لقائے آلِ احمد

☆☆☆